

برکات شریعت

(حصہ دوم)

مؤلف

حافظ وقاری مولانا محمد شاہ کر علی نوری صاحب

(امیر سنی دعوتِ اسلامی)

فہرست مضامین حصہ دوم

۵۵۲	تلاوت کے آداب	۵۳۳	فضائل ”بسم اللہ“
۵۵۳	دو ہزار درجہ	۵۳۳	قرآن کی کنجی
۵۵۳	تلاوت کی مقدار	۵۳۳	جائز کام کی ابتدا
۵۵۴	حصوں میں تلاوت کرنا	۵۳۴	بخشش کا ذریعہ
۵۵۵	دوران تلاوت رونا	۵۳۴	نزالہ انداز
۵۵۵	حقوق آیات کا لحاظ رکھنا	۵۳۵	حضرت موسیٰ کا علاج
۵۵۶	چودہ بجدے	۵۳۶	حلاکت سے حفاظت
۵۵۶	بجدہ کیسے کرے	۵۳۷	تباہی سے چھٹکارہ
۵۵۶	بجدہ کب کرے	۵۳۸	جہنم سے نجات
۵۵۷	بجدہ کب نہ کرے	۵۳۹	کامل وضو
۵۵۷	تلاوت کی ابتدا	۵۴۰	ایمان کی دولت نصیب ہوئی
۵۵۷	تعوذ کب پڑھے؟	۵۴۰	علاج دردِ سر
۵۵۷	فضائل تعوذ	۵۴۱	زہر بے اثر
۵۵۸	مسائل تعوذ	۵۴۱	حجاب ہے
۵۵۸	تلاوت کیسے ختم کریں	۵۴۲	حصول برکات کا ذریعہ
۵۵۹	نماز میں تلاوت	۵۴۳	وہ شخص ملعون ہے
۵۵۹	خوش آوازی سے تلاوت	۴۵۳	تسمیہ لکھنے کی وصیت
۵۶۰	معمولی سمجھنے والے کو تنبیہ	۵۴۴	تین ہزار نام
۵۶۱	قرآن کا انعام	۵۴۴	چار نہریں
۵۶۱	مومن اور منافق کی تلاوت کا فرق	۵۴۵	”بسم اللہ“ کیوں؟
۵۶۲	اُمت کو بشارت	۵۴۷	”بسم اللہ“ کے ۱۹ حروف
۵۶۳	نور کا تاج	۵۴۷	تراز و کاپلہ
۵۶۴	چودہویں کے چاند کے مثل	۵۴۸	کھانے اور گھر میں داخل
۵۶۵	دعوت فکر	۵۴۹	بسم اللہ سے متعلق مسائل
۵۶۵	قبر کا ساتھی	۵۵۱	تلاوت قرآن کے فضائل

۵۹۳	سوئے کا قلم، چاندی کی دوات
۵۹۶	جمعہ کو کثرت سے درود پڑھو
۵۹۶	کثرت درود کا صلہ
۵۹۸	کثرت درود کی تعداد
۵۹۹	بزرگان دین اور درود شریف کی کثرت
۶۰۰	دیدار کا شرف
۶۰۱	فرشتہ قیامت تک دعائے مغفرت کرتا ہے
۶۰۲	آسمانوں میں تعارف
۶۰۴	سرکار کا تحفہ
۶۰۴	خاک آلود ناک
۶۰۵	بڑا بخیل کون؟
۶۰۷	سرکار کے دیدار سے محروم
۶۰۸	چار چیزیں ظلم ہیں
۶۰۹	وہ بد بخت ہے
۶۰۹	اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں
۶۰۹	درود نہ بھیجنے والے سے حضور کا اعراض
۶۱۰	زبان گوئی ہو گئی
۶۱۱	اللہ تعالیٰ کا قُرب
۶۲۱	چار سوچ کے برابر ثواب
۶۲۱	ہر بال دعائے مغفرت کرتا ہے
۶۳۱	موت کی تنگی سے نجات
۶۴۱	جاں کنی میں آسانی
۶۵۱	قبر کے سوال کے جواب میں آسانی
۶۵۱	اہل قبرستان کی بخشش
۶۱۷	پل صراط پر نور عطا ہوگا
۶۱۸	درود پاک ذریعہ نجات
۶۲۱	غلام آزاد کرنے سے بہتر
۶۲۱	فرشتہ کی بخشش

۵۶۷	شفاعت قبول ہوگی
۵۶۸	قرآن دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت
۵۶۸	دلوں کا علاج
۵۷۱	سفارش قبول ہوگی
۵۷۱	زمین کھائیں سکتی
۵۷۲	قرآن مشک کی طرح
۵۷۲	اچھی آواز اور قرآن
۵۷۳	اچھی آواز کا معیار
۵۷۴	قرآن پڑھنے کے وقت رونا چاہئے
۵۷۶	ویران گھر
۵۷۸	قرآن سے غفلت کا نتیجہ
۵۷۸	فضائل سورہ فاتحہ
۵۷۹	فضائل سورہ بقرہ
۵۸۰	فضائل آیت الکرسی
۵۸۱	سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں
۵۸۲	سورہ کہف کے فضائل
۵۸۲	سورہ یس کے فضائل
۵۸۳	سورہ نجم اور سورہ المؤمن
۵۸۳	سورہ دخان کی فضیلت
۵۸۳	سورہ اخلاص کے فضائل

۵۸۴	فیضان درود و سلام
۵۸۴	آیت کریمہ کا پس منظر
۵۸۵	پہلا نکتہ
۵۸۷	دوسرا نکتہ
۵۸۸	امت کو درود کا حکم کیوں؟
۵۸۹	فرشتے درود کیوں بھیجتے ہیں
۵۸۹	فضائل درود احادیث کی روشنی میں
۵۹۲	کثرت درود کی فضیلت

۶۴۲ ایک رقت انگیز واقعہ

۶۴۳ حاجت روائی کے لئے

۶۴۳ کھڑے ہونے سے پہلے بخشش

۶۴۴ بے حساب ثواب

۶۴۵ ساٹھ ہزار درود کا ثواب

۶۴۶ کب درود بھیجنا مستحب ہے

۶۴۷ کونسا درود افضل

۶۴۷ ضروری ہدایت

۶۴۹ کچھ اور الفاظ درود مع فضائل

۶۴۹ درود رضویہ

۶۴۹ فضائل و فوائد درود رضویہ

۶۵۰ درود رضویہ پڑھنے کا طریقہ

۶۵۱ درود شفا

۶۵۲ درود جل الشکرات

۶۵۲ فضیلت

۶۵۲ پڑھنے کا طریقہ

۶۵۳ درود کمالیہ

۶۵۳ فضائل

۶۵۳ درود سعادت

۶۵۳ فضیلت

۶۵۴ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

۶۵۵ امت کی ذمہ داری

۶۵۶ حضرت لقمان کی نصیحت

۶۵۶ خود کو بھولتے ہو؟

۶۵۷ مسلمان مرد و عورت کی ذمہ داری

۶۵۸ برے کام سے نہ روکنے کا انجام

۶۵۹ کمزور ترین ایمان

۶۶۰ گناہ نہیں لکھے جائیں گے

۶۲۳ قرض ادا ہو گیا

۶۲۴ درود پڑھنے والی مچھلیاں

۶۲۵ دوزخ سے نجات

۶۲۵ برے عمل سے نجات کا ذریعہ

۶۲۵ حشر میں شدید پیاس سے نجات

۶۲۶ بلند آواز سے درود پڑھا کرو

۶۲۷ سرکار کا نام سن کر درود پڑھا کرو

۶۲۷ بخشش ہو گئی

۶۲۸ درود لکھنے کا اجر

۶۲۹ پورا درود لکھا جائے

۶۳۰ کاتب کی بخشش

۶۳۰ ہاتھ سڑ گیا

۶۳۱ زبان کٹ گئی

۶۳۱ یہ ناپسند ہے

۶۳۳ درود کے بغیر دعا معلق رہتی ہے

۶۳۴ ورنہ دعا واپس

۶۳۵ درود کیسے پڑھیں؟

۶۳۷ نیاز مندانہ طریقہ

۶۳۷ حضور قلب کے ساتھ درود پڑھنے کا اجر

۶۳۷ سیدنا کا اضافہ

۶۳۸ تمام عبادات سے افضل

۶۳۹ ذکر الہی سے افضل

۶۳۹ قرب خدا کی دولت

۶۴۰ جھولیوں بھرتے ہیں

۶۴۰ رحمت کے ستر دروازے

۶۴۱ درود غیبت سے بچاتا ہے

۶۴۱ سرکار کے دیدار سے شرف ہوگا

۶۴۱ طوفان سے بچاتا ہے

۶۸۸ استقامت

۶۸۹ محبت رسول ﷺ

۶۹۲ بد مذہبوں سے دوری

۶۹۳ باہمی اُخوت

۶۹۴ خوش طبعی

۶۹۵ فکر آخرت

۶۹۶ اطاعت امیر

۶۹۸ بزرگوں کی نصیحتیں

۶۹۸ حضرت علی کے اقوال و زریں

۶۹۹ امام اعظم کی انمول نصیحتیں

۷۰۱ غوث اعظم کے اقوال و زریں

۷۰۳ چند اور گزراشتات

۷۰۸ فضائل علم و علما

۷۰۹ علم ایک عظیم دولت

۷۱۰ فضل عظیم

۷۲۱ خوف خدا اور علما

۷۲۱ علم زیادہ عطا فرما

۷۱۳ اہل علم کے درجات

۷۱۴ علم اور قرآن

۷۱۵ اللہ کا انعام

۷۱۶ اسلام کی زندگی

۷۱۶ علم عبادت سے بہتر

۷۱۷ انبیاء کی وراثت

۷۱۸ علم اور جہالت میں فرق

۷۱۸ علم اور سلطنت

۷۱۸ مومن کا دوست

۷۱۹ علم یا عبادت کی زیادتی

۷۱۹ جنت کا راستہ

۶۶۱ بے رحم حاکم

۶۶۱ سب سے افضل شہید

۶۶۲ مومن پر فرض ہے

۶۶۴ دعا قبول نہ ہوگی

۶۶۵ نیکیوں کا حکم دیتے رہو

۶۶۵ داعی دین صبر لازم کر لے

۶۶۶ جنت سنواری جاتی ہے

۶۶۷ دریا اور قطرہ

۶۶۷ خلیفۃ اللہ عز و جل

۶۶۸ بہترین جہاد

۶۶۸ تین سو حوروں سے شادی

۶۶۹ بھلائی کی کتھیاں

۶۷۰ ہر کلمہ کے عوض ایک سال کی عبادت

۶۷۰ پورا ثواب

۶۷۱ سچاس مسلمانوں کے اعمال کے برابر اجر

۶۷۱ افضل الجہاد

۶۷۲ راستے کا حق

۶۷۲ مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

۶۷۳ سب کو عذاب

۶۷۳ ملعون ہونے کا سبب

۶۷۴ شہر کو زیروز بر کر دیا گیا

۶۷۵ داعیان دین کے اوصاف

۶۷۶ اخلاص

۶۷۹ فکر اسلامی

۶۸۱ ایثار

۶۸۳ علم

۶۸۶ عمل

۶۸۷ اچھی صحبت

۷۳۵ منزل شرافت
 ۷۳۵ مرتبہ نبوت سے قریب
 ۷۳۶ دو چیزوں میں ہلاکت
 ۷۳۶ چہرہ دیکھنا عبادت
 ۷۳۷ شیطان پر بھاری
 ۷۳۷ علما انبیاء کے وارث
 ۷۳۷ غلطی ایک گناہ دو
 ۷۳۷ قبر میں بھی نیکیاں جاری
 ۷۳۸ کیا حسد جائز ہے؟
 ۷۳۹ فرماں بردار رہو
 ۷۳۹ عذاب اٹھایا جاتا ہے
 ۷۴۰ زمین و آسمان کو سنوارا گیا
 ۷۴۰ حوض کوثر کا پانی
 ۷۴۱ دو دشمن
 ۷۴۱ اہمیت علم
 ۷۴۲ تعظیم علما
 ۷۴۲ میری امت سے نہیں
 ۷۴۳ وہ منافق ہے
 ۷۴۴ عالم اور جاہل
 ۷۴۵ قیامت میں رسوائی
 ۷۴۵ عالم کی عیب جوئی سب ہلاکت
 ۷۴۵ عالم کو ”مولویا“ کہنا
 ۷۴۶ علما کے پاس بیٹھنا عبادت
 ۷۴۶ علما کی مجلس جنت کا باغ
 ۷۴۶ سال بھر کی عبادت سے بہتر
 ۷۴۷ سب سے بڑی مجلس علما کی
 ۷۴۷ کس عالم کی صحبت میں بیٹھیں
 ۷۴۸ آٹھ قسم کے آدمی

۷۴۰ علم والا مرتبہ نہیں
 ۷۴۱ ذلت کا سبب
 ۷۴۱ شب بیداری سے بہتر
 ۷۴۲ سب سے بڑی دولت
 ۷۴۲ جنت صاحب علم کی تلاش میں
 ۷۴۲ طالب علم کی فضیلت
 ۷۴۲ اللہ کے راستے میں
 ۷۴۲ انکار حدیث کا عبرت ناک انجام
 ۷۵۲ گناہوں کا کفارہ
 ۷۴۵ علم کا بھوکا سیر نہیں ہوتا
 ۷۴۷ علم دین کی تلاش
 ۷۴۷ شہادت کی موت
 ۷۴۸ روزی اللہ کے ذمہ کرم پر
 ۷۴۸ زندہ مردوں کے درمیان
 ۷۴۸ کسی بھی عمر میں علم حاصل کرو
 ۷۴۹ انبیاء کے ساتھ
 ۷۴۹ جنت میں شہر
 ۷۴۹ جہنم حرام
 ۷۴۹ علمائے کرام کے فضائل
 ۷۴۹ فرشتے کا اعلان
 ۷۴۹ حضور سے ملاقات
 ۷۴۹ عالم اور عابد میں فرق
 ۷۴۹ ورنہ تو ہلاک
 ۷۴۹ غلام آزاد کرنے کا اجر
 ۷۴۹ ۹۹۹ رحمتیں
 ۷۴۹ علماء امت کے چراغ
 ۷۴۹ خلفاء کی عزت
 ۷۴۹ امت کے سورج

- ۷۶۴ توبہ کا معنی
- ۷۶۹ توبہ کب تک مقبول ہے
- ۷۷۰ تائب پر رحمت
- ۷۷۱ سابقہ امتوں کے توبہ کی نوعیت
- ۷۷۳ توبہ کے چار مراتب
- ۷۷۵ جنہوں نے توبہ کی
- ۷۷۵ اللہ کی قسم
- ۷۷۶ اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہے
- ۷۷۷ حضرت کعب بن مالک کی توبہ
- ۷۸۱ حضرت ابولبابہ کی توبہ
- ۷۸۲ مومن کی توصفات
- ۷۸۴ توبہ نہ کرنا منافق کی علامت
- ۷۸۵ توبہ فلاح کا ضامن
- ۷۸۶ گناہ نیکوں میں تبدیل
- ۷۸۷ فضائل توبہ
- ۷۹۰ دل پر سیاہ نقطہ
- ۷۹۲ تمام گناہ معاف
- ۷۹۳ آسمان کے برابر گناہ
- ۷۹۴ ایک حبشی کی توبہ
- ۷۹۴ ابلیس کو مہلت
- ۷۹۵ چار ہزار سال پہلے
- ۷۹۵ توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے
- ۷۹۶ توبہ قبول نہیں
- ۷۹۷ ایک نوجوان کی عبرت آموز توبہ
- ۷۹۸ بنی اسرائیل کے ایک نوجوان کی توبہ
- ۷۹۹ سو آدمیوں کا قاتل
- ۸۰۰ حضرت فضیل بن عیاض کا توبہ
- ۸۰۲ حضرت حبیب عجمی کا توبہ

- ۷۴۹ زبان کی رکاوٹ دور
- ۷۴۹ تلاوت قرآن سے بہتر
- ۷۴۹ حضور کو مجلس علم پسند
- ۷۵۰ حضرت لقمان کی وصیت
- ۷۵۰ ستر مجلسوں کا کفارہ
- ۷۵۱ علم کی اہمیت اسلاف کی نظر میں
- ۷۵۱ یتیم کون
- ۷۵۲ مال فانی، علم باقی
- ۷۵۲ اچھی خصلت
- ۷۵۳ افضل دولت
- ۷۵۴ علم اور مال
- ۷۵۴ علم کی مثال
- ۷۵۵ مردہ دل کی زندگی
- ۷۵۶ ان پڑھ کو پڑھانے کا اجر
- ۷۵۶ کون سی مجلس بہتر
- ۷۵۶ حضرت امام شافعی کے اقوال زریں
- ۷۵۷ مومن کی چھ خوبیاں
- ۷۵۸ نااہل کو تعلیم دینا کیسا
- ۷۵۸ علم حاصل کرو جہاں بھی ہو
- ۷۵۹ طلبہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ
- ۷۵۹ حصول علم نفل نماز سے بہتر
- ۷۵۹ جانکنی کے وقت علم حاصل کرنے کی تلقین
- ۷۶۰ فرامینِ محمدؐ شہِ دہلوی
- ۷۶۱ حضرت عمرؓ تاجر کو دڑے مارتے
- ۷۶۱ علم سے مراد کیا ہے؟
- ۷۶۳ فضائل توبہ
- ۷۶۳ توبہ نصوح کیا ہے؟
- ۷۶۴ توبہ کی چھ شرطیں

توبہ نہ کرنا شیطانی فعل ہے

۸۰۳

فضائل و آداب مسجد

۸۰۵

بڑا ظالم کون

۸۰۵

مسجد ایمان پر گواہ

۸۰۶

مسجد کے لئے زینت

۸۰۷

مسجد کو ڈھادو

۸۰۸

مساجد بنانے کا مقصد

۸۱۰

فضائل مسجد احادیث کی روشنی میں

۸۱۱

مسجد میں حاضری کا اجر

۸۱۳

مسجد نہ آنے پر وعید

۸۱۳

نور کمال کی بشارت

۸۱۴

جنت کی کیاریاں

۸۱۵

مقصود تعمیر مساجد

۸۱۵

مسجد میں ممنوع ہے

۸۱۶

ساری زمین مسجد ہے

۸۱۷

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

۸۱۷

بیت المقدس میں نماز کی فضیلت

۸۱۸

مسجد روشن کرنے کی اہمیت

۸۱۹

مساجد کے درجات

۸۲۰

مسجد کی صفائی

۸۲۰

آداب مسجد

۸۲۱

جنت میں لے جانے والا عمل

۸۲۲

اللہ کو محبوب

۸۲۳

مغفرت کی دعا

۸۲۳

اللہ کے زائر

۸۲۴

مسجد میں آنے کی فضیلت

۸۲۴

ہر قدم پر دس نیکیاں

۸۲۶

ہر قدم پر ثواب

۸۲۶

گناہ مٹانے کا نسخہ

۸۲۷

اللہ کی ضمانت میں

۸۲۷

ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں

۸۲۸

مسجد میں آنے، جانے کی دعا

۸۲۹

سات قسم کے لوگ سایہ خداوندی میں

۸۲۹

گھروں میں مسجد

۸۳۰

مجاہدنی سبیل اللہ

۸۳۱

سجدہ کی جگہ گواہی دے گی

۸۳۱

انعام پائے گا

۸۳۲

احکام مسجد

۸۳۲

گمشدہ چیز کی تلاش

۸۳۲

خرید و فروخت کرنا کیسا؟

۸۳۳

پیاز اور لہسن کھا کر آنے کا حکم

۸۳۳

کچا گوشت

۸۳۴

دنیا کی باتیں کرنا کیسا؟

۸۳۵

بلند آواز سے باتیں کرنا کیسا؟

۸۳۵

علامت منافق

۸۳۶

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

۸۳۷

آداب مسجد ایک نظر میں

۸۳۸

☆☆☆

فضائل ”بسم اللہ“

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کی فضیلتیں، برکتیں اور خوبیاں بہت زیادہ ہیں، ہم یہاں اختصار کے ساتھ اس کی چند خوبیوں اور برکتوں کو قرآن و احادیث کے ذریعہ واضح کرتے ہیں تاکہ مسلمان اس کی برکتوں سے اچھی طرح فائدہ اٹھا سکیں۔

قرآن کی کنجی

قرآن مقدس اللہ عز و جل کی عظیم کتاب ہے۔ یہ برکت والی کتاب ہے۔ اس کی آیتیں مومنوں کے لئے شفا ہیں اس کے ایک ایک حرف میں دس دس نیکیاں اللہ عز و جل نے مقرر فرمائی ہیں۔ قرآن مقدس دنیا و آخرت کی پریشانیوں کا علاج ہے۔ قرآن مقدس رحمتوں کا خزانہ ہے لیکن اس عظیم رحمت والے خزانے سے مالا مال ہونا ہو تو پہلے سچے دل سے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھو پھر اس خزانے کو کھولو اور زیادہ سے زیادہ اللہ کی رحمتوں کو حاصل کرو۔

سبحان اللہ! جب قرآن مقدس جیسی عظیم کتاب بغیر ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے نہیں کھلتی تو دوسرے جائز کام کی برکتیں بغیر ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے کیسے حاصل ہو سکتی ہیں۔

جائز کام کی ابتدا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر جائز کام سے پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ ضرور پڑھ لیا کرو۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر خدا نخواستہ اس کام میں کوئی عیب یا نقص رہنے والا ہو تو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“

الرَّحِيمِ“ کی برکت سے وہ نقص یا عیب دور ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر سایہ فگن ہوگی اور خدائے قدیر اس کام میں برکتیں عطا فرمادے گا۔

اس لئے کہ جو شخص اپنے جائز کام کی ابتدا میں اپنے رب کو نہ بھولا تو بھلا اس کی رحمت اسے کیسے چھوڑ سکتی ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بھی اہم کام ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ سے شروع نہ کیا جائے وہ کام ناقص اور ادھورا رہتا ہے۔

لہذا جو بھی اپنے کام کو مکمل کرنا چاہے وہ اپنے کام کی ابتدا ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ سے ہی کرے۔

بخشش کا ذریعہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ بڑی عمدگی اور خوبی سے لکھا اس کی وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی۔ (درمنثور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ تو پڑھتے ہی ہیں لیکن عمدگی اور خوبی سے ایک بار پڑھ لیں تو بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ لہذا جب بھی ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھیں تو نہایت ہی عمدگی اور خوبی سے پڑھا کریں۔ اس میں خدائے کریم کے تین اسمائے حسنیٰ ہیں۔ ایک اسم ذات ”اللّٰہ“ اور دو اسمائے صفات ”الرَّحْمٰن“ اور ”الرَّحِیْمِ“ ان اسماء کو عمدگی اور خوبی سے پڑھنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور جودل اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے قرب خاص سے ضرور سرفراز فرمائے گا۔

نرالا انداز

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدنی آقا رحمت عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی تعظیم کے لئے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ عمدہ شکل میں تحریر کرے گا اللہ اسے بخش دے گا۔
(دُرِّمَنْشُور)

سچ ہے ۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید رحمتِ حق بہانہ می جوید

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ذرا غور تو کرو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم گنہ گاروں کا کتنا خیال ہے کہ کسی طرح امت کی بخشش ہو جائے۔ لیکن ہم کتنے غافل ہیں کہ اپنے آقا کے فرمان کا خیال نہیں رکھتے۔ افسوس! آج ہم اپنے بچوں کو انگریزی لکھنا، پڑھنا تو ضرور سکھاتے ہیں لیکن قرآن شریف پڑھنا اور لکھنا نہیں سکھاتے۔ اگر ہمیں یا ہماری اولاد کو عربی پڑھنا آتا تو مذکورہ حدیث پاک پر عمل پیرا ہو کر اپنی نجات تلاش کرتے اور ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ ادب کے ساتھ لکھتے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق پروردگار عز و جل ہمیں بخش دیتا۔

حضرت موسیٰ کا علاج

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بار علیل ہو گئے اور شکم میں شدید درد ہوا آپ نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا، اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنگل کی ایک گھاس بتائی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کھایا۔ اللہ کے فضل سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفا مل گئی، پھر دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مرض میں مبتلا ہوئے، آپ نے پھر وہی گھاس کھائی لیکن اس مرتبہ مرض بڑھ گیا، آپ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اے پروردگار میں نے پہلے اسے کھایا تو فائدہ ہوا اور اب کھایا تو مرض بڑھ گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی بار گھاس کیلئے تم میرے حکم سے گئے تھے لہذا شفا ملی اور دوسری بار تم خود گئے اس لئے مرض میں اضافہ ہو گیا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پوری دنیا

زہر قاتل ہے اور اس کا تریاق (علاج) میرا نام ہے۔ (تفسیر کبیر، ج اول، ص ۱۷۱)

ہلاکت سے حفاظت

مروی ہے کہ فرعون نے اپنی خدائی کے دعویٰ سے پہلے ایک محل بنوایا تھا اور اس کے باہر دروازہ پر ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ لکھنے کا حکم دیا تھا پھر جب اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیجے گئے، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دی لیکن اس کی سرکشی اور شرک و کفر کو دیکھ کر بارگاہ الہی میں عرض کیا۔ اے پروردگار! میں بار بار اس کو تیری طرف بلاتا ہوں لیکن اس میں مجھے کوئی بھلائی نظر نہیں آتی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! تم اس کی ہلاکت چاہتے ہو۔ اے موسیٰ! تم تو اس کے کفر کو دیکھ رہے ہو اور میں اپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے دروازے پر لکھ رکھا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں نکتہ یہ ہے کہ جس نے کلمہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ اپنے باہری دروازے پر لکھ لیا وہ ہلاکت سے بے خوف ہو گیا خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو تو بھلا اس مسلمان کا عالم کیا ہو گا جس نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کو ساری زندگی اپنے قلب کی حیات کا ذریعہ بنائے رکھا ہو۔ (تفسیر کبیر، ج ۱، ص ۱۷۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج اکثر مسلمان پریشانی کی شکایت کرتے ہیں لیکن اس کا سبب تلاش نہیں کرتے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمانوں کے گھروں کے باہری دروازوں پر اپنے نام کی پلیٹ تو لگی ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے نام کی پلیٹ نہیں لگی ہوتی۔ ہمیں چاہئے کہ خوبصورت طریقے سے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ لکھوا کر اس کی تختی باہر کے دروازہ پر لگا دیں انشاء اللہ گھر کی بھی حفاظت ہوگی اور گھر والوں کی بھی حفاظت ہوگی۔

تباہی سے چھٹکارہ

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تباہی میں پڑ جاؤ تو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ“ پڑھو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کئی طرح کی مصیبتیں دور فرماتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سب سے بڑی تباہی مال و دولت کی قلت نہیں بلکہ انسان کا گناہوں کے دلدل میں دھنسا سب سے بڑی تباہی ہے۔ اگر تباہی اور ذلت و خواری کے دلدل سے باہر نکلتا چاہتے ہو تو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کو اپنا وظیفہ بنالو۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے اسم اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی جتنا فاصلہ ہے۔ (درمنثور، تفسیر ابو حاتم وغیرہ)

تاجدار مدینہ راحت قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگوٹھی مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا اس میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ نقش کراؤ۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ انگوٹھی نقش کو دی اور اس سے فرمایا: اس میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ نقش کر دو، نقش نے اُس میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ، نقش کر دیا، حضرت ابو بکر سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں انگوٹھی لے کر حاضر ہوئے۔ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“

اللّٰهُ أَبُو بَكْرٍ صَدِيقٌ“ منقش دیکھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر یہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ سے زائد عبارت کیسی ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ میں آپ کے اسم گرامی کو اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی سے الگ کرتا لیکن باقی حصہ ”ابوبکر صدیق“ اس کے لئے میں نے نہیں کہا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ندامت ہوئی، اتنے میں حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر کا نام تو میں نے لکھوایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے نام مبارک کو اللہ تعالیٰ کے مقدس نام سے جدا کرنا پسند نہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے نام کو آپ کے نام نامی سے جدا کرنا پسند نہیں فرمایا۔ (تفسیر کبیر ج ۱، ص: ۱۷۲)

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص احترام اور تعظیم کے سبب زمین سے کوئی کاغذ اٹھاتا ہے جس میں ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ لکھا ہو تو وہ اللہ کے نزدیک صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور اس کے والدین کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔ (در منثور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا کاغذ تعظیم کے سبب زمین سے اٹھایا جائے تو صدیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے، لہذا اخبار وغیرہ میں جو نام باری تعالیٰ لکھے ہوتے ہیں ان کی تعظیم کرنی چاہئے بلکہ جہاں کہیں بھی ایسا پرچہ نظر آئے یا اخبار نظر آئے اس کو فوراً اٹھالیں اسے اوچی اور پاک و صاف اور بلند جگہ پر رکھ دیں یا مسجد کے صندوق میں احتیاط سے ڈال دیں۔

جہنم سے نجات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب استاذِ بچے سے کہتا ہے ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ“

الرَّحِيمِ“ کہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ استاد، بچے اور اس کے والدین کے لئے جہنم سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (درمنثور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم اپنے بچوں کو دینی تعلیم تو دلاتے ہیں جس کا فائدہ تو صرف دنیا میں ہو سکتا ہے آخرت میں نہیں، لیکن اگر ہم اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے مدرسہ میں بھیجتے ہیں تو بچے کی زبان سے نکلے ہوئے پہلے لفظ کی برکت سے بخشش کا پروانہ مل جاتا ہے لہذا اپنے بچوں کو دین کی طرف مائل کرو اور آخرت سنوارو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پہلی مرتبہ وحیِ خدا لے کر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”اقْرَأْ“ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ”مَا أَنَا بِقَارِی“ میں نہیں پڑھتا۔ لیکن جب مزید عرض کیا ”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ“ یعنی پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، تو آپ پڑھنے لگے۔

لیکن اے شمع رسالت کے پروانو! ہم نے اپنا معمول کچھ اور ہی بنا لیا ہے۔ ہماری فکریں بدل گئی ہیں۔ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے عظیم طریقوں کو ہم نے بھلا دیا ہے۔ جس کا خمیازہ یہ ہے کہ ہم بھی بھولی ہوئی داستان بن گئے ہیں، دنیا نے ہمیں بھلا دیا، ہم بے یار و مددگار ہو کر رہ گئے ہیں۔

کامل وضو

جب کوئی ایمان والا مرد یا عورت وضو کرنے سے قبل ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھ لیتا ہے تو وہ اعضائے وضو پانی سے دھل جاتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ ان کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں اور اعضائے وضو کے سوا بدن کے دوسرے حصے پر جہاں وضو کا پانی نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ اسے اپنے رحم و کرم کے پانی سے دھو دیتا ہے۔

اے شمع رسالت کے پروانو! دیکھا آپ نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“

الرَّحِيمِ“ کی برکت؟ ہمیں اور آپ کو چاہئے کہ وضو کرنے سے قبل ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ نیز ہر عضو کو دھوتے وقت ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ ضرور ضرور پڑھ لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

ایمان کی دولت نصیب ہوئی

سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب ہُدھد نے ملکہ صبا بلقیس کے تخت شاہی اور فرماں روائی اور کفر و الحاد کا ذکر کیا تو سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلقیس کو خط لکھ کر اسلام کی دعوت دی اور اطاعت گزاری کا حکم دیا۔ اس خط کی ابتدا آپ نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ سے فرمائی۔ جس کا تذکرہ بلقیس نے اپنے درباریوں میں اس طرح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن میں فرمایا ترجمہ (بلقیس) بولی اے سردارو! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا۔ اور اس طرح بلقیس نے اللہ کے نام اور اس کے نبی کے بھیجے ہوئے خط کی تعظیم کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس تعظیم کی برکت سے ایمان کی دولت نصیب فرمائی اور سیدنا سلیمان کے زوجیت میں داخل ہونے کا موقع نصیب فرما کر قربتِ نبی سے سرفراز فرمادیا۔ (تفسیر کبیر)

علاج درد سر

قیصر شاہ روم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے مستقل درد سر رہتا ہے۔ آپ میرے لئے کوئی دوا بھیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیجی جب بھی اس ٹوپی کو وہ اپنے سر پر رکھتا اس کا درد سر جاتا رہتا اور جب اسے اتار دیتا پھر درد سر شروع ہو جاتا۔ اس سے اس کو حیرت ہوئی اس نے ٹوپی کی تلاشی لی تو اس کے اندر ایک کاغذ ملا جس پر ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيمِ“ لکھا ہوا تھا۔ (تفسیر کبیر ج: ۱، ۱۷۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بڑے بڑے طبیب جس بیماری کے علاج سے عاجز ہیں ان بیماریوں کا علاج اللہ عزوجل کے کلام میں ہے اے کاش! ہمارا لگاؤ قرآن مقدس سے ہو جاتا اور اپنی بیماریوں کا علاج دواؤں کے ساتھ ساتھ ہم اللہ کے کلام سے بھی کرتے جو یقیناً شافی ہے، لیکن افسوس ہمارا ایمان اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ طبیبوں کی دوا پر تو بھروسہ ہوتا ہے لیکن اللہ کے کلام پر کامل بھروسہ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے تاثیر نظر نہیں آتی۔ اللہ جل شانہ ہم سب کو قرآن مقدس سے فیض حاصل کرنے اور ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زہر بے اثر

کسی نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی نشانی طلب کرتے ہوئے کہا کہ آپ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں ہمیں کوئی نشانی دکھائیے تاکہ ہم اسلام قبول کر سکیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاس زہر قاتل لاؤ۔ اس کا ایک طشت لایا گیا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھ کر سب پی گئے اور اللہ کے فضل سے سلامتی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ دیکھ کر مجوسیوں نے کہا کہ یہ دین حق ہے۔ (تفسیر کبیر ج: ۵، ۱۷۵)

سبحان اللہ! کیا ایمان تھا ان بزرگوں کا اور ذات باری تعالیٰ پر کتنا اعتماد تھا؟ اللہ ان بزرگوں کے ایمان کا صدقہ ہمیں بھی نصیب فرمائے اور صحابہ کرام کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔

حجاب ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بنی آدم اپنے کپڑے اتارتے ہیں اس وقت اگر

وہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھ لیں تو یہ ان کی شرمگاہوں اور جنوں کی نگاہوں کے درمیان پردہ بن جاتا ہے۔ اس طرح شیطانی نگاہیں انسانی شرمگاہوں تک پہنچ نہیں سکتیں۔

اس میں اشارہ یہ ہے کہ دنیا کے اندر جب یہ اسم الہی انسان اور دشمن جنوں کے درمیان حجاب اور پردہ بن سکتا ہے تو کیا یہی اسم الہی آخرت میں بندہ مومن اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان حجاب نہ بن سکے گا۔ (درمنثور)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں ضرور ایک ایسی آیت یا سورت بتاؤں گا جو حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد میرے علاوہ کسی اور نبی پر نازل نہیں ہوئی۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چلے اور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا۔ حضور مسجد کے دروازے پر پہونچے اور اپنا ایک پاؤں مسجد کی دہلیز سے باہر کر چکے ابھی دوسرا پاؤں مسجد کی دہلیز کے اندر ہی تھا کہ میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اشتیاق ہے (وہ بات رہ گئی) اس وقت حضور اپنے چہرہ مبارک کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا نماز میں کس چیز سے قرآن شروع کرتے ہو؟ میں نے کہا ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ سے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہی تو وہ آیت ہے جو حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد میرے علاوہ کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضور مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔ (درمنثور)

حصول برکات کا ذریعہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ”بِسْمِ

اللّٰهُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ نازل ہوئی، بادل مشرق کی طرف بھاگا، ہوا ٹھہر گئی، سمندر میں جوش آگیا، چوپایوں نے توجہ کے ساتھ اپنے کان سے سنا، شیطانوں پر آسمان سے پتھر برسے اور اللہ نے اپنی عزت و جلال کی قسم کے ساتھ فرمایا جس چیز پر بھی اس کا نام لیا جائے گا وہ اس میں برکت دے گا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ! (درمنثور)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہر جائز کام پر ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ پڑھنے کی توفیق رفیق بخشے اور زیادہ سے زیادہ برکتیں حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ شخص ملعون ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کا گزر ایک ایسی بستی سے ہوا جہاں زمین پر ایک تحریر تھی۔ سرکار نے اپنے ساتھ کے ایک شخص سے فرمایا: زمین پر گرے ہوئے اس کاغذ پر کیا لکھا ہے؟ اس نے کہا ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ سرکار نے فرمایا: جس نے یہ کیا (گرایا) وہ ملعون ہے۔ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ کا جو مقام ہے وہی اسے دو۔ (ابو داؤد، درمنثور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے ثابت ہوا کہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ کی توہین کرنے والا ملعون ہے۔ لہذا خدا را ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ لکھا ہوا کاغذ زمین پر نہ پھینکیں بلکہ کہیں نظر آئے تو اسے ادب اور تعظیم کے ساتھ بلند مقام پر رکھیں۔

تسمیہ لکھنے کی وصیت

ایک بزرگ نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ لکھا اور وصیت کی کہ یہ ان کے کفن میں رکھا جائے۔ ان سے پوچھا گیا اس میں کیا فائدہ ہے۔ انہوں نے

فرمایا میں قیامت کے دن عرض کروں گا اے میرے اللہ عزوجل تو نے ایک کتاب بھیجا اس کا عنوان ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ رکھا لہذا تو اپنی کتاب کے عنوان کے لحاظ سے میرے ساتھ معاملہ فرما اور بخش دے۔
(درمنثور)

تین ہزار نام

تفسیر کبیر کے شروع میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے تحت ہے کہ حق تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں۔ جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار کو صرف انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں اور ایک ہزار میں سے تین سو نام توریت شریف میں اور تین سو نام انجیل شریف میں اور تین سو نام زبور شریف میں اور نانوے نام قرآن پاک میں ہیں اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ میں حق تعالیٰ کے جو تین نام آئے ان تین میں تین ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں لہذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالیٰ کو یاد کر لیا گویا اس نے تمام ناموں سے اس کو یاد کر لیا۔
(تفسیر نعیمی)

چار نہریں

صاحب تفسیر روح البیان نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے تحت ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اور جنتوں کی سیر فرمائی تو وہاں چار نہریں ملاحظہ فرمائیں ایک پانی کی، دوسری دودھ کی، تیسری شرابِ طہور کی اور چوتھی شہد کی۔ جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں؟ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا مجھے خبر نہیں۔ دوسرے فرشتے نے کہا ان چاروں کا چشمہ میں دکھاتا ہوں۔ ایک جگہ لے گیا، وہاں ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور دروازہ پر قفل (تالہ) لگا ہوا تھا اور اس کے نیچے سے یہ چاروں نہریں نکل رہی تھیں۔ ارشاد فرمایا دروازہ کھولو۔ عرض کیا اس کی چابی ہمارے پاس نہیں بلکہ آپ کے پاس ہے یعنی ”بِسْمِ اللّٰهِ

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھ کر قفل کو ہاتھ لگایا دروازہ کھل گیا۔ اندر جا کر ملاحظہ فرمایا کہ اس عمارت میں چارستون ہیں اور ہرستون پر لکھا ہوا ملاحظہ فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۴ ۳ ۲ ۱

اور بسم اللہ کی (میم) سے پانی جاری ہے اور اللہ کی (ھا) سے دودھ جاری ہے اور رحمن کی (میم) سے شراب طہور جاری ہے اور رحیم کی (میم) سے شہد۔ اندر سے آواز آئی اے میرے محبوب! آپ کی امت میں سے جو شخص ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھے وہ ان چاروں کا مستحق ہوگا۔ (تفسیر نعیمی ج اول، ص: ۴۱)

”بِسْمِ اللّٰهِ“ کیوں؟

(۱) جس کام کی ابتدا اچھی ہو اس کی انتہا بھی اچھی ہوتی ہے۔ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے تاکہ اس کی ابتدا اللہ کے نام پر ہو اور اس کی تمام زندگی بخیریت گزرے۔

(۲) دکان دار اپنی پہلی بکری کے وقت زیادہ بھاؤ تاؤ نہیں کرتا تاکہ سارا دن تجارت کے لئے اچھا گزرے۔ اسی طرح مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے ہر جائز کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے نام سے کرے تاکہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچے۔

(۳) حکومت کے مال پر کوئی حکومت کی علامت لگا دی جاتی ہے تاکہ کوئی چور اس کو لیتے وقت خوف کرے اور چُرانہ سکے کیوں کہ حکومت کے مال کی چوری ایک قسم کی بغاوت ہے۔ اسی طرح مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ہر جائز کام کی ابتدا میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھے تاکہ وہ رب العالمین کی نشانی بن جائے اور شیطان چور اس میں اپنا دخل نہ دے سکے۔ اور حدیث پاک میں بھی آیا ہے کہ جس جائز کام کی ابتدا میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ نہ پڑھی جائے اس میں شیطان شریک ہو جاتا

ہے۔ اور ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے پڑھ لینے سے وہ کام محفوظ ہو جاتا ہے۔
 (۴) آدمی جس کا ذکر زیادہ کرتا ہے اس کو اسی کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔
 انسان ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ زیادہ پڑھے تو انشاء اللہ دونوں جہاں میں
 رحمت الہی اس کے ساتھ رہے گی کیونکہ انسان صبح سے لے کر رات تک بے شمار جائز اور
 ناجائز کام کرتا ہے اور اگر جائز کام کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھے تو صبح سے شام تک رب کا
 ذکر اس کی زبان پر جاری رہے گا۔ جس کی وجہ سے رحمت الہی اس کے ساتھ رہے گی۔
 البتہ ناجائز کام کی ابتدا میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھنا ناجائز اور حرام
 ہے۔

(۵) دنیا کے سارے کام انسان کے لئے زہر قاتل ہوتے ہیں کیوں کہ یہ رب
 تعالیٰ سے غافل کرنے والے ہیں اور اس کا تریاق رب عز وجل کا نام ہے تو جو انسان
 رب عز وجل کے نام سے اپنے کام شروع کرے گا۔ خدا چاہے تو اس کا کوئی کام ذکر
 الہی و خوف خدا سے غفلت پیدا نہ کرے گا۔

(۶) جب کوئی فقیر کسی امیر کے دروازے پر جاتا ہے تو بھیک مانگنے کی غرض سے
 اس کی تعریف شروع کر دیتا ہے۔ جس سے امیر یہ سمجھتا ہے کہ یہ بھکاری ہے میری
 تعریف کر کر کے مجھ سے مانگنا چاہتا ہے تو گویا فقیر کا یہ کہنا کہ گھر والا بڑا سخی اور داتا
 ہے۔ مطلب اس کا کچھ یہ ہوتا ہے کہ دلوادے۔ اسی طرح جب کوئی انسان کام شروع
 کرتا ہے تو چاہتا ہے رب تعالیٰ سے اس میں مدد مانگے اور اس کے پورا کرنے اور
 درست کرنے کی توفیق مانگے۔ تو صاف صاف نہیں کہتا بلکہ رب تعالیٰ کی تعریفیں کرتا
 ہے اور اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ میرے اس نام لینے کی لاج رکھتے ہوئے تو ہی اس
 بیڑے کو پار لگانے والا ہے۔ لہذا رب تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے بندے کے
 سوال کو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کی برکت سے پورا فرما دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)
 تفسیر عزیزی میں ہے کہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی نے مرتے وقت

وصیت کی تھی کہ میرے کفن میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ لکھ کر رکھ دینا۔
لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ قیامت کے دن میری دستاویز
ہوگی جس کے ذریعہ میں رحمت الہی کی درخواست کروں گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ کے ۱۹ حروف

تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ میں
۱۹ حروف ہیں اور دوزخ پر عذاب کے فرشتے بھی انیس ہیں۔ امید ہے کہ اس کے
ایک حرف کی برکت سے ایک ایک فرشتے کا عذاب دور ہو جائے گا۔ دوسری خوبی یہ
ہے کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں جن میں سے پانچ گھنٹے پانچ نمازوں نے گھیر
لئے اور انیس گھنٹوں کے لئے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے انیس حروف عطا
فرمائے گئے جو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کا ورد کرتا ہے انشاء اللہ اس کا ہر گھنٹہ
عبادت میں شمار ہوگا اور ہر وقت کے گناہ معاف ہوں گے۔
(تفسیر نعیمی)

ترازو کا پلہ

تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی کوئی دعا رد نہیں ہوتی
جس کے آغاز میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ ہو۔ آپ نے فرمایا قیامت کے
دن بلاشبہ میری امت ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کہتی ہوئی آگے بڑھے گی اور
میزان میں اس کی نیکیاں وزنی ہو جائیں گی۔ اس وقت دوسری امتیں کہیں گی کہ امت
محمدیہ کے ترازو میں کس قدر وزنی اعمال ہیں؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کے
جواب میں فرمائیں گے کہ امت محمدیہ کے کلام کا آغاز اللہ کے تین ایسے ناموں سے
ہے کہ ان کو اگر ترازو کے ایک پلہ میں رکھ دیا جائے اور تمام مخلوق کی برائیاں
(گناہ) دوسرے پلے میں رکھ دی جائیں تب بھی یقیناً نیکیاں ہی بھاری ہوں گی۔

(غنیۃ الطالبین)

کھانے اور گھر میں داخل

کھانے سے قبل اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھنے کی حدیث شریف میں بڑی تاکیدیں وارد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کھانے پر ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ نہ پڑھی جائے شیطان کے لئے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم نے اتنی برکت کسی بھی کھانے میں نہیں دیکھی تھی۔ مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کیوں ہوا۔ ارشاد فرمایا: ہم سب نے کھانے کے وقت ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھی تھی پھر ایک شخص بغیر ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھے کھانے کے لئے بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھالیا۔ (شرح سنہ)

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ساتھ چند آدمی کھانا کھائیں اور ان میں سے ایک نے بھی ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ نہ پڑھی تو پورے کھانے کی برکت چلی جاتی ہے اور اس ایک کے نہ پڑھنے کی وجہ سے شیطان کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ لہذا ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ بلند آواز سے پڑھیں تاکہ ساتھ والوں کو بھی یاد آجائے۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذریت (اولاد) سے کہتا ہے کہ اس گھر

میں نہ تمہیں رہنے ملے گا، نہ کھانا اور اگر گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو اپنی ذریت سے کہتا ہے اب تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی بھی جگہ ملی اور کھانا بھی ملا۔
(مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ اگر ہم ذرا سی غفلت برتیں اور بسم اللہ نہ پڑھیں تو شیطان اپنی ذریت (اولاد) کے ساتھ ہمارے گھر میں بھی گھس آتا ہے اور کھانے میں بھی شریک ہو جاتا ہے جس سے کھانے کی برکت بھی چلی جاتی ہے اور پورے گھر میں بے برکتی رہتی ہے اور اگر بسم اللہ پڑھنا ہمارا معمول رہا تو ہمارے کھانے میں بھی برکتیں نازل ہوں گی، گھر بھی خیر و برکت سے معمور رہے گا اور شیطان کی ذریت سے مکان و سامان سب محفوظ ہو جائیں گے۔
لہذا ہمیں بسم اللہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہئے تاکہ اس کی برکتیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں اور ہرگز اس سے غفلت نہ برتیں ورنہ شیطان ہمارے کام میں شریک ہو جائے گا۔

بسم اللہ شریف کے فوائد و فضائل بہت زیادہ ہیں طوالت کے خوف سے ہم نے ان میں سے کچھ یہاں ذکر کیا اس امید پر کہ ہمارے اسلامی بھائی اور بہن اس کی افادیت و اہمیت کو سمجھیں گے اور اس کے پڑھنے لکھنے کی جانب پوری توجہ دیں گے اور خیر و برکت سے مالا مال ہوں گے۔ رب پاک اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے اسے ذریعہ نجات بنائے۔

بسم اللہ سے متعلق مسائل

بسم اللہ قرآن مقدس کی پوری آیت ہے مگر کسی سورت کا جزو نہیں۔ بلکہ

سورتوں میں فاصلہ کرنے کے لئے اتاری گئی ہے۔ اسی لئے نماز میں اس کو آہستہ ہی پڑھتے ہیں ہاں جو حافظ تراویح میں پورا قرآن پاک ختم کرے وہ ضرور کسی نہ کسی سورت کے ساتھ بسم اللہ زور سے پڑھے۔

مسئلہ: سو سورۃ توبہ کے باقی ہر سورت بسم اللہ سے شروع کرے لیکن اگر کوئی شخص سورۃ توبہ سے ہی تلاوت شروع کرے تو وہ تلاوت کے لئے بسم اللہ پڑھ لے۔

مسئلہ: ہر جائز کام بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے، ناجائز کام پر بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔ اگر کوئی شخص بسم اللہ کہہ کر شراب پیئے، چوری کرے، غیبت کرے، جھوٹ

بولے تو کفر کا اندیشہ ہے۔ شامی میں ہے کہ حقہ پیتے وقت اور بدبودار چیزیں (جیسے پیاز، لہسن وغیرہ) کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: ننگے ہو کر، پاخانہ میں پہنچ کر بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ: نمازی نماز میں جب کوئی سورت پڑھے، آہستہ بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جو جائز کام بھی بغیر بسم اللہ کے شروع کیا جائے گا اس میں برکت نہ ہوگی۔

مسئلہ: جب مردہ کو قبر میں اتارا جائے تو اتارنے والے یہ پڑھتے جائیں ”بِسْمِ

ال

وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ“



تلاوت قرآن کے فضائل

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے افضل ہے۔ قرآن پاک کو دیگر کلام پر اسی طرح برتری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو مخلوق پر۔ جو شخص قرآن پاک کی تعظیم کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہے اور جو قرآن پاک کی تعظیم نہیں کرتا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو کوئی حیثیت نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کی عزت و توقیر اولاد کے لئے والد کی عزت و توقیر کی طرح ہے۔ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول ہوگی اور ایسا مخالف ہے جس کی مخالفت سنی جائے گی۔ جو شخص قرآن کو اپنے آگے کرے گا قرآن اسے جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اسے جہنم میں پہنچا دے گا۔ حاملین قرآن کو اللہ کی رحمت گھیرے ہوئے ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہیں اور کلام الہی کی تعلیم حاصل کرنے والوں سے جو عداوت و دشمنی کرتا ہے وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھتا ہے اور جو ان سے دوستی کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے کتاب اللہ کو اپنے پاس رکھنے والو! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی کتاب کی تعظیم کے لئے دعوت دے رہا ہے۔ تم اس کی دعوت پر لبیک کہو وہ تم سے مزید محبت فرمائے گا اور تم کو اپنی مخلوق میں مقبول و محبوب بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن سننے والے سے دنیا کی برائی دور فرماتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے سے آخرت کی مصیبت رفع فرماتا ہے اور یقیناً کتاب اللہ کی ایک آیت سننے والے کی جزا

ایک پہاڑ سونے سے بھی بہتر ہے۔ اور کتاب اللہ کی ایک آیت تلاوت کرنے والے کا اجر زیر آسمان کی ہر چیز سے بہتر ہے اور بلاشبہ قرآن میں ایک سورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے یہاں ”عظیم“ کہا جاتا ہے۔ صاحب سورت (اس کا حافظ اور اس کی نگہداشت اور اس کے مطابق عمل کرنے والے) کو ”شریف“ کہا جاتا ہے۔ یہ سورت قیامت کے دن صاحب سورت کے لئے قبیلہ ربیعہ و مُضَر کے افراد سے زیادہ لوگوں کے حق میں شفاعت کرے گی اور یہ سورہ یس ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن مقدس کی تعظیم کرو اور اس کی تلاوت کرو انشاء اللہ دنیا و آخرت میں کامیابی نصیب ہوگی۔

تلاوت کے آداب

تلاوت کرنے والا قبلہ رو سر جھکا کر ادب اور وقار کے ساتھ استاد کے سامنے بیٹھنے کی طرح بیٹھ کر تلاوت کرے۔ مسجد میں نماز کے اندر کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے میں سب سے زیادہ ثواب ہے۔ بستر پر لیٹ کر حفظ سے قرآن پڑھنے میں بھی ثواب ہے مگر کم، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے ”الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ وہ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں۔ (آل عمران 191، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تینوں حالتوں میں ذکر کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے مگر کھڑے ہو کر ذکر کرنے والوں کو سب پر مقدم کیا ہے۔ پھر بیٹھ کر اور پھر سو کر ذکر کرنے والوں کا تذکرہ کیا ہے۔

☆ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے اس کے لئے ہر حرف پر سونکیاں ہیں اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے لئے ہر حرف پر پچاس نیکیاں ہیں اور جو شخص نماز کے باہر با وضو پڑھتا ہے اس کے لئے پچیس نیکیاں ہیں اور جو شخص بغیر وضو پڑھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا حفظ سے تلاوت کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ قرآن کا اٹھانا، چھونا اور اس کا دیکھنا یہ سب عبادت ہے۔

قرآن دیکھ کر پڑھنے کے فضائل اپنے مقام پر آئیں گے۔ یہاں صرف دو روایتوں پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

دو ہزار درجہ

طبرانی نے ”معجم“ میں اور بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قرآن پاک حفظ سے پڑھنا ایک ہزار درجہ رکھتا ہے اور دیکھ کر پڑھنا دو ہزار کا درجہ رکھتا ہے۔“ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ”قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا وہی درجہ رکھتا ہے جو فضیلت فرض کو نفل پر حاصل ہے۔“

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کھڑے رہ کر بیٹھ کر بلکہ ہمیشہ اپنے رب عزوجل کے کلام کو پڑھتے رہنے کی کوشش کرو۔

تلاوت کی مقدار

تلاوت کس مقدار میں کرنا چاہئے، صحابہ کرام اور اسلاف عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ اس میں مختلف رہا ہے۔ بعض حضرات رات دن میں ایک ختم تلاوت کرتے، بعض دو ختم اور بعض تین ختم تک تلاوت کرتے اور بعض ایک ماہ میں ایک ختم

تلاوت کرتے۔ لیکن عام لوگوں کے لئے تین دن سے کم میں ختم کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ ”لَمْ يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ“ جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کی اس نے اس کو سمجھا نہیں۔ (ترمذی ج ۲، ص ۱۲۳)

اس حدیث کا مصداق یہی ہے کہ عام طور پر ذہن کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ تین دن سے کم میں پڑھنے والا قرآن سمجھ نہ سکے گا۔ اسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا گویا اس میں عام حال کی خبر دی گئی ہے۔ لیکن خاصانِ خدا، اولیاء اللہ کی شان نرالی ہے وہ حضرات قرآن عظیم کم سے کم وقت میں یوں ختم فرماتے ہیں کہ آیت پوری صحت کے ساتھ ادا بھی کرتے اور خوب سمجھتے اور دل میں محفوظ بھی رکھ لیتے ہیں جیسا کہ مروی ہے کہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات ایک قرآن مجید ختم فرماتے اور مسائل شرعیہ کا بھی ان آیتوں سے استنباط فرماتے یہ ان کی کرامت ہے۔ بعض حضرات دس دن میں ختم کرتے اور بعض سات دن میں اکثر صحابہ اور اسلاف کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس پر عمل رہا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کم از کم قرآن مقدس کو ہفتہ میں ایک بار تو ضرور ختم کر لیا کریں۔ ان شاء اللہ قلب کو اطمینان نصیب ہوگا۔

حصوں میں تلاوت کرنا

جو ہفتہ میں ایک بار ختم کر سکے وہ قرآن مقدس سات حصوں میں تقسیم کرے کہ یہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کی شب میں ”سورۃ بقرہ“ سے شروع کر کے ”سورۃ مائدہ“ تک پڑھتے اور سنیچر کی شب میں ”سورۃ انعام“

سے ”سورہ ہود“ تک اور اتوار کی شب میں ”سورہ یوسف“ سے ”سورہ مریم“ تک اور پیر کی شب میں ”سورہ طہ“ سے ”سورہ قصص“ تک اور منگل کی شب میں ”سورہ عنکبوت“ سے ”سورہ ص“ تک۔ اور بدھ کی شب میں ”سورہ تنزیل“ سے ”سورہ رحمٰن“ تک اور جمعرات کی شب میں ”سورہ واقعہ“ سے ”سورہ ناس“ تک اس طرح قرآن ختم کر دیتے۔

دوران تلاوت رونا

تلاوت کے ساتھ رونا مستحب ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم قرآن کی تلاوت کرو اور اس کے ساتھ رویا کرو اگر نہ رو سکو تو رونے جیسا انداز اختیار کر لیا کرو۔ (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”يَخْرُونَ لَلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ“ وہ اہل ایمان روتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ (بنی اسرائیل، ترجمہ کنز الایمان)

بخاری اور مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قرات کر رہے تھے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ (بخاری و مسلم)

پروردگار عزوجل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں تلاوت قرآن پاک میں رونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حقوق آیات کا لحاظ رکھنا

سجدہ کی آیت آئے تو تلاوت کرنے والا سجدہ کرے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور ہائے ہلاکت کہتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے ہائے میری ہلاکت، ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا وہ سجدہ ریز ہو گیا اور اس کو جنت مل گئی۔ مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا اس لئے میرے حصے میں جہنم ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص: ۵۷۷)

چودہ سجدے

(۱) سورۃ اعراف (۲) سورۃ رعد (۳) سورۃ نحل (۴) سورۃ بنی اسرائیل (۵) سورۃ مریم (۶) سورۃ حج (۷) سورۃ فرقان (۸) سورۃ الم تنزیل (۹) سورۃ ص (۱۰) سورۃ نمل (۱۱) سورۃ حم السجدہ (۱۲) سورۃ نجم (۱۳) سورۃ انشقاق (۱۴) سورۃ اقرا

آیت سجدہ پڑھتے یا سنتے ہی فوراً سجدہ کر لے اگر کوئی چیز مانع ہو تو اس وقت صرف یہ آیت ”سَمِعْنَا وَ اطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ“ پڑھ لے اور بعد میں جب بھی موقع ملے فوراً سجدہ کر لے۔

سجدہ کیسے کرے

یہ وہ سجدہ ہے جو آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے واجب ہو جاتا ہے اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر ”اللہ اکبر“ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ کہے پھر ”اللہ اکبر“ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

سجدہ کب کرے

سجدہ تلاوت کے لئے تکبیر تحریمہ کے سوا وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کے لئے ہیں۔ مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، وقت، ستر عورت وغیرہ۔

مسئلہ: اگر آیت سجدہ نماز ہی میں تلاوت کی گئی تو سجدہ تلاوت فوراً نماز ہی میں کرنا واجب ہے۔

سجدہ کب نہ کرے

طلوع آفتاب یعنی سورج نکلنے کے وقت، غروب آفتاب یعنی سورج ڈوبنے کے وقت اور نصف النہار یعنی زوال کے وقت سجدہ تلاوت کرنا جائز نہیں۔ اس وقت اگر کسی کی تلاوت کے دوران آیت سجدہ آجائے تو ان اوقات کے گزرنے کے بعد سجدہ ادا کرے۔

تلاوت کی ابتدا

تلاوت کی ابتدا ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ سے کرے اور اس کے بعد ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ“ بھی مستحب ہے۔

تعوذ کب پڑھے؟

”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ ترجمہ: اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔

قرآن عظیم کی تلاوت سے پہلے چونکہ استعاذہ (اعوذ باللہ الخ) کا حکم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ یعنی جب تم قرآن پڑھو تو پناہ مانگو اللہ کی شیطان مردود سے۔ اسی لئے قرآن پاک کی ابتدا سے پہلے ”اعوذ باللہ“ پڑھنے کا حکم ہے، اس کے پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ کا حفظ و امان حاصل ہوتا ہے اور شیطانی مکر و کید سے نجات مل جاتی ہے۔ جسے شیطانی وسوسے زیادہ آتے ہوں اسے چاہئے کہ اس کا کثرت سے ورد کرے۔

فضائل تعوذ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو حضور قلب کے ساتھ ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھے تو رب تعالیٰ اس کے اور شیطان کے درمیان تین سو پردے حائل کر دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

اور ”بستان التفسیر“ میں ہے کہ حضور غنخوار امت شفیع روز محشر صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص روزانہ دس بار ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھ لیا کرے۔ حق تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو کہ اس کو شیطان سے بچاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

اور حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص پر غصہ بہت وارد تھا اور منہ سے جھاگ نکل رہے تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ“ پڑھ لے تو اس کی یہ حالت دور ہو جائے۔ (ایضاً)

مسائلِ تَعُوذ

مسئلہ: شروع تلاوت میں ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: جب کوئی شاگرد استاذ سے قرآن عظیم یا کوئی دوسری کتاب پڑھتا ہو تو اس کے لئے ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ آہستہ پڑھنا سنت نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: نماز میں امام اور منفرد کے لئے ثناء سے فارغ ہو کر ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ (شامی)

مسئلہ: شیطان چونکہ اللہ و رسول اور اہل ایمان کا دشمن ہے اس لئے اس سے بیزاری کا اظہار کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

مسئلہ: عزائیل کا نام لینا بھی قرآن نے گوارہ نہیں کیا بلکہ شیطان، رجیم، ملعون وغیرہا القاب بد سے ذکر کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا و رسول کے دشمن کی اہانت علی الاعلان جائز و درست اور تعلیم قرآن کے مطابق ہے۔

تلاوت کیسے ختم کریں

تلاوت سے فارغ ہوتے وقت ان کلمات کو ادا کرنا بہتر ہے ”صَدَقَ اللّٰهُ“

الْعَظِيمُ وَبَلَّغْنَا رَسُولَهُ الْكَرِيمَ اللَّهُمَّ أَنْفَعْنَا بِهِ وَبَارِكْ لَنَا فِيهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول نے ہم تک اسے پہنچایا۔ اے اللہ عزوجل! ہمیں اس سے نفع دے اور ہمارے لئے اس میں برکت دے۔ تمام حمد و ثنا اللہ عزوجل کے لئے، جو سارے عالم کا رب ہے اور میں اللہ عزوجل ہی و قیوم سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

نماز میں تلاوت

اتنی آواز سے تلاوت کرنا کہ خود سن سکے واجب ہے۔ سبّی نمازوں یعنی ظہر و عصر میں بھی اس طرح پڑھنا واجب ہے کہ صرف خود سن سکے اور اگر اس طرح نہ پڑھے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی اور جہری نمازوں یعنی مغرب، عشا اور فجر میں اتنی آواز میں تلاوت کرنا مستحب ہے کہ اپنے علاوہ بھی کوئی سن سکے اور اگر نماز باجماعت ادا کی جا رہی ہو تو امام پر ان نمازوں میں اتنی آواز سے پڑھنا کہ پہلی صف کے چند مقتدی امام کی قرأت کو سن لیں یہ واجب ہے۔

خوش آوازی سے تلاوت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ“ تم اپنی (اچھی) آواز سے قرآن کو مزین کرو۔ (الترغیب ج ۱، ص: ۵۸۲) مروی ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک شب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتظار فرما رہے تھے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تاخیر سے حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کیسے تاخیر ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں قرأت سن رہی تھی، میں نے اس سے اچھی آواز نہیں سنی۔ تاجدار کائنات اٹھ کر تشریف لے گئے اور اس شخص سے بہت دیر

تک سنتے رہے پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش ہے کہ جس نے میری امت میں ایسے شخص کو بھی پیدا فرمایا ہے۔

اسی طرح رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ سے ایک بار قرأت سنی تو فرمایا کہ ان کو آلِ داؤد کی خوش آوازی کا ایک حصہ ملا ہے۔ (بخاری و مسلم)

جب حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ تعریفی کلمات پہنچے تو انہوں نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سرکار سن رہے ہیں تو میں اور حسین و جمیل آواز میں پڑھتا۔ (احیاء العلوم)

معمولی سمجھنے والے کو تنبیہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ رَأَى أَنَّ أَحَدًا أَوْتِيَ أَفْضَلَ مِمَّا أُوْتِيَ فَقَدْ اسْتَصْغَرَ مَا اعْظَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى“ جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کو جو ثواب ملا ہے اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب مل سکتا ہے تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تلاوتِ قرآن کا اتنا عظیم ثواب ہے کہ تلاوت کرنے والے نے اگر یہ سمجھا کہ اس کے جیسا ثواب کسی اور عبادت پر ملا تو اس نے اسے معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تلاوتِ عظیم ترین عبادت ہے۔

اور اس حدیث میں سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ تلاوتِ قرآن کے اجر و ثواب کو ہرگز ہرگز کوئی معمولی نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا زبردست ثواب مقرر فرمایا ہے۔ پرور

دگار اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں تلاوتِ قرآن کے ثوابِ عظیم سے مالا مال فرمائے اور ہمیں قرآن مقدس کی شفاعت نصیب فرمائے۔

قرآن کا انعام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”يَجِيءُ صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ الْقُرْآنُ يَا رَبِّ حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ يَا رَبِّ زِدْهُ فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ يَا رَبِّ ارْضَ عَنْهُ فَيَقَالُ لَهُ اقْرَأْ وَارْقُ وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً“ یعنی قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا قیامت کے دن آئے گا قرآن کہے گا اے پروردگار اسے آراستہ فرمادے۔ چنانچہ اسے عزت و شرف کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا اے پروردگار اسے اور نواز دے، اس کے بعد اسے عزت و شرف کا جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا اے رب اس سے راضی ہو جا۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر قرآن مقدس کی تلاوت کرنے والے سے کہا جائے گا تم قرآن پڑھتے جاؤ اور بلندی پر چڑھتے جاؤ یہاں تک کہ وہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بڑھتا چلا جائے گا۔ (ترمذی ج ۲، ص: ۱۱۹)

روز قیامت قرآن پاک کی تلاوت کرنے والوں کو یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ قرآن کی سفارش سے ان کو عزت و شرف کے تاج اور اعزاز کے لباس سے آراستہ کیا جائے گا اور انہیں حکم دیا جائے گا کہ جنت کے بلند درجوں میں چڑھتے چلے جائیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند ہوگا۔

مومن اور منافق کی تلاوت کا فرق

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

كَمْثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطُعْمُهَا حُلُوٌّ وَمَثَلِ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ
كَمْثَلِ الرِّيحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطُعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلِ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ
الْقُرْآنَ كَمْثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطُعْمُهَا مُرٌّ،

یعنی اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اُتر جہ کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ عمدہ ہوتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے جس کی کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور مزہ شیریں ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ تلخ ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا حنظل (اندرائن) کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ ہوتا ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اُتر جہ ایک بہت ہی عمدہ قسم کا میوہ ہوتا ہے اس حدیث میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے مومن کو اترجہ کی طرح بتایا گیا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اس کی دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ تمام ممالک کے پھلوں میں سب سے بہتر اور عمدہ پھل ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ یہ پسندیدہ اوصاف کا جامع ہوتا ہے، اس کی بہت سی خصوصیات ہیں۔ مثلاً یہ بڑا اور خوبصورت ہوتا ہے، چھونے میں نرم اور ملائم، رنگ باعث کشش کہ دیکھنے والے خوش ہو جائیں، کھانے سے پہلے طبیعت اس کی خواہش مند ہوتی ہے۔ کھانے والے کو کھانے کی لذت سے محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ عمدہ خوشبو، معدہ کی نرمی اور ہضم کی قوت دیتا ہے بہ یک وقت یہ میوہ چار حواس دیکھنے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے کے فائدے دیتا ہے اس کے علاوہ اس کی تاثیراتی خصوصیات اور فوائد طب کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ (عمدة القاری)

اُمّت کو بشارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مہتمم صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ نَ ارشاد فرمایا "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَرَأَ طَهُ وَيَسَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ بِأَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْآنَ قَالَتْ طُوبَى لَأُمَّةٍ
يُنَزَّلُ هَذَا عَلَيْهَا وَطُوبَى لَأَجْوَافٍ تَحْمِلُ هَذَا وَطُوبَى لَأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ
بِهَذَا" ترجمہ: بلاشبہ اللہ عزوجل نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے
سورہ "طہ و یس" پڑھی۔ جب فرشتوں نے قرآن سنا تو انہوں نے کہا اس امت کو
بشارت ہو جس پر قرآن نازل ہوگا اور ان سینوں کے لئے خیر و خوبی ہو جو اسے اپنے اندر
محفوظ کریں گے اور ان زبانوں کے لئے خوشخبری ہو جن سے قرآنی الفاظ ادا ہوں گے۔
(مشکوٰۃ شریف ص: ۱۸۷)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قرآن پڑھنے کا
مطلب یہ ہے کہ اسی نے اسے ظاہر فرمایا اور اس کی تلاوت کا ثواب بیان فرمایا۔ اس
حدیث سے جہاں قرآن پاک کی عظمت ثابت ہوتی ہے وہیں امت محمدیہ کی فضیلت
بھی ثابت ہوتی ہے کہ فرشتوں نے آسمان وزمین کی تخلیق سے ایک ہزار سال پہلے اس
قرآن کی حامل امت کو مبارکباد پیش کی اور حافظ قرآن کو بشارت دی اور جن زبانوں
سے قرآنی الفاظ نکلتے ہیں انہیں بھی خوشخبری دی۔

سُبْحَانَ اللَّهِ! کتنا احسان ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ان کے
صدقے میں قرآن ملا اور ان کے صدقے میں رحمن ملا اور فرشتے بھی سرکار کے
صدقے میں اس امت پر رشک کرتے ہیں۔

نور کا تاج

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: جو قرآن پڑھے گا، اس کی تعلیم حاصل کرے گا اور اس کے مطابق عمل کرے گا اس
کے والدین کو قیامت کے دن نور کا ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی

روشنی کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دوا ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت ساری دنیا نہ ہو سکے گی تو وہ دونوں کہیں گے ہمیں کیوں پہنایا تو کہا جائے گا تمہارے بیٹے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے۔ (الترغیب)

والترتیب ج ۱، ص ۶۷)

کتنے خوش نصیب ہیں وہ والدین جن کی اولاد قرآن مقدس پڑھتی اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے جس کی وجہ سے انہیں قیامت کے دن یہ عظیم الشان اعزاز ملے گا۔

چودھویں کے چاند کے مثل

طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دے اور وہ اس میں غور و فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اور جو اپنی اولاد کو چند آیتوں کی تعلیم دیں گے اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے گا اور ان کی اولاد سے کہا جائے گا پڑھو۔ چنانچہ جیسے جیسے وہ آیت پڑھے گی اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند فرمائے گا اور وہ وہاں تک پہنچیں گے جہاں تک قرآن کا حصہ ان کا ساتھ دے گا۔ (جمع الفوائد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جن کی اولاد قرآن کی تعلیم حاصل کرتی ہے اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے ان کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ وہ تاج اگر دنیا میں نمودار ہو جائے تو ہماری آنکھیں اس کی تاب نہ لاسکیں اور ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جو قیامت میں پوری دنیا سے بڑھ کر ہوں گے اور ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور وہ کل قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے جائیں گے اور ہر آیت کے ساتھ ان کے درجے بلند ہوں گے۔ لیکن یہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی

اولاد اس عظیم سعادت سے محروم رہی وہ خود بھی اس بڑے اعزاز سے محروم ہوں گے۔
 (اللہ کی پناہ) وہ ماں باپ غور فرمائیں جو دنیاوی مال کے حصول کے لئے اپنی اولاد کو
 قرآن کی تعلیم سے ہٹا کر دوسری راہوں پر لگا دیتے ہیں۔ وہ خود بھی اس محرومی کا شکار
 ہوتے ہیں اور اپنی اولاد کی محرومی کے ذمہ دار بھی بنتے ہیں۔

دعوت فکر

بخاری شریف کی روایت میں ہے۔ ”كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ
 عَنْ رَعِيَّتِهِ“ یعنی تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور جن کی ذمہ داری ان کے سر ہے ان
 کے بارے میں ان سے سوال ہوگا۔ لہذا ہر شخص پر اپنی اولاد کی تعلیم و اصلاح کی ذمہ
 داری عائد ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم اور علوم دینیہ کی طرف
 متوجہ کیا قیامت کے دن ان کے سروں پر نور کا تاج بھی ہوگا اور وہ اپنی ذمہ داری سے
 سبکدوش بھی ہو جائیں گے اور جن لوگوں نے اپنی اولاد کو غلط راہوں پر لگایا بظاہر ان کو
 بہت ساری دولت تو حاصل ہوگئی، دنیاوی اعزازات بھی مل گئے لیکن ان میں اگر
 اسلامی تعلیمات کی روح باقی نہ رہی اور وہ بے راہ روی کے شکار ہو گئے تو اس کا خمیازہ
 خود اولاد کے ساتھ ساتھ والدین کو بھی بھگتنا ہوگا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ حدیث پاک
 ہم سب کو دعوتِ فکر دے رہی ہے کہ ہم اپنی اولاد کو وقتی خوشی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں
 یا دائمی سعادت کے راستہ پر چلا تے ہیں؟

قبر کا ساتھی

بزاز کی روایت ہے کہ قرآن کا پڑھنے والا جب انتقال کر جاتا ہے اور اس
 کے اہل خانہ تجہیز و تکفین میں مصروف ہوتے ہیں اس وقت قرآن حسین و جمیل شکل میں
 آتا ہے اور اس قرآن پڑھنے والے کے سر کے پاس اس وقت تک کھڑا رہتا ہے جب

تک وہ کفن میں لپیٹ نہ دیا جائے پھر جب وہ کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے تو قرآن کفن کے قریب اس کے سینے پر ہوتا ہے پھر جب اس کو قبر کے اندر رکھ دیا جاتا ہے اور مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس سے اس کے خویش و اقارب رخصت ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں اتنے میں قرآن آتا ہے اور اس میت اور ان فرشتوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ وہ دونوں فرشتے قرآن سے کہتے ہیں ہٹو تاکہ ہم اس سے سوال کریں۔ تو قرآن کہتا ہے کہ رب کعبہ کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ یہ میرا ساتھی اور دوست ہے اور اس کی حمایت و حفاظت سے کسی حال میں باز نہیں آ سکتا (اس کی پوری حمایت کرتا رہوں گا) اگر تمہیں کسی اور چیز کا حکم دیا گیا ہے تو تم اس حکم کی تعمیل کے لئے جاؤ اور میری جگہ چھوڑ دو کیونکہ میں جب تک اسے جنت میں داخل نہ کر لوں گا اس سے رخصت نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد قرآن اپنے ساتھی کی طرف دیکھے گا اور کہے گا کہ میں قرآن ہوں جسے تم آواز یا بلا آواز پڑھتے تھے۔

(مسند بزاز)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن کی جس نے مکاتھ قدر کی، اس سے شغف رکھا، اس کا مطالعہ کیا، اس کی تلاوت کی اور اخلاص کے ساتھ عمل کیا تو انشاء اللہ قرآن یقیناً اس کا حمایتی اور سفارشی ہوگا۔ لیکن اگر قرآن پڑھنے والے میں یہ باتیں نہ رہیں تو قرآن ان کے خلاف جنگ کرے گا۔ اللہ اکبر! جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ ”الْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ“ قرآن تیرے موافق یا تیرے خلاف حجت ثابت ہوگا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

پچیس نے قرآن کے حقوق ادا نہ کئے قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے خلاف جنگ کرے گا۔ العیاذ باللہ!

شفاعت قبول ہوگی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”الصَّيَّامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُولُ الصَّيَّامُ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُولُ الْقُرْآنُ رَبِّ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فِیْشَفَعَانِ“ یعنی روزہ اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روک رکھا تھا اس لئے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اس کو رات میں نیند سے روک رکھا تھا اس لئے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (الترغیب والترہیب ج ۱، ص: ۵۷۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قیامت کا دن کتنا ہولناک ہوگا۔ اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا، ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا ہوگا، ایسے نازک وقت میں دو قسم کے لوگوں کے لئے دو عبادتوں کی شفاعت قبول ہوگی (۱) روزہ کی شفاعت روزہ دار کے لئے (۲) قرآن پاک کی شفاعت تلاوت کرنے والے کے لئے۔

دربار الہی جس کا حال دنیاوی دربار جیسا نہ ہوگا۔ بلکہ ”الْمُلْكُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ“ اقتدار و بادشاہی اس دن صرف اللہ ہی کی ہوگی، کوئی بغیر اجازت دم مارنے والا نہ ہوگا۔ ایسے دربار میں روزہ دار کے لئے روزہ عرض کرے گا۔ اے رب! میں نے اس کے لئے دن میں کھانے پینے وغیرہ پر پابندی لگا رکھی تھی اور وہ خندہ پیشانی کے ساتھ ان کا پابند رہا اس لئے اسے بخش دے اور جنت میں ٹھکانہ مرحمت فرما دے۔ اسی طرح قرآن، تلاوت کرنے والے کے لئے بارگاہ الہی میں عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے رات کی میٹھی نیند سے اسے بیدار رکھا، یہ راتوں کو جاگ کر میری تلاوت میں مشغول رہتا تھا، اس لئے اس سے درگزر فرما اور جنت الفردوس میں اس کا ٹھکانہ بنا۔ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں دونوں کی شفاعت قبول ہوگی اور وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

اس حدیث مبارکہ میں دو عظیم عبادتوں کا تذکرہ فرمایا گیا، خصوصاً رات کی تنہائی میں تلاوت قرآن سے بندہ کے جنت کا مستحق ہونے کا مشرودہ جانفزا سنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں عبادتوں کی پابندی کر کے شفاعت کے مستحق ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ سرکار کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْآنَ فِي غَيْرِ الْمُصْحَفِ أَلْفُ دَرَجَةٍ وَقِرَائَتُهُ فِي الْمُصْحَفِ تَصْعَفُ عَلَى ذَلِكَ إِلَى أَلْفِي دَرَجَةٍ“ یعنی کسی شخص کا قرآن بغیر دیکھے پڑھنا ایک ہزار درجہ رکھتا ہے اور اس کا قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار تک پہنچ جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص: ۱۸۹)

قرآن دیکھ کر پڑھنے میں دو گنا ثواب ہے۔ علامہ طیبی علیہ رحمۃ الباری اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ قرآن کا دیکھنا، اس کا اٹھانا، اس کا چھونا، قرآن پر غور و فکر کا موقع فراہم ہونا اور اس کے معنی و مفہوم کا سمجھنا ان سب کی وجہ سے اس کا ثواب دو گنا ہو جاتا ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

دلوں کا علاج

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا جَلَّاهُ قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ“

پیشک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اسے پانی لگ جائے۔ عرض کیا گیا ان کی صفائی کس طرح ہوتی ہے۔ فرمایا موت کا کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ (مشکوٰۃ ۱۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب دل خواہشات میں ڈوب جاتے ہیں اور طرح طرح کے گناہ کرنے لگتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں اور اپنا مقصد زندگی فراموش کر جاتے ہیں تو ان کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ ان پر تہہ بہ تہہ زنگ چڑھ جاتا ہے اور یہ زنگ پورے جسم کے فساد کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث مبارکہ میں فرمایا

”جسم میں ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہوتا ہے تو پورا جسم درست ہوتا ہے۔ سن لو یہ ٹکڑا دل ہے“ ایک اور موقع پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”بلاشبہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ واستغفار کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس کا دل قلعی کی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہ اور زیادہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھ جاتا ہے۔ اس حد تک کہ اس کا دل اس سے ڈھک جاتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ”ران“ کہا ہے۔ (ترمذی)

اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس زنگ کا علاج اور اس کی صفائی کی دو ادویات کی کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اگر دل زنگ آلود ہوں گے تو ان میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور انوار کا عکس کیسے آسکے گا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دلوں کی صفائی کیسے ہوگی۔ سرکار نے فرمایا موت کو خوب خوب یاد کرنے سے ہوگی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موت ایک خاموش واعظ ہے۔ ہر قدم اور ہر موڑ پر رشد و اصلاح کا درس دیتی ہے، پھونک پھونک کر

قدم رکھنے کی تلقین کرتی ہے، غلط روی اور خواہشات نفسانی میں گرفتار ہونے سے روکتی ہے۔ دوسری مشہور حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”اَكْثِرُوا ذِكْرَ هَٰذِهِمُ اللَّذَاتِ“ تم لذتوں کو ختم کر دینے والی موت کو خوب یاد کرو۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاتِ لِيُبْلُوَكُمْ اِيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا“ وہ ذات جس نے موت و زندگی پیدا کی تاکہ تمہیں آزمائے کہ کون عمل میں بہتر ہے۔ (سورہ ملک، کنز الایمان)

اس کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے ”تم میں کا کون موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہے“ جس کا مطلب یہ ہوا کہ خالق کائنات نے موت و زندگی اس لئے پیدا کی تاکہ تم سے امتحان لے کہ تم میں سے کون لوگ موت کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے اچھے عمل کرتے ہیں اور برے عمل سے بچتے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دل کی صفائی کے لئے دوسری دوا تلاوت قرآن تجویز فرمائی۔ اس میں کیسا شبہ کہ قرآن بولتا ہوا واعظ ہے۔ قرآن کا ہر لفظ صحیح راستے پر چلنے اور غلط روی سے باز رہنے کا سبق دیتا ہے۔ ہر جگہ قرآن اچھائیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ دوسرے موقع پر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم میں دو (مانع) منع کرنے والی چیزوں کو چھوڑا ایک بولنے والی اور ایک خاموش رہ کر منع کرنے والی۔ بولنے والی چیز قرآن ہے اور خاموشی سے آگاہی دینے والی چیز موت ہے۔ یہی دونوں ایسے واعظ ہیں کہ ایک چپ چاپ رہ کر وعظ کہتا ہے دوسرا اپنے ہر ہر لفظ سے درس و نصیحت پیش کرتا ہے اور انہیں دونوں سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے اور پھر دل صاف و شفاف ہوتا ہے یہی دونوں انسان کے دل کو صاف و شفاف نکھرا ہوا آئینہ بنا سکتے ہیں تاکہ مومن کے دل میں انوار و تجلیات الہی کا عکس اتر سکے۔

سفارش قبول ہوگی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”الْقُرْآنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَمَاحِلٌ مُّصَدِّقٌ مِّنْ جَعَلَهُ إِمَامَهُ قَادَهُ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ“ یعنی قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی۔ اور مخالفت بھی کرنے والا ہے اس کی مخالفت بھی قبول ہوگی۔ جو شخص اسے اپنا پیشوا بنائے گا اس کو وہ جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اس کو وہ جہنم میں پہنچائے گا۔ (الترغیب والترہیب ج ۱، ص ۵۷۲)

حدیث پاک کا مقصود یہ ہے کہ قرآن کی کما حقہ جس نے قدر کی، اس کے آداب ملحوظ رکھے، عمل کے میدان میں اس نے اس کو اپنا راہبر بنایا اور اس کی تعلیمات و احکام پر پوری طور پر عمل پیرا ہوا ایسے شخص کی قرآن شفاعت کرے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا اور جس نے قرآن سے بے اعتنائی برتی، اسے پس پشت ڈال دیا، اس سے کوئی تعلق نہ رکھا، نہ اس کی تلاوت سے کوئی دلچسپی رکھی، نہ اس کی تعلیمات و احکام پر عمل کیا ایسے شخص کو قرآن جہنم رسید کرے گا جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا کہ قرآن بندے کے حق میں جنگ کرے گا یا اس کے خلاف معرکہ آرا ہوگا۔

ایک حدیث مبارک میں فرمایا گیا ”جسے اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر اس نے یہ خیال کیا کہ کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر نعمت کے بارے میں غلط خیال قائم کیا“ (کنز العمال)

زمین کھا نہیں سکتی

ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا کہ جب حافظ قرآن مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ تو اس کے گوشت (پوست) نہ کھانا۔ زمین عرض کرتی ہے میرے معبود! میں اس کا گوشت کیسے کھا سکتی ہوں جبکہ اس کے سینے میں تیرا کلام موجود ہے۔

(کنز العمال)

ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا قرآن کے حفاظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی کرے گا وہ گویا اللہ عزوجل سے دشمنی کرے گا۔ اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا۔ (کنز العمال)

قرآن مشک کی طرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَأَقْرُوهُ فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَأَ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جَرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكَاً تَفُوحُ رِيحُهُ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَرَقَدَ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ كَمَثَلِ جَرَابٍ أَوْكِيَ عَلَى مِسْكِ“

(مشکوٰۃ ۱۸۷)

یعنی اے لوگو! تم قرآن کی تعلیم حاصل کرو اور اس کو پڑھو اس لئے کہ قرآن کی مثال اس شخص کے لئے جو اس کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر اسے پڑھتا ہے اور اس کا اہتمام کرتا ہے اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو جس کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہو۔ اور اس شخص کی مثال جو اس کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر اس سے غافل ہو کر سو جاتا ہے اس طرح کہ قرآن اس کے سینے میں ہوتا ہے اس تھیلی کی طرح ہے جس کی مشک (تھیلی کے منہ) کو بند کر دیا گیا ہو۔

جو شخص قرآن کا علم حاصل کرتا ہے پھر اس کی تلاوت کرتا ہے اور رات کی نماز تہجد وغیرہ میں اسے پڑھتا ہے ایسے قرآن کی مثال ایک ایسے مشک سے بھری ہوئی تھیلی کی سی ہے جس کی خوشبو ہر طرف ہوتی ہے۔ اور اس شخص کی مثال جو اس کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر غافل ہو کر رات کو سوتا ہے اور قرآن اس کے سینے میں محفوظ ہوتا ہے مشک کی اس تھیلی کی طرح ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا۔

اچھی آواز اور قرآن

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”اَللّٰهُ اَشَدُّ اُذْنًا لِلرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ اِلَى قَيْنَتِهِ“ (ابن ماجہ ص: ۹۵)

یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والے سے جس توجہ والتفات سے سنتا ہے۔ گانے والی لونڈی سے اس کا مالک کیا اس توجہ سے (غنا) سنتا ہوگا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لونڈی کا مالک لونڈی سے جائز قسم کا غناء سن سکتا ہے چونکہ غناء کی آواز کی طرف میلان فطری ہوتا ہے۔ اس لئے لونڈی کا آقا پوری یکسوئی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو کر غناء سنتا ہے اس حدیث مبارک میں فرمایا گیا کہ لونڈی کا مالک جس طرح پوری توجہ کے ساتھ لونڈی کا غناء سنتا ہے اس سے کہیں زیادہ توجہ سے خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ ہو کر سنتا ہے۔

اچھی آواز کا معیار

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”اِنَّ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِيْ اِذَا سَمِعْتُمُوْهُ يَقْرَأُ اَحْسَبْتُمُوْهُ يَخْشَى اللّٰهُ“ یعنی بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا وہ شخص ہے جس سے تم جب پڑھتے سنو تو تم یہ خیال کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص: ۵۸۳)

قاری کی قرأت سے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت ظاہر ہو یہی خوش آوازی کا صحیح معیار ہے۔

چنانچہ حضرت ابن طاووس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا کون ہے؟ حضور نے فرمایا ”اَلَّذِيْ اِذَا سَمِعْتُمُوْهُ رَاَيْتُمُوْهُ“

خَشِيَ اللّٰهَ“ وہ شخص کہ جب اس سے (قرآن) سنو تو خیال ہو کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں یہ حدیث روایت کی ہے ”لَا يُسْمِعُ الْقُرْآنَ أَحَدًا أَشْهَىٰ مِمَّنْ يَخْشَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ“ یعنی کسی سے بھی اتنا عمدہ قرآن نہیں سنا جاسکتا جتنا اس شخص سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔

قرآن پڑھنے کے وقت رونا چاہئے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے ”إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ نُزِلَ بِحُزْنٍ فَإِذَا قَرَأْتُمُوهُ فَابْكُوا فَإِنَّ لَّمْ تَبْكُوا فَتَبَاكُوا وَتَعْنُوهُ فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا“ یعنی یقیناً یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا۔ اس لئے جب تم قرآن پڑھو تو رویا کرو اگر تم نہ رو سکو تو رونے کی کوشش ہی کرو اور تم اسے خوش آوازی سے پڑھو کیونکہ جو قرآن خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابن ماجہ: ۹۵)

قرآن اس طرح پڑھنا چاہئے کہ آواز سے سوز و درد اور حزن و غم ظاہر ہو اور دوران تلاوت رونا بھی چاہئے۔ اگر تلاوت کرنے والے میں اتنی رقت پیدا نہ ہو کہ وہ رو سکے تو رونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ”قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اقْرَأْ عَلَى الْقُرْآنِ قُلْتُ أَاقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّىٰ أَتَيْتُ إِلَىٰ هَذِهِ الْآيَةِ ”فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا“ قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ فَالْتَفَتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذَرُفَانِ“ یعنی مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ منبر پر تشریف فرما تھے مجھے

قرآن سناؤ! میں نے عرض کیا، کیا میں آپ کو قرآن سناؤں جب کہ قرآن آپ ہی پر نازل ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کسی اور ہی سے سننا چاہتا ہوں۔ پھر میں نے سورہ نساء پڑھنا شروع کیا، جب میں اس آیت تک پہنچا ”تو کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم سے ایک گواہ لائیں گے اور ہم آپ کو اے نبی! ان لوگوں پر گواہ بنائیں گے“ حضور نے فرمایا بس اتنا ہی کافی ہے میں نے حضور کی طرف نگاہ اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ (بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب حضور نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معذرت کی کہ حضور پر قرآن اتر رہا ہے۔ لہذا حضور ہی پڑھنے کا حق ادا کر سکتے ہیں کیوں کہ حکمت حکیم کی زبان پر جاری ہو تو زیادہ شیریں ہوتی ہے اور حبیب کا کلام حبیب کی زبان پر زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن و احادیث پڑھانے کے سلسلہ میں اسلاف کرام کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن و حدیث خود پڑھتے اور شاگردوں سے سنتے اور وہ ان کو تیزی کے ساتھ محفوظ کرتے۔

لیکن سرکار اس وقت سننے کی خواہش میں تھے۔ اس لئے فرمایا کہ میں کسی اور ہی سے سننا چاہتا ہوں۔ اس کی وجہیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن سننا بھی سنت رسول ہو جائے۔ گویا قرآن پڑھنا بھی عبادت اور سننا بھی عبادت بن جائے۔ اس لئے بعض کا کہنا ہے کہ سننا پڑھنے سے افضل ہے۔

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ اس وقت ہوگا جب سننا تعلیم دینے کے لئے کامل ترین انداز میں ہو۔ اسی سے متاخرین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ قرآن و حدیث شاگردوں سے سنتے ہیں۔ (مرقاۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ تعمیل حکم کے لئے میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی جب آیت کریمہ ”فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ

بَشَهِيدٍ وَجَنَّا بَكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا“ میں نے پڑھی۔ یعنی اس وقت کا عالم کیا ہوگا جب ہم ہر قوم سے ایک گواہ اس قوم کے نبی کو لائیں گے۔ اور انبیاء کے لئے آپ کو گواہ بنائیں گے۔ پچھلے انبیائے کرام اپنی قوموں کے کفر و طغیان باطل عقائد اور بد اعمالی کے خلاف جب اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دیں گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان انبیاء کی گواہی پر مہر تصدیق ثبت کریں گے۔

آیت کریمہ کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ روز قیامت ہر نبی اپنی اپنی قوم کے حق میں یا ان کے خلاف گواہ ہوں گے۔ جب امت محمدیہ پچھلی قوموں کے خلاف گواہی دے گی اس وقت حضور اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے۔ اور ان کی گواہی کی توثیق کریں گے۔ (اشعۃ اللمعات)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب میں آیت کریمہ تک پہنچا سرکاری آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمایا بس کرو، اتنا ہی کافی ہے۔ اس لئے کہ میں اس آیت پر غور و فکر کر رہا ہوں، آنکھیں بے قابو ہوتی جا رہی ہیں، قرآن سننے کا میرا حال نہیں رہ گیا۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو تاجدار کائنات آبدیدہ تھے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمیں بھی آدائے سنت کی نیت سے رونا چاہئے اور اگر رونانہ آئے تو رونے والوں جیسی آواز کر لینی چاہئے کہ اس پر بھی اللہ رب العزت اجر عطا فرمائے گا۔

ویران گھر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَأَلْبَيْتِ الْخَرَبِ“ بلاشبہ وہ شخص جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر

کی طرح ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص: ۱۱۹)

جو دل قرآن سے خالی ہے وہ ایک ویرانہ ہے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ دلوں کی آبادی ایمان اور تلاوت قرآن سے ہوتی ہے اور باطن کی زینت حق اور صحیح عقائد اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنے سے ہوتی ہے اور جب یہ باتیں نہ ہوں گی تو دل ویرانے میں ہوں گے۔ (مرقاۃ)

جن گھروں میں انسان آباد نہیں رہتے وہ گھر جنوں اور شیطانوں کا بسیرا بن جاتے ہیں گویا حدیث شریف میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ جن دلوں میں قرآن نہیں ان پر شیطانوں کا دور، دورہ ہو جاتا ہے۔ جس سینے میں قرآن ہوتا ہے وہ آباد و آراستہ ہوتا ہے۔ اور جو دل قرآن سے خالی ہوتا ہے تو وہ ویران گھر کی طرح ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو گھر قرآن سے خالی ہے وہ سب سے خالی گھر ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ”اِنَّ اَصْفَرَ الْبُيُوتِ بَيْتٌ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ“ یقیناً گھروں میں سب سے خالی گھر وہ ہے جس میں اللہ عز و جل کی کتاب کا کوئی حصہ نہیں۔ جس گھر میں قرآن نہیں اور نہ ہی اس میں کسی اور طرح قرآن کی تلاوت ہوتی

ہے وہ دنیا کے گھروں میں سب سے خالی گھر ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں بلاشبہ وہ گھر جس میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے وہ اہل خانہ کے ساتھ وسیع ہو جاتا ہے اس کی خیر و برکت بڑھ جاتی ہے، اس میں فرشتے آتے اور شیطان نکل بھاگتے ہیں اور وہ گھر جس میں کتاب اللہ کی تلاوت نہیں ہوتی وہ اہل خانہ کے ساتھ تنگ ہو جاتا ہے، اس کی خیر و برکت کم ہو جاتی ہے اور اس سے فرشتے چلے جاتے ہیں اور اس میں شیطان آ جاتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

قرآن سے غفلت کا نتیجہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تَعَاهِدُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِّنَ الْإِبِلِ فِي عَقْلِهَا“ یعنی تم قرآن سے تعلق رکھو اس کو مستقل پڑھتے رہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً قرآن پیروں میں بندھن لگے ہوئے اونٹوں سے نکل بھاگنے میں کہیں زیادہ تیز ہے۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن ذہنوں سے بہت تیز نکل جاتا ہے۔ اسی مفہوم کو ایک مؤثر مثال کے ذریعہ سمجھا یا گیا ہے کہ جن اونٹوں کے پاؤں رسی سے بندھے ہوں انہیں اگر تھوڑی مہلت مل جائے تو کتنی تیزی سے کسی طرف نکل بھاگتے ہیں۔ اسی طرح قرآن بھی ذہنوں سے بہت تیزی سے نکلتا ہے۔ اس لئے تم اس سے برابر تعلق رکھو، اس کو مسلسل اور مستقل پڑھتے رہو، اس سے ہمیشہ وابستگی اور ربط باقی رکھو ورنہ جہاں تعلق ٹوٹا وہ ذہن سے نکلا۔ حافظ قرآن اس حدیث کو آسانی سے سمجھتے ہیں اس کا تو ہم آپ بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔ لہذا بلا ناغہ تلاوت قرآن کی پابندی کرتے رہنا چاہئے تاکہ قرآن پاک ہمیشہ کے لئے ذہنوں میں محفوظ رہے۔

فضائل سورہ فاتحہ

حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، میں نے جواب نہیں دیا (جب نماز سے فارغ ہوا) حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا ہے: اسْتَجِیْبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاکُمْ، اللہ ورسول کے پاس حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔ پھر

فرمایا: مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن میں جو سب سے بڑی سورت ہے وہ بتادوں گا اور حضور نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب نکلنے کا ارادہ ہوا میں نے عرض کی حضور نے یہ فرمایا تھا کہ مسجد کے باہر جانے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت کی تعلیم کروں گا فرمایا کہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** وہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا ہے۔

ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نماز میں تم کس طرح پڑھتے ہو انہوں نے اُم القرآن یعنی سورہ فاتحہ کو پڑھا۔ حضور نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نہ اس کے مثل توریت میں کوئی سورت اتاری گئی نہ انجیل میں، نہ زبور میں، نہ قرآن میں، وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا۔ (ترمذی جلد ۲ ص: ۱۱۵)

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپ کہتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اوپر سے ایک آواز آئی انہوں نے سراٹھایا اور کہا کہ آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، ایک فرشتہ اترا جبریل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا تھا اس نے سلام کیا اور یہ کہا کہ حضور کو بشارت ہو کہ دونور حضور کو دیئے گئے اور حضور سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے، وہ دونور یہ ہیں، سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا خاتمہ، جو حرف آپ پڑھیں گے وہ دیا جائے گا۔ (مسلم ج ۱ ص: ۲۷۱)

فضائل سورہ بقرہ

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو مقابلہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۴)

اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لئے شفیع ہو کر آئے گا۔ دو چمکدار سورتیں سورۃ بقرہ اور آل عمران کو پڑھو کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو ابر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں، وہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی ان کی شفاعت کریں گی۔ سورۃ بقرہ کو پڑھو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل باطل اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ (مسلم شریف ج ۱، ص: ۲۷۰)

فضائل آیت الکرسی

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالمندر (یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے) تمہارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے؟ میں نے کہا: اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں، حضور نے فرمایا: اے ابوالمندر تمہیں معلوم ہے کہ قرآن کی کونسی آیت تمہارے پاس سب سے بڑی ہے؟ میں نے عرض کی اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (یعنی آیت الکرسی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ابوالمندر! تم کو علم مبارک ہو۔ (جلداول، ص: ۲۷۱)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ رمضان یعنی صدقہ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا کہ تجھے حضور کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا، میں محتاج و عیال دار ہوں، سخت حاجت مند ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس نے شدید حاجت اور عیال کی شکایت کی مجھے رحم آگیا، چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے

گا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ پھر آئے گا کیوں کہ حضور نے فرمادیا ہے۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں محتاج عیال دار ہوں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آگیا اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور نے فرمایا: ابو ہریرہ تمہارا قیدی کیا ہوا۔ میں نے عرض کی اس نے حاجتِ شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی مجھے رحم آیا اسے چھوڑ دیا۔ حضور نے فرمایا وہ تم سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے پکڑا اور کہا تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کروں گا تین مرتبہ ہو چکا ہے تو کہتا ہے نہیں آئے گا پھر آتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ تم کو نفع دے گا جب تم بچھونے پر جاؤ آیۃ الکرسی ”اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ“ آخر آیت تک پڑھ لو، صبح تک اللہ کی طرف سے تم پر نگہبان ہوگا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی حضور نے فرمایا تمہارا قیدی کیا ہوا میں نے عرض کی اس نے کہا چند کلمات تم کو سکھاتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نفع دے گا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات اس نے سچ کہی اور وہ بڑا جھوٹا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے میں نے عرض کی نہیں، حضور نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص: ۱۸۵)

سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات میں پڑھ لے وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

اور سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں اللہ تعالیٰ کے اس خزانہ میں سے ہیں جو عرش

کے نیچے ہے۔ اللہ نے مجھے یہ دو آیتیں دیں انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہے اور اللہ سے نزدیکی اور دعا ہیں۔ (دارمی)

سورہ کہف کے فضائل

صحیح مسلم میں حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں جو شخص یاد کرے وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم ص: ۲۷۱)

اور جو شخص سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لئے دو جمعہ کے مابین نور روشن ہوگا۔

سورہ یس کے فضائل

ہر چیز کے لئے دل ہے اور قرآن کا دل یس ہے جس نے یس پڑھی دس مرتبہ قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے لکھے گا۔ (ترمذی ج ۲، ص ۱۱۶)

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے 'طلہ' و یس پڑھا جب فرشتوں نے سنا یہ کہا: مبارک ہو اس امت کے لئے جس پر یہ اتارا جائے اور مبارک ہو ان جو فوں کے لئے جو اس کے حامل ہوں اور مبارک ہو ان زبانوں کے لئے جو اس کو پڑھیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۷)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے "یس" پڑھے گا اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھو۔ (بیہقی)

سورہ حم اور سورہ المومن

جو شخص سورہ "حم" اور سورہ "المومن" کو "اَلَيْهِ الْمَصِيرُ" تک اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھے گا، شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھے گا صبح تک محفوظ رہے گا۔

سورۂ دخان کی فضیلت

جو شخص ”حَمَّ الدخان“ شب جمعہ میں پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(ترمذی ج ۲ ص: ۱۱۷)

سورۂ اخلاص کے فضائل

جو ایک دن میں دو سو مرتبہ ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ پڑھے گا اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دئے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ (ترمذی ج ۲ ص: ۱۱۷)

جو شخص سوتے وقت بچھونے پر دہنی کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ پڑھے، قیامت کے دن رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا اے میرے بندے! اپنی دہنی جانب جنت میں چلا جا۔ (ترمذی ج ۲ ص: ۱۱۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ پڑھتے سنا فرمایا کہ جنت واجب ہو گئی۔ (امام مالک، ترمذی ج ۲ ص: ۱۱۷)



فیضان درود و سلام

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
مشکل جو سر پر آ پڑی تیرے ہی نام سے ملی مشکل کشا تیرا ہی نام تجھ پر درود اور سلام

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سرکارِ مدینہ، رحمت عالم، فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بکثرت بھیجا کرو کہ یہی وہ واحد عمل ہے جو سنتِ الہیہ ہے کہ اللہ رب العزت جل جلالہ اپنے حبیب پر بکثرت درود و سلام کے پھول نچاؤر فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یہی گلدستہ پیش کرتے ہیں اور اللہ عز و جل ہم سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ہم بھی اس کی اطاعت و فرماں برداری کریں اور پیارے محبوب پر درود و سلام پڑھیں۔

چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے ”اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا“ بیشک اللہ اور اس کے تمام فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔
(پارہ ۲۲/ سورۃ احزاب، کنز الایمان)

آیت کریمہ کا پس منظر

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام کو مٹانے کے لئے کفار کے سارے حربے ناکام ہو چکے تھے۔ مکہ کے بے بس مسلمانوں پر انہوں نے مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن ان کے جذبہ ایمان کو کم نہ کر سکے۔ انہوں نے

اپنے وطن، گھر بار، اہل و عیال کو خوشی سے چھوڑنا گوارا کیا لیکن دامن مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مضبوطی سے پکڑے رہے۔ کفار نے بڑے کڑ و فر کے ساتھ مدینہ طیبہ پر بار بار یورش کی لیکن انہیں ہر بار اہل ایمان کی مختصر سی جماعت سے شکست کھا کر واپس آنا پڑا۔ اب انہوں نے حضور کی ذات اقدس و اطہر پر طرح طرح کے بے جا الزامات تراشنے شروع کر دیئے تاکہ لوگ رشد و ہدایت کی اس شمع سے نفرت کرنے لگیں اور اس طرح اسلام کی ترقی رک جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی ان امیدوں کو خاک میں ملا دیا کہ یہ میرا ایسا حبیب اور ایسا پیارا رسول ہے جس کی وصف و ثنا میں خود کرتا ہوں اور میرے سارے فرشتے اپنی نورانی اور پاکیزہ زبانوں سے اس کی جناب میں ہدیہ پیش کرتے ہیں تم (کافر) چند لوگ اگر میرے محبوب کی شان میں ہرزہ گوئی کرتے بھی رہو تو، سنو جس طرح تمہارے پہلے منصوبے خاک میں مل گئے اور تمہاری کوششیں ناکام ہو گئیں اسی طرح اس ناپاک مہم میں بھی تم خائب و خاسر رہو گے۔ (طہ از تفسیر ضیاء القرآن)

اسی آیت کریمہ کے تحت علامہ انوار اللہ علیہ الرحمہ حیدر آبادی مصنف انوار احمدی نے چند نکات تحریر کی ہیں جن سے رب کی بارگاہ میں سرکار کی عظمت و تکریم ظاہر ہوتی ہے۔ ایک بندہ مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ درود و سلام پڑھنے سے قبل سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو جانے اور قلب و جگر میں ان کی عظمت کو بٹھالے اور پھر درود و سلام پڑھے، اللہ لطف آئے گا اور عشق بھی بڑھے گا۔ ان شاء اللہ

پہلا نکتہ

آیت کریمہ ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“ یعنی بیشک اللہ اور اس کے تمام فرشتے درود

بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اگر آپ اس آیت کریمہ میں غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ اللہ کے کلام کا آغاز ”اِنَّ“ سے ہوا ہے۔ عربی زبان میں ”اِنَّ“ ازالہ شک کے لئے آتا ہے۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے جن کے شک اور تردد کے ازالہ کو اس کلام قدیم میں ملحوظ رکھا گیا ہے اور ”اِنَّ“ کے ذریعہ ان کے شک اور تردد کا ازالہ کیا گیا ہے۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ جس زمانے میں اس آیت کریمہ کا نزول ہوا اس وقت تین قسم کے لوگ تھے۔

پہلا گروہ اسلام کے ماننے والے یعنی صحابہ کرام کا تھا۔ دوسرا گروہ اسلام کا انکار کرنے والا یعنی کفار و مشرکین کا تھا اور تیسرا گروہ منافقین کا تھا جو اندر سے کافر و مرتد اور اوپر سے اسلام کے دعویٰ دار تھے۔ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ کرام کا ایمان تو اتنا پختہ اور مستحکم تھا کہ وہاں شک اور تردد کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اب رہ گئے کھلے کفار و مشرکین تو وہ سرے سے اس آیت کریمہ میں مخاطب ہی نہیں ہیں اس لئے کہ ان کے کفر کے سبب ان کے انکار و شک کے ازالے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب رہ گیا ایک گروہ منافقین کا کہ یہ طبقہ ایسا ہے کہ ایک طرف تو وہ قرآن پر ایمان لانے کا مدعی بھی تھا اور دوسری طرف اپنے دلوں میں کفر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے انکار کا عقیدہ بھی چھپا کر رکھتا تھا اور اس طبقہ کے افراد کی اب بھی کمی نہیں ہے بہر حال اس دور کے منافقین ہوں یا بعد کے آنے والے اسی خصلت کے لوگوں کو اس آیت کریمہ میں متنبہ کیا گیا ہے کہ جب سب کا حاکم و مالک اور اس کے تمام فرشتے ہمیشہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو سلطنتِ اسلامیہ کی وفادار رعایا کا فرض کیا ہونا چاہئے اور اس کے محبوب کی عظمت ان کے دلوں میں کس قدر راسخ ہونی چاہئے اور کس درجہ درود و سلام کا انہیں اہتمام کرنا چاہئے۔ جب کہ صراحت کے ساتھ دربارِ سلطانی سے حکم بھی صادر ہو گیا تو اب شک کی کیا گنجائش رہ گئی؟ اتنی تاکید کے بعد

بھی اگر کسی کا دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے آگے نہ جھکے تو سمجھ لیجئے کہ اس کے انجام پر بدبختی کی مہر لگ گئی ہے۔ (اللہ کی پناہ)

دوسرا نکتہ

اگر آپ اس آیت کریمہ میں غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے درود بھیجنے والے فرشتوں کا ذکر کیا تو انہیں اپنی طرف منسوب کر کے اپنا فرشتہ کہا ہے حالانکہ دیکھا جائے تو سارے فرشتے اللہ ہی کے ہیں مگر جہاں حضرت آدم علیہ السلام کے سجدے کا ذکر کیا وہاں صرف ”فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ“ فرمایا کہ سارے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہاں فرشتوں کا تذکرہ اپنی طرف منسوب فرما کر نہیں فرمایا۔

اس اندازِ بیان سے دربارِ خداوندی میں حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس مقامِ تَقَرُّب کا پتہ چلتا ہے کہ جو فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں وہ بھی اپنے ہو گئے۔ یہ شان صرف محبوب ہی کی ہوسکتی ہے کہ جسے ان کی طرف کسی طرح کی نسبت حاصل ہو جائے وہ بھی محبوب ہو جائے اور خاص بات یہ ہے کہ جب لفظِ صَلَوة کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی بھری محفل میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و ثنا کرتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں ”فَهِيَ مِنْهُ عَزَّوَجَلَّ ثَنَاءٌ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ وَتَعْظِيمُهُ“ (رواہ البخاری)

اور اگر لفظِ صَلَوة کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو صَلَوة کا معنی دعا ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دعا میں مصروف رہتے ہیں۔ سبحان اللہ، درود پڑھنے والے بندے پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی برکتیں نازل فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے درود پڑھنے کی برکتوں سے پڑھنے والے کی رفعتِ شان کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ تو اسے

ایمان والو! تم بھی میرے محبوب کی رفعت شان کے لئے دعا مانگا کرو کہ اے اللہ اپنے رسول کے ذکر کو بلند فرما، ان کے دین کو غلبہ دے اور ان کی شریعت کو باقی رکھ، ان کی شان کو اس دنیا میں بلند فرما اور روزِ محشر ان کی شفاعت قبول فرما اور ان کے درجات کو بلند فرما۔

امت کو درود کا حکم کیوں؟

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ”اَسْرَارُ التَّنْزِيلِ“ میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے لئے حکم فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ روحِ انسانی اپنے جبلی ضعف کی وجہ سے انوارِ تجلیِ الہی کے قبول کرنے کی استعداد حاصل کر لے لیکن جس وقت یہ فیضان حاصل کرنے کا تعلق اپنے اور انبیائے کرام کے ارواح کے درمیان مضبوط ہو جاتا ہے تو عالمِ غیب سے فیضان کے انوار وارد ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جس طرح آفتاب کی کرنیں مکان کے روشن دان سے اندر جھانکتی ہیں تو مکان کی دیواریں اور فرش تو روشن نہیں ہوتے ہاں! اگر اس مکان کے اندر پانی کا طشت یا ایک آئینہ رکھ دیا جائے تو روشن دان سے آئی ہوئی یہ آفتاب کی کرنیں اس پر پڑنی شروع ہو جائیں تو اس کے عکس سے چھت اور درود یوار چمک اٹھتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح ہیں جن میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ منور کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ کائنات کی ہر شے کا ادراک کر لیتی ہے۔ گویا اس میں کائنات کی ہر شے کا عکس موجود ہے اور امت کے ارواح اپنی جبلت اور ضعف کی وجہ سے ظلمتِ آباد میں پڑے ہوتے ہیں وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آفتاب سے روشن تر روحِ انور کے ان ذرات سے فائدہ حاصل کر کے اپنے اندر استعداد پالیتے ہیں۔ یہ استفادہ صرف درود پاک کے ذریعے سے ہوتا ہے اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”اَوَّلُی النَّاسِ بِیْ فِیْ یَوْمِ الْقِیَمَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلٰی صَلَوةٍ“ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب زیادہ درود شریف پڑھتا ہے۔ (از معارج النبوة)

فرشتے درود کیوں بھیجتے ہیں

فرشتوں کو درود پاک پڑھانے میں یہ حکمت تھی کہ انہیں حضور کی قدر و منزلت سے آگاہ کر دیا جائے اور وہ اپنے آپ کو حضور اکرم نور مجسم کا خادم، مطیع و فرماں بردار سمجھنے لگیں۔ دوسری حکمت یہ تھی کہ انسان مصائب و تکالیف میں پھنسا ہوا تھا فرشتوں کو یہ وہم تھا اور خدشہ لگا رہتا تھا کہ ان کا حشر بھی ابلیس، ہاروت و ماروت جیسا نہ ہو جائے، انہوں نے اطمینان قلب اور پناہ خداوندی حاصل کرنے کے لئے حضور پر درود پاک پڑھنا اپنا شعار بنا لیا تا کہ وہ ہمیشہ کے لئے ان خطرات سے محفوظ ہو جائیں۔

(معارج النبوة جلد ۱ ص ۳۱۶)

فضائل درود احادیث کی روشنی میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ صَلَّى عَلَىَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ“۔ یعنی جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور دس گناہ محو فرما دیتا ہے۔ (ترمذی شریف، بحوالہ جامع الاحادیث)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود شریف کے عوض اللہ عز و جل دس رحمتیں نازل فرماتا ہے وہ اپنی شان کے مطابق نازل فرماتا ہے۔ دیکھئے! سخی جب کچھ دیگا تو اپنی شان کے مطابق ہی دے گا اور جب خطا معاف فرمائے گا تو وہ بھی اپنی شان کے مطابق ہی تو معاف فرمائے گا۔ درحقیقت مولائے کریم کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت ہے کہ اس کی رحمت اپنے محبوب کی امت کو بخشنے کے مختلف بہانے ڈھونڈتی رہتی ہے

تاکہ امت کی نجات پر محبوب کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہو، ان بہانوں میں سب سے موثر، مفید اور رب کی رحمت کو متوجہ کرنے والا عمل درود مبارک ہے جس پر جملہ اولیائے کاملین اور علمائے متقدمین و متاخرین پابند رہے، لہذا اپنے دفتر سے اگر گناہوں کو مٹانا ہو اور اپنے نامہ اعمال میں نیکیوں کو بڑھانا ہو تو درود شریف کی کثرت کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ“ یعنی جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص: ۸۶)

سُبْحَانَ اللَّهِ! آج ہر کوئی بلندی چاہتا ہے، ہر شعبہ میں بلندی چاہتا ہے، ہر مقام پر بلندی چاہتا ہے، اے بلندی کے طلبگارو! او میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق دل سے درود پاک پڑھنے کی عادت بنا لو، انشاء اللہ دنیا ہی میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی بلندی حاصل ہو جائے گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ”مَنْ صَلَّى عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَبْعِينَ صَلَاةً“ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک بار درود پاک پڑھے، اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص: ۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روایت کے

مطابق اللہ عزوجل ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کے عوض ستر رحمتیں نازل فرماتا ہے، گویا مولیٰ اپنے محبوب سے اتنا پیار فرماتا ہے کہ جو شخص اس کے محبوب پر ایک بار درود پڑھے تو رب قدیر اس درود پڑھنے والے بندے سے اس طرح پیار فرماتا ہے کہ اس پر ستر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پتہ چلا کہ درود شریف ایسا عمل ہے کہ جو کوئی اس کی کثرت کرے اللہ عزوجل کی رحمت اس پر برسنے کے لئے تیار رہتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ

وَسَلِّمْ

کنز العمال میں ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے خبر دی کہ جو امتی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور دس بار اس کے درجے بلند فرماتا ہے اور ایک فرشتہ درود پڑھنے والے کے حق میں وہی الفاظ کہتا ہے جو وہ آپ کے حق میں کہتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ فرشتہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے جب سے آپ کو پیدا کیا اسی وقت سے وہ فرشتہ اس کام پر مقرر ہے کہ آپ کا جو امتی آپ پر درود پڑھے وہ فرشتہ جواب میں کہے کہ تجھ پر بھی خدا اپنی رحمت نازل فرمائے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ خود دیکھیں کہ درود شریف پڑھنے کا حکم ۲۷ میں صادر ہوا لیکن درود پڑھنے کا صلہ دینے کے لئے وہ فرشتہ پہلے ہی سے موجود ہے، اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں درود شریف کی کیسی قدر و قیمت ہے اور اس کی عظمت شان کے اظہار کے لئے حق تعالیٰ نے کتنا اہتمام کیا ہے۔

(انوار احمدی)

کثرت درود کی فضیلت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَوَّلِي النَّاسِ بِى يَوْمَ الْقِيَمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَوةٍ “یعنی قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود و سلام پیش کرتا ہوگا۔ (الترغیب والترہیب ج ۲، ص ۶۶۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا کے انسانوں کا یہ مزاج ہے کہ بڑوں سے قریب اور چھوٹوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں آپ دیکھتے ہوں گے کہ مالداروں، اقتدار کی مسند پر بیٹھنے والوں سے ہر کوئی قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں دنیا کے نام نہاد بڑے لوگوں سے قریب ہو کر انسان کے ہاتھ کیا آتا ہے؟ کچھ روپیہ، کچھ شہرت، اور کبھی اقتدار کی کرسی لیکن دنیا میں بڑے کہلانے والے یا سمجھے جانے والے لوگ اکثر خود ہی کنگال ہوتے ہیں لیکن اللہ عز و جل نے انسانوں میں سب سے زیادہ بڑا جسے بنایا ہے وہ ہیں ہمارے پیارے آقا جن کی شان یہ ہے۔ ”وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰى“ ہر لمحہ جن کا مرتبہ بلند ہوتا ہی جاتا ہے وہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھتا ہوگا۔ سبحان اللہ کتنا آسان کر دیا حضور نے امتی کو خود سے قریب ہونا۔ درود شریف کی کثرت کرنے والا انشاء اللہ وہاں سب سے زیادہ قریب ہوگا جہاں پر ہر کوئی نفسی نفسی کہہ رہا ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ

وَسَلِّمْ

اور حضرت حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ”اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلِّمْ اَجْعَلْ لِّكَ صَلَوَتِیْ عَلَیْكَ قَالَ

نَعَمْ اِنْ شِئْتَ قَالَ الثَّلَاثِينَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَصَلَّائِي كُلُّهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْنٌ يَكْفِيكَ اللَّهُ مَا هَمَّكَ مِنْ أَمْرٍ دِينِكَ وَآخِرَتِكَ“ یعنی رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنی تہائی دعا حضور کے لئے کرتا ہوں فرمایا اگر تو چاہے۔ عرض کی دو تہائی فرمایا ہاں، عرض کی کل دعا کے عوض درود مقرر کرتا ہوں فرمایا ایسا کرے گا تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنادے گا۔ (الترغیب ج ۱، ص ۶۶۶)

میرے پیار کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ذوق و شوق کا اندازہ لگائیں کہ تاجدار کائنات پر جتنا بھی وقت ہے اس میں درود شریف پڑھنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور آقائے کائنات صحابی کی تمنا اور ان کے عمل سے خوش ہو کر ارشاد فرماتے ہیں اگر مکمل وقت درود پڑھنے پر خرچ کرو گے تو میرا رب دنیا و آخرت کے سب کام بنادے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دونوں جہاں میں اگر اپنے کام بنانا ہے تو اپنے قیمتی اوقات کو فضول گوئی میں نہیں بلکہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے میں خرچ کرو۔ انشاء اللہ دونوں جہاں کے کام آسان ہو جائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

سونے کا قلم، چاندی کی دوات

کنز العمال میں حضرت دیلمی کے حوالے سے منقول ہے جس کے راوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ مخصوص فرشتے ہیں جو جمعہ کی رات اور دن کے وقت

آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کا قلم اور چاندی کی دوات اور کاغذ بھی ہوتے ہیں اور ان کا کام صرف یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود شریف لکھتے رہیں گے۔ (بحوالہ انوار احمدی، روح البیان ص ۲۰۲)

میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! جمعۃ المبارک کو درود شریف پڑھنے کی بہت سی فضیلتیں حدیث مبارکہ میں موجود ہیں جن میں سے ایک حدیث شریف آپ نے ملاحظہ کیا کہ سونے کا قلم چاندی کے دوات اور کاغذ ہوتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا یہ معمولی عمل نہیں بلکہ اتنا اہم ہے کہ اس کو سونے کے قلم سے اور چاندی کے دوات و کاغذ پر بھی لکھا جانا چاہئے اس سے عظمت ظاہر کرنا مقصود ہے اور اپنے پیارے محبوب کی شان ظاہر کرنا بھی مقصود ہے۔

جمعہ کو کثرت سے درود پڑھو

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اُكْتَسِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِي كُلِّ الْجُمُعَةِ، فَمَنْ كَانَ اُكْتَسِرَهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً كَانَ اَقْرَبَهُمْ مِنِّي مَنْزِلَةً“ یعنی مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک پڑھو کہ میری امت کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے تو جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھے گا وہ مجھ سے زیادہ قریب رہے گا۔ (الترغیب ج ۱ ص ۶۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ضرور ضرور یوم جمعہ اور شب جمعہ کو درود شریف کی کثرت کرو کہ گناہ بھی معاف ہوں گے، تنگ دستی بھی دور ہوگی اور کرم بالائے کرم خود مدنی آقا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف بنفس نفیس سنیں گے اور پہچانیں گے بھی۔ انشاء اللہ، آؤ آج ہی اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کو حاصل کرنے اور شب جمعہ نیز یوم جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی

نیت کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں جمعۃ المبارک کو درود شریف پڑھنے کی
فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے، سنئے اور عادت بنالیجئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو مجھ پر ہر جمعہ کے دن اسی بار
درود پاک پڑھتا ہے اس کے اسی سال کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور جو مجھ پر
روزانہ پانچ سو بار درود شریف پڑھتا ہے وہ کبھی تنگ دست نہ ہوگا۔ (روح البیان
جلد ۱۱، ص ۲۰۲)

بعض علما فرماتے ہیں: شب جمعہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ جو شخص آپ
پر اس رات میں صلاۃ و سلام عرض کرتا ہے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس
صلاۃ و سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ (جذب القلوب ص ۲۷۲)

مفاخر الاسلام میں ہے کہ ”مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ مِائَةً صَلَوَاتٍ
فُضِّلَ لَهُ سَبْعِينَ حَاجَةً مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا وَثَلَاثِينَ مِنْ أُمُورِ الْآخِرَةِ“ یعنی جو مجھ پر شب
جمعہ میں سو مرتبہ درود پڑھے۔ اس کی سو حاجتیں پوری ہوں مجملہ ان کی ستر حاجتیں
دنوی اور تیس حاجتیں آخرت کی۔ (جذب القلوب ص ۲۷۲)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ اس درود کو
پڑھے جب تک اپنا ٹھکانہ بہشت میں نہ دیکھ لے گا دنیا سے خالی نہ اٹھایا جائے گا اور وہ
درود یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ اَلْفَ مَرَّةً۔ (جذب القلوب
۲۷۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم اپنی
حاجتوں کو لے کر ہر طرف جاتے ہیں اور امیدیں لگاتے ہیں کبھی ایک حاجت پوری
ہوئی اور باقی ناتمام لیکن یوم جمعہ کو اگر سو مرتبہ درود شریف ہم نے پڑھا تو ستر حاجتیں

دنیا کی اورتیں حاجتیں آخرت کی اللہ عزوجل پوری فرمائے گا۔

جمعہ کے روز درود پڑھنے کے سبب بخشش

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خالد بن کثیر کے تکیے کے نیچے سے ان کی روح نکلنے سے پہلے ایک پھٹا ہوا کاغذ ملا جس میں لکھا تھا ”بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ لِخَالِدِ بْنِ كَثِيرٍ“ یعنی خالد ابن کثیر کی جہنم سے نجات ہوگئی، ان کے گھر والوں سے دریافت کیا گیا کہ یہ کون سا عمل کرتے تھے جو یہ کرامت حاصل ہوئی؟ تو گھر والوں نے کہا ان کا عمل یہ تھا کہ ہر جمعہ کو ہزار مرتبہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے۔

(جذب القلوب ص ۲۷۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یقیناً درود شریف دونوں جہاں کی مصیبتوں کا علاج ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو پورے یقین کے ساتھ تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے۔ ابھی آپ نے پڑھا کہ یوم جمعہ کو پابندی سے ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے عوض دنیا ہی میں جہنم سے نجات کی سند مل گئی اور کیوں نہ ہو کہ جب رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا تو وہ حق ہے، کیا ہم سب کو نجات کی فکر نہیں ہے؟ اگر ہے تو ہر جمعہ کو جتنا زیادہ ہو سکے اتنا درود شریف پڑھ کر دوزخ سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

کثرت درود کا صلہ

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کعبہ کا طواف کر رہے

تھے، ایک شخص کو دیکھا کہ بجائے لبیک پڑھنے کے ہر قدم پر درود شریف پڑھتا ہے، میں نے کہا یہ کیا تسبیح و تہلیل چھوڑ کر تم درود شریف پڑھتے ہو؟ تمہارے پاس اس کا کوئی شرعی ثبوت ہے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت بخشے آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے سفیان ثوری کہتے ہیں، اس نے کہا اگر آپ مسافر ہوتے اور مجھے یہ یقین ہوتا کہ آپ میرا زفاش نہیں کریں گے تو آپ کو یہ حال بتا دیتا، بہر حال حقیقت یہ ہے کہ میں اور میرے والد حج کو آرہے تھے، راستہ میں میرے والد بیمار ہو کر مر گئے اور بد قسمتی سے ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا، آنکھیں نیلی ہو گئیں اور پیٹ پھول گیا اس پر میں خوب رویا اور ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھا افسوس کہ میرے والد کی موت سفر میں ہوئی اور ایسی بری کہ جسے بتایا نہیں جاسکتا۔ میں اپنے والد کا چہرہ چادر سے ڈھانپ کر سو گیا خواب میں دیکھا کہ ایک حسین و جمیل شخص آیا ہے جس کی شکل و صورت کبھی نہ دیکھی تھی اور نہایت خوب صورت لباس میں ملبوس تھا اور خوشبو سے معطر میرے والد کے قریب ہو کر ان کے چہرے سے کپڑا اتار کر چہرے پر ہاتھ پھیرا تو میرے والد کا چہرہ دودھ سے زیادہ سفید ہو گیا اور ان کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ پہلے کی طرح ہو گئے اس کے بعد وہ حسین و جمیل ہستی واپس جانے لگی، میں نے بڑھ کر عرض کی آپ کو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو میرے والد کیلئے رحمت بنا کر بھیجا، آپ ہیں کون؟ فرمایا میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں اگرچہ تیرا باپ بہت گنہگار تھا لیکن مجھ پر درود شریف بکثرت پڑھتا تھا جب اسے یہ مصیبت پہنچی تو اس نے مجھے پکارا میں نے اس کی حاجت پوری کی جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھتا ہے تو میں دنیا میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے والد کا چہرہ سفید اور پیٹ صحیح و سالم تھا۔ حضرت سفیان نے یہ واقعہ سن کر فرمایا تم صحیح کہتے ہو اور اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ اس واقعہ کو امت رسول کو سنائیں اور اپنی کتابوں میں لکھیں تاکہ لوگ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک کی برکت سے

دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات پالیں۔ (روح البیان جلد ۱۱ ص ۱۸۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے یہ واضح ہو گیا کہ ہر مصیبت کا علاج رحمت عالم پر درود پڑھنا ہے۔ دنیا میں کون ہے جو کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو، یہ دنیا ہے ہی مصیبتوں کا گھر، یہاں پر ہم امتحان دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں اور تخلیق انسانی کا مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں واضح فرمادیا ہے ”الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا“ کہ موت و زندگی کی تخلیق کا مقصد تم کو آزمانا ہے کہ تم میں کون ہے جو بہترین عمل کرتا ہے۔ یقیناً ہمارے اعمال صالحہ قابلِ قدر و منزلت ہیں لیکن جو عمل خود اللہ تعالیٰ کا ہو وہ عمل کتنا اچھا ہوگا؟ وہ عمل جو اللہ عز و جل کرتا ہے وہ درود شریف ہے لہذا درود پاک کا عادی خواہ کتنا ہی گناہگار ہو اس کی برکتوں سے اس پر اللہ عز و جل کا کرم ہو ہی جائے گا جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

کثرت درود کی تعداد

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کشف الغمہ“ میں بیان کیا ہے کہ بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرتِ درود کا مطلب ہر رات سات سو بار ہے اور دن میں سات سو بار ہے اور ایک عالم نے کہا ہے کہ کثرتِ درود روزانہ ساڑھے تین سو بار اور ساڑھے تین سو بار رات میں ہے۔ (افضل الصلوات ص ۳۹)

(۷۰)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک تعداد مخصوص میں ہر روز کا وظیفہ کرے تو بہتر ہے کہ ہزار سے کم نہ ہو اگر یہ نہ ہو سکے، تو پانچ سو پر اکتفا کرے، یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر سو سے کم کبھی نہ کرے۔ بعض نے تین سو کو پسند کیا ہے مومن کثرتِ درود کی عادت کرتا ہے تو پھر اس پر آسان بھی ہو جاتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! درود کے متعلق تعداد کے تعین سے درحقیقت ایک عادت بنانا مقصود ہے اگر کوئی شخص کسی کام کے کرنے کی عادت بنالے تو وہ کام اس پر آسان ہو جاتا ہے۔ اور بزرگان دین کا منشا ہر ایک مسلمان کو درود کا عادی بنا کر ان کی آخرت کو سنوارنا ہوتا ہے۔ لہذا کوشش کریں کہ روزانہ کم از کم ۱۰۰ تا ۳۰۰ سو مرتبہ ضرور درود شریف پڑھیں۔ انشاء اللہ رفتہ رفتہ کثرت درود شریف کی عادت پڑ جائے گی۔ اللہ عزوجل ہم سب کو کثرت درود کی توفیق عطا فرمائے۔

بزرگان دین اور درود شریف کی کثرت

الشیخ محمد ابوالموہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر بزرگ علمائے راسخین سے ہیں۔ آپ دن میں ہزار بار، اور رات میں ہزار بار درود پاک پڑھتے، امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ”طبقات“ میں کہا کہ آپ بکثرت درود پڑھا کرتے تھے۔ آپ سرکار کی بکثرت زیارت کیا کرتے تھے آپ نے بیداری کے عالم میں بھی اپنی آنکھوں سے ۲۵ھ میں جامع ازہر کے میدان میں سرکار کو دیکھا سرکار نے اپنا دست اقدس آپ کے دل پر رکھا یہ ساری برکتیں کثرت درود کی وجہ سے تھیں۔ (سعادة الدارين)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نور الدین شونی رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو بیداری میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے آپ جہاں جاتے مجلس ”الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ“ قائم کرتے، مکہ، مدینہ، بیت المقدس، مصر، شام، یمن وغیرہ میں اس مجلس کے موجد آپ ہی ہیں حتیٰ کہ ۹۷ھ میں جامع ازہر میں بھی آپ نے مجلس ”الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ“ منائی۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں ہی درود پاک کا شوقین تھا آپ فرماتے ہیں کہ میں بچوں کو جمع کرتا اور صبح کا کھانا دیتا اور کہتا اسے کھاؤ اور ہم سب مل کر سرکار صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ ہم دن کا اکثر حصہ درود پاک پڑھنے میں گزارتے۔ آپ ہر روز دس ہزار بار نہایت ادب سے درود پاک پڑھا کرتے تھے اور شیخ احمد زواری رحمۃ اللہ علیہ ہر روز چالیس ہزار بار درود پاک پڑھتے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اللہ کا ذکر اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکثرت درود پڑھا ہے میرا سینہ کھول دیا گیا پس جس نے اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنا شغل بنایا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دونوں جہاں میں کامیاب ہوا۔

آپ فرماتے ہیں کہ سلسلہ طریقت میں کثرت سے درود پاک پڑھنا چاہئے، درود پڑھتے پڑھتے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رسائی حاصل ہوتی جاتی ہے، درود کی کثرت سے عالم بیداری میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ہی بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے عالم بیداری میں پچتر ۵۷ مرتبہ سرکار کی زیارت کی ہے۔ (میزان کبریٰ) اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ مجھے کثرت درود پاک کی برکت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح حاضری نصیب ہوتی جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضوری ملتی تھی۔

(شفاء القلوب ص ۱۵۴/۱۵۵ آب کوثر)

دیدار کا شرف

حضرت مسعود رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ مُلکِ فارس کے صلحا میں سے تھے ان کا کام یہ تھا کہ وہ موقوف (مزدوروں کے ٹھہرنے کی جگہ) میں جاتے اور جتنے

مزدور مل جاتے ان کو اپنے مکان میں لے آتے، ان مزدوروں کو یہ گمان ہوتا کہ شاید کوئی تعمیر وغیرہ کا کام لیا جائے گا، لیکن حضرت موصوف ان کو بٹھا کر فرماتے ”درود پاک پڑھو“ اور خود بھی ساتھ بیٹھ کر پڑھتے اور جب عصر کے وقت چھٹی کا وقت آتا ان کو پوری مزدوری دے کر رخصت فرماتے۔ آپ کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی بنا پر عالم بیداری میں بھی سرکار کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا تھا۔

(آب کوثر ص ۱۸۶)

فرشتہ قیامت تک دعائے مغفرت کرتا ہے

آقائے نامدار مدنی تاجدار ارواحنا فداه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عز وجل نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جس کے دونوں بازوؤں کا درمیانی فاصلہ مشرق و مغرب کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کا سر زیر عرش ہے اور دونوں پاؤں تخت الثریٰ میں ہیں، روئے زمین پر آباد مخلوق کے برابر اس کے پیر ہیں، میری امت میں سے جب کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود پڑھتے ہیں تو اس فرشتہ کو اذن الہی ہوتا ہے کہ وہ عرش کے نیچے بحر نور میں غوطہ زن ہو، وہ غوطہ لگاتا ہے اور باہر نکل کر جب وہ اپنے بازوؤں (پروں) کو جھاڑتا ہے تو اس کے پروں سے جس قدر قطرات ٹپکتے ہیں ان میں سے ہر ایک قطرہ سے اللہ تعالیٰ ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک اس درود پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے وہ رتبے دیئے ہیں جو کسی نبی کو نہیں ملے ہیں اور مجھ کو سارے نبیوں پر فضیلت دی اور میری امت کے کئی اعلیٰ درجے مقرر فرمائے کہ وہ مجھ پر درود پڑھتے ہیں اور میری قبر کے پاس ”منطوش“ نامی ایک فرشتہ متعین فرمایا وہ اتنا طویل القامت اور عظیم الجثہ ہے کہ اس کا سر عرش الہی کے نیچے اور اس کا پاؤں تخت الثریٰ میں ہے اور اس کے اسی ہزار بازو ہیں، اسی ہزار پر ہیں اور ہر

پر کے نیچے اسی ہزار روٹے ہیں اور ہر روٹے کے نیچے ایک زبان ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتا ہے اور اس شخص کے حق میں دعائے مغفرت کرتا ہے جو مجھ پر درود پڑھے۔

(انوار احمدی ص ۴۷، ۷۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ کتنا عظیم فیضان ہے درود پاک کا کہ فرشتوں میں بھی جو عظیم الجثہ فرشتہ ہے وہ دعائے مغفرت کرے گا۔ اگر اس کے باوجود کوئی سستی کرے تو کتنا کم نصیب ہے۔ آئیے ہم عہد کریں کہ ان شاء اللہ زندگی کی آخری سانس تک درودِ مبارک پڑھنے کی پابندی کریں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص صدق دل سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے تو معصوم فرشتے اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور فرشتے دعا کریں تو اللہ عز و جل ضرور بخش دے گا۔

آسمانوں میں تعارف

امام اجل سراج الملت والدین ابوالاحمد زید بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک بار درود پاک بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھتا ہے اس کے بعد آسمانِ دنیا کے رہنے والوں کو اس شخص کے درود سے متعارف کرایا جاتا ہے اور انہیں اس درود کے پڑھنے میں شریک کیا جاتا ہے۔ پھر آسمانِ دوم والوں سے اس درود پاک پڑھنے والے کا تعارف کرایا جاتا ہے اور وہ لوگ اس درود پڑھنے والے پر ۲۲ بار درود پڑھتے ہیں۔ پھر آسمانِ

سوم کے لوگوں کو اس درود سے واقف کرایا جاتا ہے اور وہاں کے لوگ اسی طرح اس شخص پر ہزار بار درود شریف پڑھتے ہیں اور اس درود کو آسمان چہارم کے لوگوں کو سنایا جاتا ہے تو وہ دو ہزار بار درود پاک پڑھتے ہیں۔ اس درود کو جب آسمان پنجم کے لوگ سنتے ہیں تو وہ جواب میں پانچ ہزار بار درود پاک پڑھتے ہیں، جب آسمان ششم والے اس درود و سلام کو سنتے ہیں تو چھ ہزار بار درود و سلام پڑھتے ہیں۔ آسمان ہفتم کے لوگ اس درود کے جواب میں سات ہزار بار درود پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان تمام درود و سلام کا ثواب میرے اس بندے کو عطا کیا جائے جس نے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تھا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ اس کے تمام گناہ بخش دئے گئے۔ یہ اعزاز و برکات میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی وجہ سے ہے۔ (معارف النبوة جلد ۱ ص ۲۹۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا کرم ہے اللہ عز و جل کا اور کتنا فیضان ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا۔ مذکورہ حدیث شریف پڑھ کر درود شریف پڑھنے کا جذبہ پیدا ہونا ایمان کی نشانی ہے۔ یقیناً ایک مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ ادھر وہ درود پڑھے اور ادھر ساتوں آسمانوں پر فرشتے اس کے درود کو سن کر اس کے لئے سلامتی کی دعا کریں اور اللہ عز و جل اپنے حبیب کے صدقہ و طفیل درود پڑھنے والے کی بخشش فرمادے۔ آئیے ہم اپنے پیارے آقا پر محبت سے ایک بار درود شریف پڑھ لیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو مرتے دم تک درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا کرے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

سرکار کا تحفہ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کی امت کا تحفہ تو درود پاک ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ آپ کی طرف سے اس تحفہ کے جواب میں کیا عطا کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: عمر! تم نے بہت اچھا سوال کیا ہے ”الصَّلَاةُ مِنْ أُمَّتِي عَلَى تَحْفَةٍ لِي وَتَحْفَةٍ أُمَّتِي مَنِي غَدَا فِي الْجَنَّةِ“ میری امت کا تحفہ تو مجھ پر درود پاک ہے۔ اور میں اسے کل بروز قیامت اپنی جانب سے جنت تحفہ دوں گا۔ (معارج النبوة ص ۳۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں امت کے درود پڑھنے کا بدلہ اللہ کے پیارے حبیب نے جنت کی صورت میں عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ رحمت عالم جو وعدہ فرمادیں اس پر سارے امتیوں کو یقین ہے کہ وہ یقیناً پورا فرمائیں گے۔ لہذا درود پڑھو اور آخرت میں رحمت عالم کے صدقے میں جنت حاصل کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

خاک آلود ناک

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذِكْرُتْ عَنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَذْرَكَ عَنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ“ یعنی اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور مجھ پر درود نہ پڑھے، اس کی ناک گرد آلود ہو جس پر رمضان آئے پھر اس کی بخشش سے پہلے

گزر جائے اور اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک بڑھا پائیں اور اسے جنت میں نہ پہنچائیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص: ۸۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف میں رحمت عالم نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ جس عمل سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں اس کی نشاندہی فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور مجھ پر درود نہ پڑھے اس کی ناک خاک آلود ہو۔

اللہ اکبر! پتہ چلا کہ جب بھی رحمت عالم کا ذکر کیا جائے ضرور ہم کو حضور پر درود پڑھنا چاہئے ورنہ آپ کی خوشی جس طرح ہمارے لئے جنت کی ضمانت ہے ویسے ہی آپ کی ناراضگی ہماری تباہی کا ذریعہ۔ (اللہ کی پناہ) اللہ عز و جل ہم سب کو ان تمام چیزوں سے بچائے جن سے ہمارے آقا ناراض ہوتے ہوں، مثلاً ماں باپ کی خدمت میں کوتاہی اور ماہِ صیام میں روزے سے غفلت اور ذکر رسول سن کر درود شریف پڑھنے میں سستی وغیرہ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

بڑا بخیل کون ؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ“ یعنی بڑا کنجوس وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (مشکوٰۃ ص: ۸۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مجلس میں لوگ جمع ہوں اور جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک نہ پڑھیں تو اس مجلس پر قیامت تک

حسرت برستی رہتی ہے۔ اگر وہ اہل مجلس کسی دوسری نیکی کی وجہ سے بہشت میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے درجات اور ثواب سے محروم رہیں گے جو درود پڑھنے والوں کو حاصل ہوں گے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم اپنی مجلس میں دنیا بھر کی باتیں کرتے ہیں اور تھکتے نہیں لیکن درود شریف پڑھنے میں کوتاہی اور کاہلی کرتے ہیں جس کا نقصان آخرت میں پتہ چلے گا۔ مذکورہ روایت سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مجلس میں ضرور درود پڑھ لینا چاہئے تاکہ محشر میں افسوس نہ ہو اور اللہ عز و جل درود شریف کی وجہ سے آخرت میں درجات بلند فرمائے۔ جب درود شریف کی وجہ سے آخرت میں درجات بلند ہوں گے تو کیا دنیا میں نہیں ہوں گے؟ کاش ہم اپنی عادت بنالیں اور درود شریف کی کثرت کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

تاج المذکرین میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک جماعت کو حکم ہوگا کہ انہیں بہشت میں بھیجا جائے مگر وہ بہشت کا راستہ بھول جائیں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سن کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے سامنے میرا نام لیا گیا مگر وہ درود پاک نہ پڑھ سکے، مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلٰی فَقَدْ اَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ۔ یعنی جو شخص مجھ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ (معارج النبوة ص ۲۹۸ و تہذیب المجالس)

میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! بہشت میں جانے کا حکم تو مل جائے گا لیکن راہ جنت پر چل نہ سکیں گے اور بہشت کا راستہ بھول جائیں گے وہ لوگ جو رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر سن کر درود شریف نہیں پڑھتے۔ آپ غور کریں کہ اچھی محفل میں بیٹھے بھی ہیں اور اچھی باتیں سن بھی رہے ہیں لیکن جب تاجدار کائنات کا ذکر کیا جائے اور درود نہ پڑھا جائے تو اتنا بڑا خسارہ ہوگا کہ بہشت کا راستہ نہ ملے گا۔ لہذا جب بھی کسی محفل میں یا کسی شخص سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنو تو کم از کم ”صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ ضرور کہہ لیا کرو تا کہ بروز حشر اس نقصان سے بچ سکے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

سرکار کے دیدار سے محروم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لَا يَرَىٰ وَجْهِي ثَلَاثَةَ اقْوَامٍ اَحَدُهَا الْعَاقُ لِوَالِدَيْهِ وَالثَّانِي تَارِكُ سُنَّتِي وَالثَّلَاثُ مَنْ ذِكْرُتْ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ“ تین گروہ قیامت کے دن میرے دیدار سے محروم ہو س گے۔

(۱) والدین کا نافرمان۔

(۲) میری سنت کا تارک۔

(۳) جو میرا نام سنے اور مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (روح البیان ج ۱۱، ص ۱۸۸)

مذکورہ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین کم نصیبوں کا ذکر فرمایا ہے جو اپنی بے عملی کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم ہوں گے۔ ایک غلام کے لئے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے بڑھ کر دولت کیا ہوگی؟ ہم کو چاہیے کہ ہم ان اعمال سے پرہیز کریں جو دیدار رسول سے محروم کر دیں یعنی والدین کی نافرمانی۔ سنت کا ترک کرنا، اور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سن

کر درود نہ پڑھنا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو مذکورہ تینوں گناہوں سے بچائے اور والدین کی فرمانبرداری، سنت کی ادائیگی اور درود شریف کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔

چار چیزیں ظلم ہیں

حدیث شریف میں ہے ”أَرْبَعٌ مِّنَ الْجَفَاءِ أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ وَأَنْ يَمْسَحَ جَبْهَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ وَأَنْ يَسْمَعَ النِّدَاءَ فَلَا يَشْهَدُ مِثْلَ يَشْهَدُ الْمُؤَدِّنَ وَأَنْ أَذْكَرَ عِنْدَهُ فَلَا يُصَلِّيَ عَلَىٰ“۔ یعنی چار امور ظلم میں شامل ہیں۔

(۱) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(۲) نماز کی فراغت سے پہلے ماتھے سے مٹی جھاڑنا۔

(۳) اذان سننا اور نماز کے لئے حاضر نہ ہونا۔

(۴) میرا نام سننا اور مجھ پر درود نہ پڑھنا۔ (روح البیان ج ۱۱، ص ۱۸۸)

شفیع امت رسول رحمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم بھی کسی مجلس میں بیٹھتی ہے پھر وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو جاتے ہیں وہ مردار کی بدترین بدبو پر کھڑے ہوتے ہیں۔ (شفاء شریف ص ۴۵۱ قدیم نسخہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ درود شریف خوشبو ہے۔ لہذا کسی بھی مجلس کو درود شریف کے بغیر ختم نہ کرو۔ بلکہ درود شریف پڑھ کر معطر کرو، ان شاء اللہ درود شریف کی برکت سے محفل بھی معطر ہوگی اور قبر بھی معطر ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ

وَسَلِّمْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا گیا

اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا تو وہ آگ میں داخل ہوا۔

وہ بد بخت ہے

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا وہ بد بخت ہوا۔

اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں

رسول رحمت نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور مجھ پر درود و سلام نہ پڑھا اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جو میرے ساتھ ہوا اس کے ساتھ ہو اور جو مجھ سے منقطع ہوا تو اس سے منقطع ہو۔ (افضل الصلوات علی سید السادات ص ۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ذکر آقا سن کر اگر کوئی درود نہیں پڑھتا تو حضور کو کتنی تکلیف پہنچتی ہے اس کا اندازہ مذکورہ حدیث شریف سے لگائیں کہ تاجدار کائنات اللہ عز وجل کے حضور اس غافل شخص کے متعلق ناراضگی کا اظہار اس طرح سے فرماتے ہیں کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور اے اللہ جو مجھ سے منقطع ہوا تو اس سے منقطع ہو جا، اللہ اکبر! حضور کی کوئی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔ لہذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا سے ہمارے تعلقات منقطع نہ ہوں تو ضرور بالضرور ذکر آقا سن کر درود شریف پڑھ لیا کریں۔ اور آپ کی ناراضگی سے بچنے کا سامان کریں۔

درود نہ بھیجنے والے سے حضور کا اعراض

ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف نہیں بھیجتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں حضور کو دیکھا، آپ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ اس آدمی نے عرض کیا کہ کیا حضور مجھ سے ناراض ہیں اس لئے توجہ نہیں فرمائی؟ آپ نے جواب دیا

نہیں، میں تمہیں پہچانتا ہی نہیں ہوں۔ عرض کی گئی حضور مجھے کیسے نہیں پہچانتے حالانکہ
 علما کہتے ہیں کہ آپ اپنے امتیوں کو ان کی ماں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: علما نے سچ کہا ہے، تو نے مجھ پر درود بھیج کر میری یاد نہیں دلائی،
 میرا کوئی امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اسے اتنا ہی پہچانتا ہوں۔ اس شخص کے دل میں یہ
 بات بیٹھ گئی اور اس نے روزانہ ایک سو مرتبہ درود بھیجنا شروع کر دیا کچھ مدت بعد حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کے دیدار سے پھر خواب میں مشرف ہوا۔ آپ نے فرمایا: اب میں تجھے
 پہچانتا ہوں اور تیری شفاعت کروں گا کہ وہ رسول خدا کا محب بن گیا تھا۔ (معارج النبوة جلد ۱)

ص ۳۲۸)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ
 وَسَلِّمْ

زبان گوئگی ہو گئی

ایک شخص جب کبھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک سنتا تو درود پاک
 پڑھنے میں بخل کرتا تو اس کی زبان گوئگی ہو گئی اور آنکھوں سے اندھا ہو گیا پھر وہ حمام کی نالی
 میں گر گیا اور پیاسا مر گیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

(سعادة الدارين ص ۱۴۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم نے بہت
 سے نام نہاد مسلمانوں کو دیکھا ہے جو درود شریف کے حوالے سے کچھ نہ کچھ بکواس کرتے
 رہتے ہیں مثلاً اتنے درود کیوں پڑھاتے ہو؟ اور اذان سے پہلے کیوں پڑھتے ہو فلاں
 وقت کیوں پڑھتے ہو، وغیرہ۔ ان کو مذکورہ واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور بخل سے

بچنا چاہئے۔ تاکہ خاتمہ اچھا ہو اور بری موت سے اللہ عزوجل بچالے یاد رکھو درود شریف کی کثرت کرنے والے کا خاتمہ انشاء اللہ بہتر ہی ہوگا، اور بخیل کا خاتمہ برا ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ کا قُرب

کتاب مصباح الظلام میں حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ اگر دنیا میں تیری تعریف کرنے والے نہ رہیں تو ایک قطرہ بارش کا آسمان سے نہ بھیجوں گا اور ایک دانہ سبزی کا زمین سے نہ گاؤں گا اسی طرح بہت سی چیزیں ذکر کیں۔ یہاں تک کہ فرمایا اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم سے قریب تر ہو جاؤں جیسا کہ تمہارا کلام تمہاری زبان سے قریب ہے یا جس طرح کہ وسوسہ تمہارے قلب کا تمہارے دل سے تمہاری روح تمہارے بدن اور تمہاری روشنی چشم تمہاری آنکھ سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں یہی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو تب تمہیں یہی نسبت حاصل ہو جائے گی۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تشنگی سے تم کو تکلیف نہ پہونچے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ! ایسا ہی چاہتا ہوں حکم باری ہوا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے۔ (جذب القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل سے قریب ہونے کی آرزو کس کو نہیں ہے یقیناً ہر صاحب ایمان کی آرزو ہے۔ لیکن

اس کا قرب کیسے حاصل ہو؟ تو مذکورہ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرما رہا ہے کہ آنکھ سے جتنی قریب روشنی اور دل سے وسوسہ جتنا قریب ہے اس سے بھی اگر قریب تر ہونا ہو تو تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا وظیفہ بنا لو قرب کی دولت نصیب ہو جائے گی۔

چار سو حج کے برابر ثواب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص فریضہ حج ادا کرے اس کے بعد جہاد کرے تو یہ چار سو حج کے برابر ہے۔ اب وہ لوگ جو حج کی استطاعت اور جہاد کی قوت نہیں رکھتے تھے شکستہ دل ہوئے، حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے اس کا ثواب چار سو حج کے برابر ہے۔ اس کو ابو حفص بن عبد المجید سائشی نے ”مجالس المکیہ“ میں روایت کیا ہے۔ (نہجۃ المجالس ۲/۳۱۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم غریبوں پر اللہ عزوجل کا کتنا احسان ہے کہ غربت اور کمزوری کی وجہ سے اگر کوئی حج اور جہاد جیسے اہم فریضہ کو ادا نہیں کر سکتا اور چار سو حج کا ثواب حاصل نہیں کر سکتا تو اس کو بھی اللہ عزوجل نے محروم نہیں رکھا بلکہ فرما دیا کہ اے ثواب کے طلبگارو! آؤ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھ لو اور اپنے دامن میں چار سو حج کا ثواب جمع کر لو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

ہر بال دعائے مغفرت کرتا ہے

حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے اور اس کا سر عرش سے متصل ہے اور اس کے سر کی چوٹی طول و عرض میں عرش کی کشادگی تک پھیلی ہوئی ہے اس پر جتنے بال ہیں ان پر مرقوم ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ جب کوئی انسان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پیش کرتا ہے تو اس فرشتے کا ایک ایک بال اس درود شریف کے پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۴۰۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا احسان و کرم ہے رب العزت کا کہ درود شریف پڑھنے والوں کے لئے معصوم فرشتوں سے دعا کراتا ہے تاکہ درود شریف پڑھنے والا بخش دیا جائے۔ کاش! ہم اپنی زبان کو درود شریف کے ورد سے تر رکھتے اور مغفرت کے حقدار بن جاتے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو درود شریف کی کثرت کی توفیق عطا کرے۔

موت کی تلخی سے نجات

کسی صالح نے خواب میں ایک نیک بخت کو دیکھا اور دریافت کیا تو نے موت کی تلخی کو کیسی پایا؟ اس نے کہا مجھے تو کسی قسم کی تلخی وغیرہ کا پتہ نہیں چلا کیونکہ علمائے کرام سے میں نے سن رکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر بکثرت درود شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ موت کی سختی سے امن میں رکھے گا اور صلوٰۃ و سلام تو میرا معمول رہا اسی وجہ سے بوقت نزاع تلخی محسوس تک نہ ہوئی۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۴۰۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ میں موت کی تلخی اور نزاع کے وقت کی تکلیفوں کا جو ذکر ہے اسے پڑھ کر بدن کے رونگٹے رو نگٹے کانپ اٹھتے ہیں لیکن میرے کریم نے اس ڈر اور خوف کو دور کرنے اور سکرات کی آسانی کے لئے طریقہ بتایا کہ میرے پیارے محبوب پر خوب درود پڑھو، خوب سلام پڑھتے رہا کرو۔ درود شریف کی برکت سے

میں ہر تکلیف دور کر دوں گا اور راحت عطا فرما دوں گا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ
وَسَلِّمْ

جاں کنی میں آسانی

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ایک مالدار آدمی تھا جس کا کردار اچھا نہیں تھا لیکن اسے درود پاک پڑھنے کا بہت شوق تھا کسی وقت وہ درود پاک سے غافل نہیں رہتا تھا۔ جب اس کا آخری وقت آیا اور جاں کنی طاری ہوئی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور بہت زیادہ تنگی لاحق ہوئی حتیٰ کہ جو دیکھتا ڈرتا تو اس نے جاں کنی کی حالت میں ندادی۔ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور درود پاک کی کثرت کرتا ہوں۔

ابھی اس نے یہ ندا پوری نہیں کی تھی کہ اچانک ایک پرندہ آسمان سے آیا اور اس نے اپنا پر اس کے آدھے چہرے پر پھیر دیا۔ فوراً اس کا چہرہ چمک گیا اور کستوری کی سی خوشبو مہک گئی اور وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گیا اور جب اس کی تجہیز و تکفین کر کے قبر کی طرف لے گئے اور اسے لحد میں رکھا تو ہاتف (غیب کی آواز دینے والا) سے آواز سنی۔ ہم نے اس بندے کو قبر میں رکھنے سے پہلے ہی کفایت کی اور اس درود پاک نے جو میرے حبیب پر پڑھتا تھا اسے قبر سے اٹھا کر جنت پہنچا دیا ہے۔

یہ سن کر لوگ بہت متعجب ہوئے اور پھر جب رات ہو گئی تو کسی نے دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان چل رہا ہے اور پڑھ رہا ہے ”اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا“ (درۃ الناصحین ص ۱۷۲)

سے آپ کا نام نامی اے صل علی ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آگیا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! دیکھا

آپ نے پیارے آقا پر درود شریف پڑھنے کا فائدہ کہ جاں کنی کے وقت درود مبارکہ کتنا کام آگیا۔ لہذا آؤ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ مولیٰ ہم سب کو جاں کنی کے وقت کلمہ نصیب فرمائے اور ہمیں درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

قبر کے سوال کے جواب میں آسانی

شیخ احمد بن ابی بکر رواد صوفی محدث حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص انتقال کر گیا تھا میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگا کیا پوچھتے ہو، بڑے بڑے خوفناک منظر میرے سامنے آئے، منکر نکیر کے سوال کے جواب کا وقت تو مجھ پر نہایت ہی دشوار ہوا، میں نے دل میں کہا کہ شاید میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا ہے۔ آواز آئی، دنیا میں تو نے زبان کو بیکار رکھا یہ سختی اسی وجہ سے ہے، جب عذاب کے فرشتے نے میری طرف آنے کا قصد کیا تو ایک حسین و جمیل شخص خوشبو میں معطر میرے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہوا، مجھ کو ایمان کی محبت یاد دلائی، میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں وہ شخص ہوں جو تو نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا ہے میں اسی سے پیدا کیا گیا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہر سختی اور بے چینی میں میں تیرا مددگار رہوں۔ (جذب القلوب ص ۲۲۶، ہزبۃ المجالس جلد ۲ ص ۲۱۹)

اہل قبرستان کی بخشش

حضرت حافظ سخاوی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یا شیخ! میری بیٹی فوت ہو گئی ہے میں اسے خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چار

رکعت نفل پڑھ اور یہ عمل عشا کی نماز کے بعد ہو پھر لیٹ جا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہ یہاں تک کہ تو سو جائے۔ اس نے ایسا ہی کیا اس نے اسے خواب میں دیکھا اس حال میں کہ وہ عذاب و عقوبت میں تھی اور اس پر تار کول کا لباس تھا اور دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور دونوں پاؤں آگ کی زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے۔ جب وہ بیدار ہوئی تو حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تمام قصہ ان کو بتایا انہوں نے بتایا کہ کوئی خیرات کر، ممکن ہے اللہ اسے بخش دے اور حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ اس رات سوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک تخت پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر نور کا تاج ہے۔ اس نے کہا اے حسن! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں انہوں نے کہا نہیں اس نے کہا میں اس عورت کی لڑکی ہوں جسے آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کو کہا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ تیری والدہ نے تیرا حال اس سے مختلف بیان کیا تھا۔ اس نے کہا وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اس نے بیان کیا ہم ستر ہزار نفوس عذاب میں تھے جیسا کہ میری والدہ نے بیان کیا ایک نیک آدمی کا ہمارے قبرستان سے گزر رہا اور اس نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور اس کا ثواب ہمیں بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا اور ہم سب کو اس عذاب اور عقوبت سے اس نیک مرد کی برکت سے آزاد کر دیا اور مجھے یہ حصہ ملا جو آپ نے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے۔ امام قرطبی نے اپنے تذکرے میں اسے دوسرے الفاظ سے بیان کیا ہے۔

(افضل الصلوٰۃ علی سید

السادات ص ۱۷۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک درویش، کسی اجنبی قبرستان سے گزریں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں تو سارے قبرستان والوں سے عذاب اٹھالیا جائے تو وہ خدا کا بندہ جو اپنی زندگی کے پچاس یا ساٹھ سال صدق و صفا کے ساتھ دن رات آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

درد پڑھے اگر اسے عذاب آخرت سے آزادی اور بشارت شفاعت رسول میسر آئے تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے۔

پل صراط پر نور عطا ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لِلْمُصَلِّي عَلَى نُورٍ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ كَانَ عَلَى الصِّرَاطِ مِنْ أَهْلِ النُّورِ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ النَّارِ“ مجھ پر درد پڑھنے والے کو پل صراط پر عظیم الشان نور عطا ہوگا اور جس کو پل صراط پر نور عطا ہوگا وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا۔ (دلائل النیرات ص ۹۹، بحوالہ آب کوثر ص ۲۵۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پل صراط دوزخ پر بنا ہے اور دوزخ کی آگ سرخ نہیں بلکہ سخت سیاہ ہے جس کی وجہ سے پل صراط پر گھٹا ٹوپ تاریکی ہوگی۔ اب غور کریں کہ اس مصیبت کے موقع پر درد شریف پڑھنے والے پر اللہ عز وجل کتنا کرم فرمائے گا کہ اسے ایسا نور عطا فرمادے گا جس کی وجہ سے پل صراط پار کرنا آسان ہو جائے گا۔ لہذا زمین پر درد شریف پڑھو اور پل صراط پر نور حاصل کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

”نوادر الاصول“ میں حضرت امام علی حکیم ترمذی قدس سرہ العزیز نے حضرت عبدالرحمن سرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر سے باہر آئے، فرمانے لگے کل رات مجھے ایک عجیب و غریب خواب دکھائی دیا ہے میں نے اپنی امت کا ایک آدمی پل صراط سے گزرتے دیکھا جو کانپ رہا تھا، افتاں و خیزاں جا رہا تھا، اتنے میں درد پاک کا وہ تحفہ جو اس نے اپنی زندگی میں مجھ پر بھیجا تھا

آپہنچا، اس کا ہاتھ پکڑا اور پل صراط پار کر دیا۔ (مطالع المسرات ص ۱۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پل صراط سے بڑھ کر تکلیف دہ راستہ اور کون سا ہو سکتا ہے لیکن رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود اس مصیبت کے موقع پر راحت کا سبب بن جائے گا۔ خدارا! درود شریف کی عادت بناؤ، جب درود شریف آخرت میں راحت کا سبب بن سکتا ہے تو کیا دنیا میں نہیں بن سکتا؟ یقیناً بن سکتا ہے، اللہ عزوجل ہم سب کو کثرت درود شریف کی توفیق عطا کرے اور درود کو دنیا و آخرت کی راحت کا سبب بنائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

”زہرۃ الریاض“ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے، اس کا نام عزرائیل ہے، قیامت کے دن یہ فرشتہ اپنے پر پھیلائے گا اور پل صراط پر بچھائے گا اور اعلان کرے گا جس شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھا تھا میرے پروں پر سے گزرتا جائے۔ (معارج النبوة جلد ۱ ص ۳۰۷)

سبحان اللہ! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ درود شریف کی برکت سے درود شریف پڑھنے والے کے لئے اللہ عزوجل معصوم فرشتے کو پیدا فرما کر اس کی خدمت کے لئے مقرر فرما دے گا۔ کتنا فیض ہے درود مبارکہ کا۔ اللہ عزوجل ہم پر کرم فرمائے اور ہم اپنی پوری زندگی درود شریف پڑھنے میں گزار دیں اور دم آخر بھی درود شریف زباں پر ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

درود پاک ذریعہ نجات

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میری امت کے ایک شخص کو آتش دوزخ میں ڈالنے کا حکم ہوگا وہ روتے ہوئے کہے گا: **يَا مَلِكَةُ الرَّحْمَنِ!** مجھے کہاں پھینکنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کہیں گے کہ جہنم میں، وہ کہے گا کہ چند لمحات مجھے مہلت دوتا کہ میں اپنے حالات پر روسکوں۔ فرشتے کہیں گے اے شخص، یہ گریہ ندامت تو تجھے اپنی زندگی میں کرنی چاہئے تھا تا کہ تجھے کوئی فائدہ ہوتا آج رونے سے کیا حاصل ہوگا۔ وہ شخص کہے گا میں حضرت آدم کی اولاد میں سے ہوں آتش دوزخ کو برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتا۔ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوں مجھے اپنے اللہ سے یہ گمان بھی نہیں تھا، فرشتے پوچھیں گے اے اللہ کے بندے تمہیں اپنے اللہ سے کیا گمان تھا؟ وہ کہے گا مجھے اپنے اللہ سے یہ امید تھی کہ مجھے یہود و نصاریٰ کے ساتھ جہنم میں نہیں رکھے گا، فرشتے کہیں گے وہ دیکھو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ الہی میں کھڑے ہیں انہیں پکارتا کہ وہ تیری شفاعت کر سکیں ورنہ تجھے ”ہَاوِيَةٌ“ (دوزخ) میں پھینک دیا جائے گا، بندہ نہایت بے خودی میں چلا جائے گا اور میدان حشر میں حضور تک فریاد پہونچائے گا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی دردناک آواز سن کر اس کی طرف متوجہ ہوں گے اسے فرشتوں کے قبضہ میں پائیں گے اور عذاب کے ملائکہ نے اسے جکڑا ہوگا، حضور فرمائیں گے اسے میرے حوالہ کر دیا جائے تاکہ اس کے اعمال کو دوبارہ تولا جاسکے اس کے حالات کی چھان بین کروں، فرشتے کہیں گے یا رسول اللہ! ہم اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں یہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس کے حکم کے ماتحت ہو رہا ہے جب تک اللہ کا فرمان نہ ہو ہم اسے آزاد نہیں کر سکتے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت سجدے میں گر جائیں گے اور عرض کریں گے یا اللہ! آج تیرے فرشتے میرے اور تیرے ایک بندے کے درمیان حائل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا: اے فرشتو! میرے بندے کو میرے پیغمبر کے حوالے کر دو حضور اس گنہگار امتی کو لے کر میزان کے پاس تشریف لائیں گے، صحیفہ

بیضہ نکالیں گے، اس میں نور کے قلم سے لکھا ہوگا، نیکیوں کی چٹھی میزان میں رکھیں گے جس سے برائیاں دب کر رہ جائیں گی، فرمانِ الہی آئیگا، اسے بہشت میں لے جاؤ۔ جب اس بندے کو بہشت کی طرف لے جایا جائے گا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہشت کے دروازے پر کھڑے نظر آئیں گے، آپ مسکرا کر فرمائیں گے مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہے گا، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ”وَمَا أَحْسَنَ وَجْهَكَ وَمَا أَطْيَبَ رِيْحَكَ“ فرمائیں گے میں ہی تمہارا پیغمبر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں، وہ صحیفہ جس میں نیکیوں کا دفتر تھا جو تمہاری ساری برائیوں پر چھا گئیں وہ درود پاک تھا جو تم دنیاوی زندگی میں میرے لئے پڑھا کرتے تھے۔ وہ شخص اسی وقت حضور کی بارگاہ میں گر جائے گا قدم بوسی کا شرف حاصل کرے گا اور کہے گا ”لَوْلَا أَنْتَ وَصَلَوَاتِي عَلَيْكَ طُوِيتُ فِي النَّارِ مَعَ مَنْ هَوِيَ“ اگر آج آپ نہ ہوتے آپ کی شفاعت میری دستگیری نہ کرتی میرا درود آپ کی ذات پر نہ ہوتا تو میں دوسرے دوزخیوں کی طرح آتشِ جہنم میں ہوتا اور صدیوں اس دردِ بلا میں رہتا۔

(تفسیر ضیاء القرآن ص ۹۲۶)

میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ درود شریف اور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح محشر میں دستگیری فرمائیں گے۔ وہ لوگ جو گانا اور غزلیں گاتے ہیں اور بے ہودہ اشعار کی Cassetts خرید کر سنتے اور گنگناتے ہیں۔ کاش! ان کو یہ بات سمجھ میں آجاتی کہ گانے اور غزلوں سے تباہی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا جب کہ درود شریف اور تلاوتِ قرآن مقدس میں دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔ خدا را! گانے اور غزلوں سے زبان کی حفاظت کرتے ہوئے زبان کو درود شریف سے تر رکھنے کی کوشش کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

غلام آزاد کرنے سے بہتر

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹاتا ہے کہ ٹھنڈا پانی آگ کو بجھائے آپ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (شفاء شریف)

(ص ۴۳۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گناہوں کی سزا آگ میں جلنا ہی تو ہے، کیا ہم گنہگار نہیں؟ کیا ہمارے دامن پر گناہوں کے داغ اور دھبے نہیں؟ میرے عزیزو! صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے ہمارا پورا دفتر سیاہ ہے ایسے میں اللہ عزوجل اگر گرفت فرمائے تو انجام کتنا بھیانک ہوگا؟ لہذا آؤ اور اس کے فضل و رحمت کی برسات سے گناہوں کی آگ کو ٹھنڈا کر لو یعنی درود شریف پڑھو اور غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ

وَسَلِّمْ

فرشتہ کی بخشش

ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! میں نے آج ایک عجیب و غریب واقعہ دیکھا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ وہ کیا واقعہ ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا یا رسول اللہ علیک السلام! مجھے کوہِ کاف جانے کا اتفاق ہوا، مجھے وہاں آہ و فغاں اور رونے چلانے کی آوازیں سنائی دیں، میں اس آواز کی طرف ہولیا، تو مجھے وہاں ایک فرشتہ دکھائی دیا کہ اس سے پہلے میں نے اسے آسمان پر نہایت اعزاز و اکرام سے دیکھا تھا وہ ایک نورانی تخت پر بیٹھا ہوتا تھا۔ ستر ہزار فرشتے اس کے گردا گرد رہتے اور اس کی

خدمت میں صف بستہ ہوتے اس فرشتہ سے سانس نکلتا تو اللہ تعالیٰ اس سانس کے بدلے ایک فرشتہ تخلیق فرماتا تھا آج جب میں نے اسے وادی کوہ قاف میں سرگرداں خستہ حال شکستہ بال روتے ہوئے دیکھا تو اس کا حال پوچھا، کہنے لگا کہ شب معراج میں اپنے تخت پر بیٹھا تھا کہ حضور کا میرے پاس سے گزر رہا تو میں نے حضور کی تعظیم و تکریم کی پرواہ نہ کی، اللہ تعالیٰ کو میرا یہ تکبر پسند نہ آیا تو مجھے اس ذلت و نامرادی میں پھینک دیا گیا، اوج افلاک سے خاک کی پستی میں گرا دیا گیا، جبرئیل! خدا کے لئے تم میرے لئے شفاعت کرو، بارگاہ الہی سے میرے گناہ کی معافی حاصل کرو تا کہ میں اسی مقام پر مامور ہو جاؤں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم میں نے بارگاہ الہی میں اس فرشتے کی معافی کی درخواست کی نہایت آہ و زاری سے شفاعت کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل! اس فرشتہ کو بتادو کہ اگر وہ کسی قسم کی رعایت چاہتا ہے تو میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے، تا کہ اسے پہلی سعادت و فضیلت حاصل ہو جائے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس نے یہ سنتے ہی آپ کی ذات بابرکت پر درود و لامحذور بھیجنا شروع کیا تھا کہ میرے دیکھتے دیکھتے اس کے بال و پر نمودار ہوئے، سطح خاک سے اڑ کر آسمان کی بلندیوں پر جا پہنچا، اور اپنی مسند اعزاز و اکرام سے نوازا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور کی ذات پر درود پاک ہی ذریعہ نجات اور باعث اعزاز و اکرام ہے۔ (معارج النبوة جلد ۱ ص ۳۱۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ! فرشتہ اگر تعظیم رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کوتاہی کرے تو وہ بھی سزا کا حقدار ہو جائے۔ آج تعظیم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرک و بدعت کا نام دے کر گستاخ بنانے کی مہم چل رہی ہے۔ اس لئے کہ ایمان مسلمان کی سب سے بڑی قوت ہے اور ایمان محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اگر کسی نے گستاخی کی تو گویا وہ اپنا ایمان گنوا بیٹھا اب وہ سوائے ذلیل و رسوا ہونے کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ فرشتے نے

تعظیم نہیں کی اس لئے سزا پائی لیکن اسے اپنی غلطی پر پشیمانی ہوئی اور توبہ و گریہ وزاری کرتا رہا تو مولیٰ نے اس کے لئے بخشش کا سامان بشکل درود شریف عطا فرمایا۔ جس کی وجہ سے وہ پہلے والے مقام پر بحال ہو گیا۔ اے غلامانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج ہم سب کچھ اپنا گنوا بیٹھے ہیں۔ پھر سے عظمت رفتہ کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو درود شریف کی کثرت کرو، مولیٰ کرم فرما کر اس مقام پر بحال فرمادے گا۔

قرض ادا ہو گیا

حضور اکرم نور مجسم فداہ ابی و امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے ایک زاہد پر پانچ سو درہم قرض تھا، مگر اس کے حالات ایسے تھے کہ قرض ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا: تم ابوالحسن کیسائی کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہو کہ وہ تمہیں پانچ سو روپے دے وہ نیشاپور میں ایک سخی مرد ہے، ہر سال دس ہزار غراب کو کپڑے پہناتا ہے اگر وہ کوئی نشانی طلب کرے تو کہنا کہ تم ہر روز حضور کی بارگاہ میں سو بار درود کا تحفہ بھیجتے ہو مگر کل تم نے یہ تحفہ نہیں بھیجا اور درود نہیں پڑھا۔ اس درویش نے ابوالحسن کیسائی کے پاس جا کر اپنا حال زار بیان کیا اور حضور کا پیغام بھی دیا۔ مگر ابوالحسن نے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ پھر اس نے پوچھا تمہارے پاس اس واقعہ کی نشانی ہے؟ درویش نے بتایا ہاں! مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور یہ نشانی دی ہے۔ ابوالحسن یہ سنتے ہی تخت سے زمین پر گر پڑا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا اور کہا: اے درویش یہ میرے اور خدا کے درمیان ایک راز تھا کوئی دوسرا اس سے واقف نہ تھا واقعی کل رات میں درود پاک کی دولت سے محروم رہا۔

ابوالحسن نے حکم دیا کہ اس درویش کو دو ہزار پانچ سو درہم دے جائیں۔ پھر عرض کی کہ ہزار درہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام و بشارت لانے کا شکرانہ ہے، ہزار درہم یہاں قدم رنجہ فرمانے کا شکرانہ ہے اور پانچ سو درہم حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہے اس نے مزید کہا کہ جب بھی آپ کو کوئی مشکل درپیش ہو میرے پاس چلے آؤ۔ (معارج النبوة جلد ۱ ص ۲۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرض خواہ کو قرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے تو آپ جانتے ہیں کہ عزت چلی جاتی ہے۔ لیکن میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے کرم فرما ہیں کہ سچے دل سے درود شریف پڑھنے والے کی آبرو بچا لیتے ہیں اور عزت سے مالا مال بھی کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ واقعہ سے آپ نے اندازہ لگایا ہوگا۔ آئیے ہم اپنا معمول بنائیں اور روزانہ بلا ناغہ درود پڑھیں۔ پڑھئے درود شریف۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

درود پڑھنے والی مچھلیاں

زہرۃ الریاض میں ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریل سے یہ سنا ہے کہ کوہ کاف کے اس پار ایک دریا ہے جس میں بے عدد بے حساب مچھلیاں ہیں وہ صرف رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہتی ہیں۔ جو شخص اس مچھلی کو پکڑتا ہے اس کے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں اور مچھلی بھی اس کے ہاتھ میں آکر پتھر بن جاتی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کرو کہ ایک مچھلی جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتی ہے تو صیاد کے ہاتھ سے آزاد رہتی ہے۔ تو ایک مومن دن و رات وجود مسعود پر درود پڑھے اور دوزخ کے فرشتوں سے نجات پا جائے تو اس میں کیا تعجب ہے۔ (معارج النبوة جلد ۱ ص ۳۰۴)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ

وَسَلَّمَ

دوزخ سے نجات

امام طبرانی نے ”اوسط“ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ شخص آج سے نفاق سے پاک کر دیا گیا ہے اسے دوزخ کی آگ سے نجات مل گئی ہے اور یہ میدان محشر میں شہدا کے مجمع میں اٹھایا جائے گا۔ (شفاء القلوب)

لہذا اے اسلام کے مقدس شہزادو! آپ بھی درود شریف پڑھو تا کہ کرم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شہدا کی جماعت میں اٹھو۔

برے عمل سے نجات کا ذریعہ

ایک آدمی نے جنگل میں ایک صورت بد کو دیکھ کر پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا، تیرا برا عمل ہوں۔ اس نے پوچھا تجھ سے نجات کی بھی کوئی صورت ہے؟ اس نے کہا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنا۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ برے عمل سے نجات کا ذریعہ درود شریف ہے۔ لہذا تھوڑا سا وقت قربان کیجئے اور برے عمل سے نجات حاصل کیجئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

حشر میں شدید پیاس سے نجات

اللہ تعالیٰ نے ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میں چاہتا ہوں

کہ حشر میں شدید پیاس سے محفوظ رہنے کا ایک نسخہ بتادوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا الہی! میں ضرور ایسا نسخہ چاہتا ہوں، فرمایا: میرے حبیب پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرو۔
(مسند امام احمد بن حنبلہ شفاء القلوب ۱۹۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا کی دھوپ میں آدمی پیاس سے کتنا پریشان ہوتا ہے۔ تو آخرت کی گرمی اللہ اکبر! لیکن وہاں پر نبی ہویا ولی ہر ایک کو میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاجت ہوگی اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی شدید پیاس سے محفوظ رہنا ہو تو میرے محبوب پر درود پڑھو۔ حضور صرف ہمارے ہی نبی نہیں بلکہ نبیوں کے بھی نبی ہیں لہذا درود شریف سب کے کام آئے گا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

بلند آواز سے درود پڑھا کرو

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَنْ صَلَّى صَلَوةً وَجَهَرَ بِهَا شَهِدَ لَهُ كُلُّ حَجَرٍ مَّدْرُورٌ طَبٍ وَيَابِسٌ“ یعنی جو بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہیں ان کے لئے زمین کی ہر چیز پتھر، مٹی، خشک و تر گواہ بن جاتے ہیں۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۴۰۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! محفل میں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی آئے، تو بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔ بلند آواز سے مقصود یہ ہو کہ دوسرا سنے تو اسے بھی پڑھنے کا شوق پیدا ہو، اور جنگل و بیابان سے گزرتو درود شریف بلند آواز سے پڑھو تاکہ وہ گواہ ہو جائیں، لہذا پڑھ لیجئے ایک بار بلند آواز سے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ

وَسَلَّمَ

سرکار کا نام سن کر درود پڑھا کرو

”روضۃ العلماء“ میں آیا ہے کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عاصمہ بن نوح بن مریم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا کس نیکی پر؟ اس نے بتایا کہ جب کبھی بھی کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتا تھا تو میں آپ کی ذات اقدس پر درود پڑھ لیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی برکت سے بخش دیا۔ (معارج النبوة)

حدیث شریف میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت آواز بلند کرو اس لئے کہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا صیقل ہے یعنی اس سے منافقت کا زنگ اور مخالفت کی غبار اڑتی ہے اور قلوب کو جلا نصیب ہوتی ہے۔ (روح البیان جلد ۱۱ ص ۲۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل نے ہم بندوں کو زبان اپنے اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ہی کے لئے عطا فرمائی ہے۔ لہذا درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کے لئے کہا جائے یا پھر آیت درود آئے تو بلند آواز سے درود شریف پڑھ کر دل کو جلا بخشیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ

وَسَلَّمَ

بخشش ہو گئی

ایک شخص جو کہ آزاد طبع نفسانی خواہشات کا پیروکار تھا وہ فوت ہو گیا۔ بعد وفات کسی صوفی بزرگ نے خواب میں دیکھا، پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھے اللہ

تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ پوچھا کس سبب سے بخش ہوئی؟ اس نے کہا میں نے ایک محدث کے یہاں ایک حدیث باسند پڑھی۔ حضرت شیخ محدث نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھا اور جب اہل مجلس نے سنا تو انہوں نے بھی درود پاک پڑھا، تو اللہ تعالیٰ نے درود پاک کی برکت سے ہم سب کو بخش دیا۔

(القول البدیع بحوالہ آب کوثر ص ۲۲۲)

امام عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق وہ محدث حدیث شریف بیان فرما رہے تھے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھے گا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے یہ سن کر اس نے بلند آواز سے درود پڑھا۔

نیز آپ نے ”المورد العذاب“ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص بخوشی بلند آواز سے مجھ پر درود و سلام پیش کرتا ہے، بلند و بالا آسمانوں میں فرشتے مسکرا مسکرا کر بلند آواز سے سلام پیش کرتے ہیں۔ نیز امام نووی علیہ الرحمہ نے کتاب الاذکار میں بلند آواز سے درود و سلام پڑھنے کو مستحب لکھا ہے۔ حضرت خطیب بغدادی وغیرہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! درود پاک بلند آواز سے پڑھنا چاہئے مگر یاد رہے معتدل اور متوسط بلند آواز ہو۔ آواز دلکش، نرم و ملائم، اور خوش گلو ہونا چاہئے، بلند آواز کا یہ مطلب نہیں کہ اذان کی طرح پڑھا جائے۔ (شفاء القلوب ص ۳۵۳)

درود لکھنے کا اجر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ہے ”مَنْ صَلَّى عَلَىٰ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلْ صَلَاتُهُ جَارِيَةً لَهُ مَا دَامَ اسْمِي فِي ذَالِكَ الْكِتَابِ“ یعنی جو مجھ پر درود شریف پڑھ کر کتاب میں لکھے تو جب تک وہ درود اس کتاب میں لکھا رہے گا اسے

(روح البیان جلد ۱۱ ص ۱۹۳)

ثواب ملتا رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن الحکم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے انہیں کہا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا: اللہ نے مجھ پر رحم فرمایا اور بخش دیا اور جنت میرے لئے اس طرح آراستہ کی جیسے دلہن کو آراستہ کیا جاتا ہے اور مجھ پر موتی نچھاور کئے جس طرح دلہن پر کئے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا میں کس وجہ سے اس کمال کو پہنچا ہوں۔ مجھے قائل نے کہا تیرے کتاب الرسالہ میں اسی درود کی وجہ سے ”وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ“ جب صبح ہوئی میں نے رسالے کو دیکھا تو معاملہ اسی طرح تھا جیسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ (افضل الصلوات علی سید السادات ص ۹۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے پتہ چلا کہ درود شریف پڑھنا اور لکھنا دونوں باعث نجات اور حصول ثواب کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو درود پڑھنے اور لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اور حضرت عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک محدث کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا۔ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا، خدائے تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے، میں نے پوچھا کس بات کے صدقہ میں؟ انہوں نے فرمایا: میں ہمیشہ اپنی تحریروں میں حضور کے اسم مبارک کے ساتھ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ لکھا کرتا تھا اس کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے۔ (شرح الصدور)

پورا درود لکھا جائے

حضرت حمزہ کنانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں حدیث شریف لکھا کرتا تھا۔ اور حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صرف ”صلی

اللہ علیہ“ لکھا کرتا تھا، ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ ”مَا لَكَ لَا تُتِمُّ الصَّلَاةَ عَلَيَّ“، یعنی کیا بات ہے کہ تم مجھ پر پورا درود نہیں لکھتے؟ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے ہمیشہ کے لئے نام اقدس کے ساتھ ”صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ لکھنے کا التزام کر لیا۔ (معارف اسم محمد ص ۳۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج دعوتِ دین کے نام پر قائم ہونے والی بہت سی تنظیمیں اور نام نہاد مولوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پورا درود لکھنے کے بجائے صرف ”ص“، ”یا“، ”صلعم“، ”یا“، ”و“، ”پر اکٹفا کرتے ہیں۔ انہیں اس حکایت سے درس عبرت حاصل کر کے اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔

کاتب کی بخشش

کوفہ میں ایک ایسا شخص تھا جو کتابت کیا کرتا تھا، مگر اس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ اگر کسی کی کتاب لکھتا اور اس میں کہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک آجاتا تو اپنی طرف سے ”صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ کا اضافہ کر دیتا تھا اور زبان پر درود پاک لاتا اس کی موت کے بعد لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے کہا کہ مجھے بخش دیا گیا اور بخشش کا سبب صرف یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ درود پاک لکھ دیا کرتا تھا اور اس میں میں نے کبھی کوتاہی نہ کی تھی۔ (معارف النبوة جلد ۱ ص ۳۲۱)

ہاتھ سڑ گیا

بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بجل کی وجہ سے صلوٰۃ کا لفظ حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ نہیں لکھتا تھا اس کے ہاتھ میں مرض آکھ ہو گیا۔ یعنی ہاتھ سڑنا شروع ہو گیا۔

زبان کٹ گئی

شفاء الاسقام میں ہے کہ ایک کا تب تھا کتابت کرتے وقت جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا ہوتا وہ اس کی جگہ صرف ”صلعم“ لکھتا تو اس کے مرنے سے پہلے ہاتھ کٹ گیا۔

(سعادة الدارين ص ۱۳۱)

ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صرف ”صلعم“ لکھتا تھا۔ اس کی موت سے پہلے زبان کٹ گئی۔ (آب کوثر ص ۲۳۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! درود شریف پڑھنے اور لکھنے میں کتنا وقت لگتا ہے اگر تھوڑی سی حرکت سے اتنی برکت ملتی ہو تو کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے؟ اس لئے ہمیشہ درود و سلام پڑھنے لکھنے کی عادت بنائیں۔ ان شاء اللہ کرم ہی کرم ہوگا اور سستی اور کوتاہی کا انجام آپ نے سن لیا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو درود پڑھنے اور لکھنے کی توفیق دے اور بخل سے بچائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

یہ ناپسند ہے

روح البیان میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے رمز و اشارہ مکروہ ہے مثلاً ایک دو حرف پر اکتفاء کیا جائے یا لکھا جائے جیسے ”عم“ یا بعض لوگ لکھتے ہیں ”صلعم“ اور اس سے حضور کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: صلوٰۃ و سلام میں کسی ایک کو حذف کر کے ایک پر اکتفا کرنا بھی مکروہ ہے۔

(روح البیان جلد ۱ ص ۱۹۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خبردار اپنے

پیارے آقا کے نام پاک کے ساتھ درود و سلام لکھنے میں کوتاہی قطعی طور پر نہ کریں بلکہ خوشی خوشی لکھیں اور خوشی خوشی پڑھیں اور دل میں سرور بھی محسوس کریں۔ یقین جائے کہ اللہ تعالیٰ درود مبارک کی برکتوں سے ضرور دونوں جہاں میں سرور کی دولت عطا فرمائے گا۔ (انشاء اللہ)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اور حافظ ابن صلاح نے کہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ و سلام لکھنے پر اصرار کرے اور اس کے بار بار آنے سے آزر نہ ہو کیونکہ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے اور عوام اور کاہل لوگوں کے طریقے سے بچو کہ وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بجائے ”صلعم“ لکھتے ہیں اور اس شخص کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کافی ہے کہ جس شخص نے کتاب میں مجھ پر درود شریف لکھا جب تک کتاب میں میرا نام لکھا ہے اس کے لئے ملائکہ استغفار کرتے رہیں گے۔ (افضل الصلوٰت علی سید السادات ص ۵۴)

ابن محمود نے اپنا واقعہ خود بیان کیا ہے کہ میں احادیث لکھا کرتا تھا، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام آتا تھا تو میں ”صلعم“ کا لفظ لکھا کرتا تھا۔ مجھے ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: ہمارے درود کے بغیر تمہارا لکھنا فضول ہے میں اس کے بعد پورا درود لکھنے لگا۔ (شفاء القلوب ص ۳۲۶)

محدث جلیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا واقعہ کے تحت فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چالیس نیکیوں سے کس واسطے اپنے آپ کو محروم رکھتا ہے یعنی لفظ ”وسلم“ میں چار حروف ہیں اور ہر حرف کے عوض میں دس نیکیاں ہیں تو اس حساب سے اس لفظ کے ثواب میں چالیس نیکیاں

ہوئیں اور اسی قبیل میں یہ بھی داخل ہے کہ بعض لوگ رمز و اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں جیسے بعض لکھنے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علامت ”ص و م یا صلعم“ بنادیتے ہیں اور علیہ السلام کی طرف اشارہ ”عین و میم“ سے کرتے ہیں۔ ولیٰ ہذا القیاس۔ (جذب القلوب ص ۶۷۲)

درود کے بغیر دعا معلق رہتی ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى تَصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ“ یعنی دعا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اس سے کوئی چیز نہیں چڑھتی حتیٰ کہ تم اپنے نبی پر درود بھیججو۔ (مرآت المناجیح جلد ۲ ص ۱۰۸، مشکوٰۃ شریف)

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرے ساتھ سوار کے پیالے والا معاملہ نہ کرو، سوار اپنا پیالہ بھر کر رکھ دیتا ہے اور اپنا سامان اٹھا لیتا ہے، اب اگر اسے پانی پینے کی حاجت ہو تو پی لیتا ہے یا وضو کی حاجت ہو تو وضو کر لیتا ہے ورنہ اسے انڈیل دیتا ہے تم دعا کی ابتدا، وسط اور آخر میں میرا ذکر کرو، یعنی مجھ پر درود شریف بھیججو۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۲)

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ”كُنْتُ أَصَلِّيُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالتَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى ثُمَّ صَلَوَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَى سَلْ تُعْطَى“

یعنی میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ تھے۔ جب میں بیٹھا تو حمد سے ابتدا کی پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا پھر میں نے اپنے لئے دعا کی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: مانگ دیا جائے گا مانگ دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

روایت ہے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی پھر کہا الہی! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی! تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کی حمد کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد دوسرے شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ کی حمد کی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی مانگ قبول ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف ص: ۸۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی دعا بغیر حمد و صلوٰۃ کے قبول نہیں ہوتی ہے یہ دونوں قبولیت دعا کی شرطیں ہیں۔

سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دعائیں آسمان کی طرف پرواز کرتی ہیں جن دعاؤں کے ساتھ درود کے پر ہوں گے وہ بارگاہ الہی میں پہنچیں گی۔ (معارج النبوة جلد ۱ ص ۳۳۳)

ورنہ دعا واپس

دعا کے وقت ضروری ہے کہ حمد کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ”مَا مِنْ دُعَاءٍ إِلَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ انفَرَكَ الْحِجَابُ وَدَخَلَ الدُّعَاءُ وَإِذَا لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ رَجَعَ الدُّعَاءُ“ یعنی جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود شریف نہ پڑھا جائے اس وقت تک بندے کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب رہتا ہے۔ جب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ حجاب پھٹ جاتا ہے اور قبولیت حق میں دعا داخل ہو جاتی ہے ورنہ

دعا واپس آجاتی ہے۔ (روح البیان جلد ۱۱ ص ۱۹۹)

حضرت ابوسلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس دعا کے اول و آخر درود ہوتا ہے وہ جناب الہی میں مقبول ہوتی ہے۔ دنیا میں دوسرے نیک اعمال جو مقبول بارگاہ الہی ہوں یا نہ ہوں مگر درود پاک ایسی چیز ہے جو ہر حال میں مقبول بارگاہ ہوتی ہے۔ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے ”کتاب الشفاء“ میں لکھا ہے ”الدُّعَاءُ بَيْنَ الصَّلَاةِ تَيْنٍ لَا يَرُدُّ“، یعنی دو درودوں کے درمیان کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ (شفاء القلوب ص ۱۱۶)

درود کیسے پڑھیں؟

سرکارِ درود عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَىٰ فَاحْسِنُوا عَلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّكُمْ تَعْرَضُونَ عَلَىٰ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ وَعَشَائِرِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ“، یعنی جب تم مجھ پر درود شریف پڑھو تو حسین و جمیل صورت میں پڑھو اس لئے کہ تم میرے سامنے اپنے اسماء اور اپنے آبا کے اسماء اور قبائل و اعمال کے اسماء کے ساتھ پیش کئے جاتے ہو۔

فائدہ: حسین و جمیل کا معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں دل کی گہرائیوں سے درود پڑھا جائے۔ (روح البیان جلد ۱۱ ص ۱۸۱)

درود پڑھنے سے قبل حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عظمت دل میں پیدا کریں کیونکہ جو دل محبت و عظمت سے خالی ہے اس کے درود پڑھنے کا وزن چھھر کے برابر نہیں ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے ”ثَلَاثَةُ أَشْيَاءٍ لَا تَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بُعُوضَةٍ أَحَدُهَا الصَّلَاةُ بِغَيْرِ خُضُوعٍ وَخُشُوعٍ وَالثَّانِي الذِّكْرُ بِالْغَفْلَةِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءَ قَلْبٍ غَافِلٍ وَالثَّالِثُ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ حُرْمَةٍ وَنِيَّةٍ“، یعنی تین

چیزوں کی خدا کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔

اول: خشوع اور خضوع کے بغیر نماز پڑھنا۔ یعنی بغیر توجہ کے۔

دوم: غفلت کے ساتھ ذکر۔ یعنی خدائے تعالیٰ کی یاد محض زبان سے کرنا۔

سوم: عظمت و خلوص کے بغیر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔

(درۃ الناصحین ص ۶۸)

ادب سے قلب کو حاضر کر کے درود شریف پڑھنا چاہئے اس دوران غفلت اور سستی کو قریب نہ آنے دیں بلکہ یہ تصور کریں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میں حاضر ہیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو سامنے رکھیں حتیٰ کہ نماز میں درود کے وقت یہی کیفیت ہو۔

اور حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر یوں دادِ تحقیق دیتے ہیں کہ جس وقت تو التحیات کے بعد یہ عرض کرے ”الَسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ“ اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور کی ذاتِ اقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ عرض کر اے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اس ناچیز کی طرف سے یہ سلام عقیدت پیش ہے۔ زبان سے یہ کہے اور دل میں یہ یقینِ کامل رکھے کہ تیرا یہ سلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے اور وہ اپنی شایانِ شان تمہیں اس سلام کا جواب ارشاد فرمائیں گے۔ (سیرت ضیاء النبی جلد ۵/۹۲۳)

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام طاعت و قربت و وسیلہ و استجابات ہے جب بندہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تقرب و وسیلہ کی نیت سے پڑھتا ہے تو اسے سرکار کی قربت نصیب ہوتی ہے جیسے چاند کے قرب سے سورج کا قرب حاصل ہوتا ہے کیونکہ چاند سورج کا آئینہ ہے اور سورج کے انوار چاند پر چمکتے ہیں۔

نیاز مندانه طریقہ

حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہایت نیاز مندانه طریقہ سے پڑھا جائے اس میں گنتی کو دخل نہ دیا جائے اس لئے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حساب کیسا؟ (مگر اس نیت سے گنتی کہ متعینہ عدد سے کم نہ ہو کوئی مضائقہ نہیں) اور ساتھ میں یہ یاد رہے کہ دل میں کبھی یہ تصور بھی نہ لائے کہ اس طرح میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ادا کر رہا ہوں بلکہ تصور کرے کہ اس کے صدقے میں رحمت سے مالا مال ہو جاؤں گا۔ (مخلص از روح البیان، ج ۱۱، ص: ۱۸۰)

حضور قلب کے ساتھ درود پڑھنے کا اجر

درود شریف ایسی عبادت ہے جو بغیر حضور قلب سے پڑھے تب بھی مقبول ہے جیسا کہ حضرت ابوالموہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس بار صلوٰۃ بھیجتا ہے جو آپ پر ایک بار درود بھیجے کیا یہ اس شخص کے لئے ہے جو حضور قلب سے بھیجے؟ فرمایا، نہیں یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو صلوٰۃ بھیجے خواہ غفلت کے ساتھ ہو اور اللہ تعالیٰ پہاڑوں کی مانند ملائکہ عطا کرتا ہے جو اس کے لئے دعا مانگتے اور استغفار کرتے ہیں لیکن جب وہ حضور قلب سے درود بھیجے تو اس کے اجر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(افضل الصلوٰات علی سید السادات ص، ۱۵۰)

سیدنا کا اضافہ

امام شمس الدین الرملی نے فرمایا کہ لفظ سید کے ساتھ درود پڑھنا افضل ہے اس میں حکم کی تعمیل اور ادب ہے، امام احمد بن حجر علیہ الرحمہ نے ”جو اہر المنظم“ میں کہا ہے کہ لفظ محمد سے پہلے سیدنا کے بڑھانے سے کوئی حرج نہیں بلکہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ادب ہے اگرچہ فرض نماز میں ہو۔ (افضل الصلوٰات ص ۷۳)

ردالمحتار میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو جائز قرار دیا، حضرت شیخ عیاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں حضور کے نام نامی کے ساتھ لفظ سیدنا بڑھادینا رحمت خداوندی کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے۔ (شفاء القلوب ص ۱۰۰)

اور درمختار میں ہے کہ سیدنا کے لفظ کا اضافہ کرنا مستحب ہے اس کی دلیل بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ قیامت کے دن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں ”أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا فَخْرَ“ یعنی قیامت کے دن میں آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کا سردار ہوں میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اظہار حقیقت کر رہا ہوں۔ (سیرت ضیاء النبی ص ۹۲۵ جلد ۵)

تمام عبادات سے افضل

درود شریف تمام نفلی عبادتوں سے افضل ہے۔ (جذب القلوب)

اور حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود قطعی طور پر قبول ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ نبی پاک پر درود تمام اعمال سے افضل ہے جو جنت کے اطراف رہتے ہیں۔ (افضل الصلوات ص ۱۴)

حضرت ابواللیث سمرقندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم معلوم کرنا چاہو کہ درود شریف باقی عبادات سے افضل ہے تو اس آیت پر غور کرو کہ باقی عبادات کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیا لیکن درود شریف پہلے خود بھیجا پھر فرشتے کو حکم دیا پھر تمام ایمان داروں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کا حکم دیا۔ (مطالع المسرات)

(ص ۷۸)

حضرت علامہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر عاقل سے کہا جائے کہ تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے تمام

مخلوقات کی نیکیاں تیرے نامہ اعمال میں ہوں یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر صلوٰۃ (رحمت) تو وہ اللہ تعالیٰ سے صلوٰۃ کے علاوہ کسی چیز کو پسند نہ کرے گا۔ (افضل الصلوات

ص ۳۲)

ذکر الہی سے افضل

”ریاض الحسن“ میں ہے کہ درود شریف ذکر الہی سے بھی اعلیٰ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ذکر خداوندی کے بارے میں فرمایا گیا ”فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ“ تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا مگر درود پاک کے معاملہ میں فرمایا گیا تم ایک بار درود پاک پڑھو میں دس بار درود پاک پڑھوں گا یعنی اگر تم میری حمد و ثنا کرو گے تو میں بھی تمہاری ایک بار حمد کروں گا لیکن اگر تم میرے حبیب کی حمد و ثنا کرو گے تو میں تمہاری دس بار حمد و ثنا کروں گا کیونکہ محبوب کا نام مبارک محبت کے پاس لینا اور اس کے اوصاف بیان کرنا، نعت و ثنا پڑھنا، درود بھیجنا، مراتب میں کہیں زیادہ ہیں اس بات سے کہ خود اس کی ذات کی تعریف کی جائے کیونکہ محبوب کی تعریف محبت کی بہ نسبت زیادہ پسندیدہ ہوا کرتی ہے۔

(معارج النبوۃ، ج ۱، ص ۳۲۶)

شیخ سنوسی رحمۃ اللہ علیہ صغراوی میں فرماتے ہیں میں نے بعض ایسے صوفیہ دیکھے جنہیں مرشد کامل نہ مل سکا مگر ایسے صوفیہ نے کثرت درود سے وہ مقام حاصل کر لیا جو مرشد کامل کی رہنمائی میں حاصل ہوتے ہیں۔

(شفاء القلوب، ص ۲۰۰)

قرب خدا کی دولت

حضرت علامہ یوسف نہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بارگاہ خداوندی میں پہونچنے کا قریب ترین راستہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے جس شخص نے خصوصیت کے ساتھ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجا اور اس کے باوجود بارگاہ خداوندی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو درود نہ پڑھنے کی وجہ سے

بارگاہِ خداوندی کا حجاب اس بندے کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ (افضل الصلوات ص ۴۱)

جھولیاں بھرتے ہیں

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ”اللّٰهُمَّ“ سے لے کر ”وَآلِہٖ وَآصْحَابِہٖ“ تک درود پاک ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے، جس میں اہل محبت غوطہ زنی کر کے لعل و جواہرات سے جھولیاں بھرتے رہتے ہیں اس دریائے رحمت میں جس قدر زیادہ گہرائی میں جائے گا اتنی ہی دولتِ روحانیت حاصل ہوگی۔ (شفاء القلوب ص ۳۵۷)

حضرت عارف صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود پاک انسان کو بغیر مرشد کے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے کیوں کہ باقی اذکار (وظائف) میں شیطان دخل اندازی کر لیتا ہے اس لئے مرشد کے بغیر چارہ نہیں لیکن درود پاک میں مرشد خود سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں لہذا شیطان دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ (آب کوثر ص ۲۸)

رحمت کے ستر دروازے

امام سخاوی علیہ الرحمہ شیخ مجد الدین فیروز آبادی سے صحیح سند سے نقل کرتے ہیں۔ امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیٰ نبینا علیہما السلام سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ جو مومن ”صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ“ کہے گا لوگ اسے دوست رکھیں گے اگرچہ وہ اس سے بغض رکھتے ہوں اور اللہ کی قسم لوگ اسے دوست نہیں رکھیں گے جب تک اللہ تعالیٰ اسے دوست نہ رکھے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے ”صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ“ کہا اس نے اپنے نفس

پر رحمت کے ستر دروازے کھولے۔ (افضل الصلوات ص ۸۰)

درد غیبت سے بچاتا ہے

اور اسی سند سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور کہے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو اس بات پر موقوف کرتا ہے کہ وہ تم کو غیبت سے باز رکھے اور وہ شخص جب مجلس سے اٹھے تو کہے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ تو حق تعالیٰ لوگوں کو اس کی غیبت سے منع کر دیتا ہے۔

سرکار کے دیدار سے مشرف ہوگا

حضرت خضر والیاس علیہما السلام نے فرمایا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ملک شام سے آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور ضعیف ہو کر نابینا بھی ہو گیا ہے چلنے کی قوت نہیں جو یہاں آئے اور اس کی دلی خواہش ہے کہ وہ آپ کے دیدار سے مشرف ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہہ دینا شب کو ایک ہفتہ تک صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا کرے، ہمیں خواب میں دیکھ لے گا اور کہنا کہ مجھ سے اس حدیث کو روایت کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ (جذب القلوب ص ۲۱۸)

طوفان سے بچاتا ہے

شفاء الاستقام میں ہے کہ حضرت فاکہانی اپنی کتاب فخر منیر میں شیخ ابو موسیٰ ضریر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ہم ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں بیٹھے تھے، اچانک بادِ مخالف جو نہایت تیز اور سخت آندھی کی شکل میں تھی چلی، جس نے کشتی کو تہہ و بالا کر دیا، ملاحوں نے اعلان کر دیا کہ بچنے کی صورت مشکل ہے، کشتی والوں سے آہ و فغاں کا شورا اٹھا اور سب نے موت کے منہ میں جانے کی تیاری شروع کر دی، مجھے

اسی اثنا میں نیند آگئی خواب میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف ملا اور مجھے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ کشتی والوں سے کہئے کہ درود مذکورہ کو ہزار بار پڑھیں نجات مل جائے گی۔ میں نے بیدار ہو کر کشتی والوں سے کہا، تو سب نے پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی تین سو بار ہی پڑھا تھا کہ ہوا ٹھہر گئی اور کشتی بہ سلامت کنارے لگی، وہ درود یہ ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ
 صَلَوةً تُنَجِّنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ
 الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى
 الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاتِ
 وَبَعْدَ الْمَمَاتِ - (روح البیان، ج ۱۱، ص ۲۱۳)

ایک رقت انگیز واقعہ

امام طبرانی نے ایک نہایت رقت انگیز واقعہ نقل کیا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر سے نکلے، جب مدینے کے ایک چوراہے پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک دیہاتی اپنے اونٹ کی مہارتھامے ہوئے سامنے سے چلا آ رہا ہے، جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو اس طرح سلام عرض کیا ”السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُهُ“ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔ اسی درمیان ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ دیہاتی میرا اونٹ چرا کر لئے جا رہا ہے۔ اس پر اونٹ نے اپنے منہ سے ایک آواز نکالی جسے

سننے ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے سامنے سے دفع ہو جا، اونٹ خود گواہی دے رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔ جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دیہاتی سے فرمایا کہ جس وقت تو میری طرف آ رہا تھا اس وقت تو کیا پڑھ رہا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس وقت میں یہ درود شریف پڑھ رہا تھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی مِنَ الصَّلٰوةِ شَيْءٌ
اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا يَبْقٰی مِنَ السَّلَامِ شَيْءٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی مِنَ الْبَرَکَةِ شَيْءٌ
اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی مِنَ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ

یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ تیرے منہ سے نکلے ہوئے درود کے الفاظ وصول کرنے کے لئے آسمانوں سے اتنے فرشتے نازل ہوئے کہ مدینہ کے آسمان کا سارا اُفق فرشتوں سے بھر گیا۔ (انوار احمدی ص ۶۸)

حاجت روائی کے لئے

امام مستغفری حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر ہر دن، رات میں سو مرتبہ درود شریف بھیجا اس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی، تیس دنیا کی اور باقی آخرت کی۔

(مطالع المسرات ص ۱۴۰)

کھڑے ہونے سے پہلے بخشش

شروح دلائل میں ہے کہ استاذ ابو بکر محمد جبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: جس شخص نے ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ“ کہا اور وہ کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔
(بحوالہ فضائل درود، ص: ۸۱)

بے حساب ثواب

ایک دن حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اصحاب کرام اور احباب عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ارد گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور آتے ہی سلام کہا ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَهْلَ الْفُرَى الْمَشَائِخُ وَالْكَرَامُ السَّادِجُ“

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آنے والے کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہوئے اپنے پاس بٹھایا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے یہ یقین ہے کہ آپ تمام روئے زمین پر مجھے سب سے عزیز رکھتے ہیں مگر آج آپ نے اس شخص کو اپنے قریب بٹھالیا ہے اس تقدیم و ترجیح کی کیا وجہ ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ اے ابوبکر! ابھی حضرت جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ یہ اعرابی مجھ پر درود و سلام بھیجتا رہتا ہے اور ان الفاظ میں درود پڑھتا ہے کہ آج تک کسی دوسرے نے نہیں استعمال کئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کون سا درود پاک ہے؟ آپ نے فرمایا ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَفِي الْمَلَائِكَةِ الْأَعْلَىٰ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے اس درود پاک کے ثواب کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اگر دنیا بھر کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں، دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں، تمام ملائکہ کاتب بن جائیں، سمندر

خالی ہو جائیں گے، قلم ٹوٹ جائیں گے مگر اس درود پاک کا ثواب لکھانہ جاسکے گا۔

(معارج النبوة جلد ۱ ص ۳۰۵/۳۰۶)

ساتھ ہزار درود کا ثواب

حضرت سلطان محمود غزنوی قدس سرہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں عرصہ دراز سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا اشتیاق رکھتا تھا اور خواہش تھی کہ کبھی خواب میں زیارت ہو اور دل کے تمام درد سناؤں، تمام رات میں نے آنکھیں بند رکھیں اس امید پر کہ ممکن ہے دیدار ہو، قضائے الہی سے مجھے سعادت ملی کہ گزشتہ شب دیدار حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوا ہوں۔ اس رخسار جہاں آرا کو دیکھا جو چودھویں کی رات اور لیلة القدر کی روح کی مانند تھا حضور کو مسرور پا کر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں ہزاروں درہم کا مقروض ہوں اس کی ادائیگی سے عاجز ہوں ڈرتا ہوں اگر موت آجائے تو وہ قرض میری گردن پر ہوگا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: محمود سبکتگین کے پاس جاؤ وہ تمہارا قرض اتار دے گا۔ میں نے عرض کی وہ کب اعتماد کرتے ہیں ان کے لئے کوئی نشانی دیجئے۔ آپ نے فرمایا: اسے جا کر کہو اے محمود! تم رات کے اول حصہ میں تیس ہزار بار درود پڑھتے ہو اور پھر بیدار ہو کر رات کے آخری حصہ میں تیس ہزار بار پڑھتے ہو۔ اس نشانی کے بتانے سے وہ تمہارا قرض اتار دے گا۔

محمود غزنوی نے جب یہ پیغام سنا تو رونے لگا اور تصدیق کرتے ہوئے اس کا قرض اتار دیا اور ہزار درہم اور پیش کیا۔ ارکان دولت متعجب ہوئے کہ اس شخص نے ایک محال امر سنایا ہے لیکن آپ نے اس کی تصدیق کر دی حالانکہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ نے کبھی اتنی مقدار میں درود شریف نہیں پڑھا اور نہ ہی کوئی رات

میں اتنی بار درود شریف پڑھ سکتا ہے۔ سلطان محمود نے فرمایا تم سچ کہتے ہو لیکن میں نے علما سے سنا ہے کہ جو شخص درج ذیل درود شریف ایک بار پڑھتا ہے تو گویا وہ ہزار بار درود شریف پڑھتا ہے۔ میں اول شب میں اس درود شریف کو تین بار پڑھ لیتا ہوں اور آخر شب میں بھی تین بار پڑھ لیتا ہوں۔ اس طرح سے میرا گمان تھا کہ گویا میں نے رات کو ساٹھ ہزار بار درود شریف پڑھا جب اس شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا ہے مجھے اس درود کی تصدیق ہو گئی اور علما کا فرمان بھی صحیح ثابت ہوا۔ وہ درود پاک یہ ہے۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمَلُؤَانُ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانُ وَكَرَّ الْجَدِيدَانِ وَاسْتَقْبَلَ الْفُرْقَدَانِ وَبَلَغَ رُوحَهُ وَأَرْوَا حَ أَهْلِ بَيْتِهِ مِنَّا التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ عَلَيْهِ كَثِيرًا“ (روح البیان جلد ۱۱ ص ۲۱۲/۲۱۱)

کب درود بھیجنا مستحب ہے

بعض مواقع ایسے ہیں جن میں درود پاک مستحب ہونے کے بارے میں نص وارد ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات، بعض نے ہفتہ، اتوار اور جمعرات کا اضافہ کیا کہ ان تینوں کے بارے میں نص وارد ہے۔ صبح اور شام کے وقت مسجد میں داخل اور خارج ہوتے وقت، روضہ مبارکہ کی زیارت کے وقت صفا اور مروہ پر، پہلے التحیات میں کیونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ لہذا درود شریف مستحب ہے یا واجب۔ حضرات شافعیہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور مالکیہ کے نزدیک آخری التحیات میں دعا سے پہلے خطبہ جمعہ اور دوسرے خطبوں میں مؤذن کی اجابت (مؤذن کے ساتھ وہی کلمات کہنے) کے بعد اقامت کے وقت دعا کی ابتدا، درمیان اور آخر میں، شافعیہ کے نزدیک دعائے قنوت کے بعد اور تکبیرات عیدین کے درمیان، نماز جنازہ میں، تلبیہ سے فارغ ہو کر، ملاقات کے

وقت، رخصت ہوتے وقت، وضو کے وقت، جب کوئی چیز بھول جائے۔ ایک قول کے مطابق چھینک آنے پر، وعظ اور تبلیغ علم کے وقت، حدیث شریف پڑھنے سے پہلے اور بعد میں، استفتا اور اس کا جواب لکھتے وقت، ہر مصنف، مدرس، درس دینے والے، خطیب، پیغام نکاح دینے والے، شادی کرنے والے اور نکاح پڑھانے والے کے لئے، رسائل میں، بسم اللہ شریف کے بعد، بعض حضرات کتاب کو ختم بھی درود شریف ہی پر کرتے ہیں، تمام اہم امور سے پہلے، نئی کریم کا ذکر کرنے یا ذکر شریف سننے کے وقت یا لکھنے کے وقت، ان حضرات کے نزدیک جو اس وقت واجب قرار نہیں دیتے، حضرت امام حسن بصری، امام شعمی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نفلی نماز میں آپ کا ذکر شریف ہو تو درود شریف مستحب ہے، نئی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف کے وقت درود شریف پڑھنے کے بارے میں بہت حدیثیں وارد ہیں امام بخاری نے کہا اظہر یہ ہے، کوشی نے فرمایا کہ ادب اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جب بھی نئی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو درود پاک پڑھا جائے۔ (بحوالہ مطالع المسرت

ص ۸۳/۸۴)

کون سا درود افضل

درود شریف کے وہ الفاظ جو احادیث میں آئے ہیں۔ کوئی شک نہیں ہے کہ ان کا پڑھنا اس اعتبار سے کہ وہ الفاظ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے ہیں افضل ہے۔ بعض علما نے کہا کہ تمام درودوں میں افضل وہ درود ہے جو التحیات کے بعد نماز میں پڑھا جاتا ہے اور وہ درود صحیح حدیثوں میں مخصوص کیفیتوں کے ساتھ آیا ہے۔ ہر مقصد کے حصول کے لئے کافی ہے۔ سب سے مشہور یہ درود شریف ہے۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ

مَجِيدٌ“ اور یہی درود شریف جو مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف روایتوں میں آیا ہے ان کو حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک جگہ جمع فرمایا ہے جن کی تعلیم سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے لہذا ان تمام درودوں کو بھی ضرور پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ سرکار کی زبانِ اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔

☆ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۞

☆ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَ كَمَا يَلِيقُ بِعَظَمَتِهِ وَ شَرَفِهِ وَ كَمَا لَهُ وَ رِضَاكَ عَنْهُ وَ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَى لَهُ عَدَدَ مَعْلُومَاتِكَ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَ رِضَى نَفْسَاتٍ وَ زَنَةَ عَرْشِكَ أَفْضَلَ صَلَوةً وَ اكْمَلَهَا وَ اَتَمَّهَا كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ وَ غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُونَ وَ سَلِّمْ تَسْلِيمًا كَذَلِكَ وَ عَلَيْنَا مَعَهُمْ ۞ (جذب القلوب ص ۲۷۷)

ضروری ہدایت

بہتر یہ ہے کہ جب درود شریف پڑھے لفظ ”صلوۃ“ کے ساتھ لفظ ”سلام“ بھی ضرور پڑھے خصوصاً اس آیت کی تلاوت کے بعد کہ جس میں درود و سلام پڑھنے کا حکم ہے حضرت ابراہیم نفی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ اپنے سے ناراض پایا، میں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو حدیث کے خدمت گاروں میں سے ہوں، اہلسنت سے ہوں، مسافر ہوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

تبسم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر درود بھیجتا ہے تو سلام کیوں نہیں بھیجتا۔ حضرت ابراہیم نسفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میرا معمول ہو گیا کہ میں درود شریف میں ”صلوٰۃ“ کے ساتھ ”سلام“ بھی لکھنے لگا یعنی ”صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

کچھ اور الفاظ درود مع فضائل

درود رضویہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوَةٌ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

فضائل و فوائد درود رضویہ

اس کے چالیس فائدے ہیں جو صحیح اور معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں۔ یہاں مشتمل نمونہ چند ذکر کئے جاتے ہیں۔

☆ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا، جو ان کی عظمت تمام جہان سے زیادہ دل میں رکھے گا، جو ان کی شان گھٹانے والوں سے، ان کے ذکر پاک مٹانے والوں سے دور رہے گا دل سے بیزار ہوگا۔ ایسا کوئی مسلمان اس درود شریف کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ تین ہزار نعمتیں اس پر اتارتا رہے گا۔

☆ اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔

☆ پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دے گا۔

☆ اس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔

☆ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے مصافحہ کریں گے۔

☆ اس کے ماتھے پر یہ لکھ دے گا کہ یہ منافق نہیں۔

☆ اس کے ماتھے پر تحریر فرما دے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے۔

- ☆ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔
- ☆ اس کے مال میں ترقی دے گا۔
- ☆ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کی اولاد میں برکت دے گا۔
- ☆ دشمنوں پر غلبہ دے گا۔
- ☆ دلوں میں اس کی محبت رکھے گا۔
- ☆ کسی دن خواب میں برکت زیارت اقدس سے مشرف ہوگا۔
- ☆ ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
- ☆ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی۔
- ☆ اللہ عزوجل اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی اس سے ناراض نہ ہوگا۔
- ☆ اس درود شریف کی تمام سنیوں کے لئے اجازت فرمائی ہے۔ بشرطیکہ بد مذہبوں سے بچیں۔

درود رضویہ پڑھنے کا طریقہ

اس درود مقبول کو اکثر حضرات درود جمعہ بھی کہتے ہیں۔ بعد نماز جمعہ مدینہ منورہ کی جانب منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھے۔ بہتر ہے دو چار دس بیس حضرات مل کر پڑھیں، یہ ایک درود دس کے برابر ہے اور ہر درود کا ثواب دس گنا ہے گویا جو اس درود کو ایک بار پڑھے۔ سو درود کا ثواب پائے اسی طرح دس افراد مل کر ایک ایک بار پڑھیں تو ہر ایک فرد ایک ہزار کا ثواب پائے ایک ہزار گناہ مٹیں، ایک ہزار نیکیاں ملیں، ایک ہزار بار اس پر رحمت ہو۔ یہ تو صرف ایک بار پڑھنے کا ثمرہ ہے اسی طرح ہر ایک نے سو سو بار پڑھا تو کتنا اجر ملے گا۔

جن حضرات تک یہ چیز پہنچے انہیں چاہئے کہ اپنے دوست و احباب رشتہ داروں اور نماز جمعہ پڑھنے والے ہمراہیوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں تاکہ درود پڑھنے والوں کی بھی جماعت کثیر ہو جایا کرے کیونکہ جتنے زیادہ افراد شامل ہوں گے

ان کا دس گنا ثواب ہر ایک کو ملے گا۔ اور جو توجہ دلائے گا اس کو ان سب کا دس گنا ہو کر اس تنہا کو ثواب ملے گا اور پڑھنے والوں کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔

اس کو یوں سمجھئے کہ دس افراد نے شامل ہو کر ایک ایک بار پڑھا تو ہر ایک کو ایک ہزار کا ثواب ملا اور جس نے دوسروں کو توجہ دلائی اس کو ان سب کا دس گنا ہو کر دس ہزار کا ثواب ملے گا۔ مولیٰ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین

جب درود ختم کرے تو دعا کے لئے جس طرح ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اٹھا کر دعائے شجرہ منظم، امام یا کوئی ایک فرد پڑھے اور سب آمین کہیں۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام و دیگر بزرگان دین کی روح کو ثواب بخشیں اس کے بعد مناجات منظم پڑھیں اور اپنے لئے دعا کریں۔ ساتھ میں تمام سنی مسلمانوں کے لئے بھی ایمان پر خاتمہ اور بخشش کی دعا کریں۔

مدینہ منورہ کا رخ یہاں سے مغرب اور شمال کے درمیان پڑتا ہے۔ اس لئے قبلہ سے داہنے ہاتھ ترچھے ہو کر کھڑے ہوں تو آپ کا رخ مدینہ منورہ کی جانب ہو جائے گا۔

درود شفا شریف

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَ دَوِّ اَيْهَا وَعَافِيَةِ الْاَبْدَانِ وَ شِفَائِهَا وَ نُورِ الْاَبْصَارِ وَ ضِيَّائِهَا وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ سَلِّمْ“
ترجمہ: یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دلوں کے طبیب اور ان کی دوا ہیں اور جسم کی عافیت اور ان کی شفا ہیں اور آنکھوں کا نور اور ان کی چمک ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر درود و سلام بھیج۔“
(جواہر البحار)

(رج ۳ ص ۴۰)

فضیلت: مذکورہ درود پڑھنے سے جسمانی و روحانی بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔

صلوٰۃ حلّ المُشکلات

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاعَتْ حَيَاتِيْ
اَدْرِكْنِيْ يٰرَسُوْلَ اللّٰهِ“ ترجمہ: یا اللہ عزوجل ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر درود و سلام اور برکتیں بھیج، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر کیجئے میرا حیلہ
اور کوشش تنگ آچکے ہیں۔

فضیلت

مفتی دمشق حامد آفندی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ سخت مشکلات میں گرفتار
ہو گئے، وہاں کا وزیران کا سخت دشمن ہو گیا، وہ رات کو نہایت درجہ کرب و بلا میں تھے
کہ آنکھ لگ گئی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، تسلی دی اور یہ درود
شریف سکھایا کہ جب تو اس کو پڑھے گا، اللہ کریم تیری مشکل حل فرما دے گا، آنکھ کھل
گئی، یہ درود شریف پڑھا تو مشکل حل ہو گئی۔ (افضل الصلوٰۃ ص ۱۵۴)

پڑھنے کا طریقہ

اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے
دو رکعت نماز نفل پڑھے، پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ قل یا ایہا
الکافرون اور دوسری رکعت میں بعد ”الحمد“ اور سورۃ اخلاص پڑھے، فارغ ہو کر
قبلہ رو ایسی جگہ بیٹھے جہاں سو جانا ہو اور صدق دل سے توبہ کرتے ہوئے ایک ہزار بار
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ پڑھے، اس کے بعد دو زانو مؤدبانہ بیٹھ کر یہ تصور باندھ لے کہ
رسول کریم کے حضور میں حاضر ہوں اور عرض کر رہا ہوں، سو بار، دو سو بار، تین سو بار
غرضیکہ پڑھتا جائے جب نیند کا غلبہ ہو تو اسی جگہ دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منھ کر کے
سو جائے۔ جب کچھلی رات جاگے تو پھر اسی جگہ مؤدبانہ بیٹھ کر صبح کی نماز تک درود
شریف پڑھتا رہے، پڑھتے وقت اپنی حاجت یا حل مشکلات کا تصور رکھے، ان شاء اللہ

تعالیٰ ایک رات میں یا تین راتوں میں مراد بر آئے گی، آخری رات جمعہ کی ہو تو بہتر ہے۔

صلوة کمالیہ

”اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْكَامِلِ وَعَلَى آلِهِ كَمَا لَا نِهَآيَةَ لِكَمَالِكَ وَعَدَدَ كَمَالِهِ“
(افضل الصلوات ۱۹۱)

فضائل

- ☆ ایک بار پڑھنے سے ستر ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔
- ☆ اگر کسی کو نسیان کی بیماری ہو تو نماز مغرب اور عشا کے درمیان بلا تعداد اس درود شریف کو پڑھا کرے ان شاء اللہ یہ بیماری دور ہو جائے گی اور حافظہ بڑھ جائے گا۔

صلوة السعادة

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَدَدَ مَا فِي عِلْمِ اللَّهِ صَلَوةٌ
دَائِمَةٌ بِدَوَامِ مُلْكِ اللَّهِ“

”یا اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس تعداد کے مطابق جو اللہ کے علم میں ہے، ایسا درود جو اللہ تعالیٰ کے دائمی ملک کے ساتھ دوامی ہو۔“

فضیلت

- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس درود شریف کو ایک بار پڑھا جائے تو چھ لاکھ بار درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (افضل الصلوات ۱۴۹)
- ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام



امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (پ ۴ کو ع ۱۰۴۲)
میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ دین اسلام جس نے عالم بشریت کی تقدیر بدل دی اس کی تبلیغ و اشاعت ایک اہم ترین فریضہ ہے اگر اس ملت میں ایسے افراد نہ ہوں جو اس پیغامِ رحمت کو دنیا کے گوشے تک پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں تو یہ عالمگیر پیغامِ ہدایت چند ملکوں میں محدود ہو کر رہ جائے گا اور یہ پیغام سے بھی نا انصافی ہوگی اور ان قوموں پر بھی ظلم ہوگا جو گھپ اندھیروں میں بھٹک رہی ہے جن کی زندگی کی تاریک راتیں کسی روشن چراغ کے لئے ترس رہی ہیں۔
نیز وہ قوم اور ملک جس نے اس دین کو قبول کر لیا ہے اس کے آئینہ دل پر بھی غفلت کی گرد پڑ سکتی ہے ان کی گرمی عمل بھی سستی کا شکار ہو سکتی ہے اس کے لئے جس بڑی سے بڑی مالی قربانی، ایمانی فراست، قلبی بصیرت، روحانی تربیت کی ضرورت ہے وہ پوری ہونی چاہئے اگر ملت اپنے اس اہم ترین فریضہ کو ادا نہ کرے گی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی اس کوتاہی کے لئے جوابدہ ہوگی۔

تاریخ شاہد ہے جب تک ایسے افراد تیار ہوتے رہے گلشنِ اسلام میں فصل بہار رہی، جب تک مدارس اسلامیہ غزالی، رازی، سعدی اور بیضاوی اور خانقاہیں رومی

ہجویری، اجیری، زکریا ملتانی، شیخ سرہندی رضی اللہ عنہم وعن مشائخہم و خلفائہم و امثالہم ایسی فخر و زگار ہستیاں تیار کرتی رہیں کفر کے ظلمت کدے اسلام کے نور سے روشن ہوتے رہے، حق باطل کے قلعوں کو مسخر کرتا رہا، لیکن اب موجودہ حال اتنا درد انگیز ہے کہ نہ مجھ میں بیان کرنے کی ہمت اور نہ آپ میں سننے کی تاب اور اے اللہ! ہم پر رحم فرما، اے گنبد خضرا کے مکیں! چارہ سازی فرمائیے۔ (غیاء القرآن ج ۱، ملخصاً)

امت کی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۝

ترجمہ۔ تم بہتر ہوا ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (پارہ ۴ رکوع ۳۷ آیت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو کسی خاص مقصد کے لئے بھیجا گیا، وہ خاص مقصد بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے، آج اس مقصد کی تکمیل یہ امت کرتی نظر نہیں آتی بلکہ بھلائی سے نفرت اور برائی سے محبت اس امت میں نظر آتی ہے ایسے میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اس مقصد کو سمجھیں اور بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی کوشش کریں، ورنہ جو قوم اپنے مقصد کو بھول جاتی ہے وہ قوم بھلا دی جاتی ہے آج ہمارا جو حال ہے اس میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے غفلت کا بھرپور دخل ہے، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور برائی سے روکتے رہیں۔ پروردگار جل جلالہ ہم پر ضرور کرم کی نظر فرمائے گا اور دونوں جہاں میں سرخروئی عطا فرمائے گا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو دعوت

الی الخیر کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت لقمان کی نصیحت

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”يُنْصِيْ اِقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر“ (لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو اُفتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔ (پ ۲۱ رکوع ۱۱، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ میں حضرت لقمان علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر۔ پتہ چلا کہ بحیثیت باپ اپنی اولاد کو حق کاموں کے لئے آمادہ اور پابند کرنا چاہئے جس میں نماز قائم کرنا اور بھلائی کا حکم دینا وغیرہ شامل ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس! آج اگر بیٹا دین کے راستہ پر چلتا ہے تو ماں باپ کو اچھا نہیں لگتا، دین کی دعوت لوگوں کو پیش کرنے لگ جائے تو بھی اچھا نہیں لگتا، آج حالات اتنے خراب ہو گئے ہیں کہ اللہ رحم و کرم فرمائے۔ کچھ ماں باپ قرآن مقدس کی تلاوت تو کرتے ہیں لیکن اپنی اولاد کو اس کا پابند بنانے کی کوشش بھی نہیں کرتے جس سے بچہ اپنی من مانی کرنے لگتا ہے اور آخر کار والدین کو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو اپنی اولاد کی تربیت قرآن و حدیث کے فرمودات کی روشنی میں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

خود کو بھولتے ہو؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ“ ترجمہ: اور لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

(پ ار کو ع ۵، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ سے ہم کو یہ سبق ملا کہ ہم حق باتوں کا لوگوں کو حکم دیں اور اس کے مطابق خود بھی عمل کریں، عوام کو نصیحت کرنے سے پہلے خود کو نصیحت کریں، عوام کی آخرت کا فائدہ سوچنے کے ساتھ اپنے انجام پر بھی غور کرنا چاہئے۔ عام طور پر ہمارا حال یہ ہے کہ ہم لوگوں کو نصیحت کرتے وقت خود کو بھول جاتے ہیں۔

آیت کریمہ سے اشارۃ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بہت کم عقل ہے جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں لوگوں کو دعوت دین دیتا پھرے لیکن خود اپنی اصلاح کی جانب توجہ نہ دے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو حضور کے صدقہ و طفیل قرآن مقدس کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسلمان مرد و عورت کی ذمہ داری

فرمان باری تعالیٰ ہے وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ مِّمَّا مَرُّونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ“ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہی ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔

(پ ار ع ۱۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے دوستی صرف زبانی جمع خرچ کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ مومنین و

مومنات عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مظاہرہ اپنے عمل سے کرتے ہیں کہ وہ انسانوں کو اچھائی کی طرف بلانا اپنا فرض منہی سمجھتے ہیں اور معاشرے سے برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اپنا مقصد زیست مانتے ہیں اور ہر ایک کو بھلائی کا پیکر دیکھنا چاہتے ہیں خواہ اس کے لئے لوگوں کی طرف سے ہزار ہا مصیبتوں کو بھیلنا پڑے کیونکہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمنا یہی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا اپنے آقا کی خوشی کو اپنی کل کائنات سمجھتا ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے جان تک قربان کر دیتا ہے۔ کیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے برائی کے خاتمہ کیلئے اپنا گھر بار قربان نہیں کیا اور جان دے کر دنیا والوں کے سامنے حق و باطل کو اجاگر نہیں کیا؟ کاش! ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے اور ہماری زندگی اچھائیوں کا حکم دینے اور برائیوں سے روکنے میں گزرتی۔

برے کام سے نہ دوکنے کا انجام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ“ ترجمہ۔ جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔ (پ ۶ رکوع ۱۴، ترجمہ از کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج مرد ہوں یا عورت الا ماشاء اللہ جہاں جمع ہوئے، غلط باتیں، گندی باتیں، خلاف شریعت باتیں کرتے تھکتے نہیں۔ اب ایسے میں ایک مومن کی ذمہ داری یہ ہے کہ بری بات کرنے والوں کو روکے انہیں سمجھائے۔ ان کو اللہ عز و جل کا خوف دلائے تاکہ وہ بری باتوں سے باز آئیں اگر روکنے کے بجائے خود اس میں شامل ہو گیا تو وہ بھی بری بات کرنے والے کی طرح ہو جائے گا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو قرآن مقدس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کمزور ترین ایمان

داعی اعظم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہئے کہ قوت بازو سے مٹا دے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اسے دل سے برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔ (مسلم شریف ج ۱، ص: ۵۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا منشا یہ ہے کہ معاشرہ پر امن رہے، معاشرہ میں جتنی بھی برائیاں، جھگڑے اور فساد پیدا ہوتے ہیں وہ سب کے سب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے سبب ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا جا رہا ہے کہ جس طرح ممکن ہو اگر قوت بازو سے مٹا سکتے ہو تو اس سے مٹاؤ، اس لئے کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی عالم کی نصیحت سے کوئی برائی نہیں چھوڑتا لیکن اگر کوئی طاقتور، سرمائے دار، کہہ دے تو بات مان لیتا ہے، اور اپنے دامن کو برائی سے بچا لیتا ہے بہر حال بازوؤں کی قوت ہو یا زبان کی چاشنی، جس طرح سے ممکن ہو برائی سے روکنا ہر مومن کی ذمہ داری ہے بلکہ یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اسی میں ایمان کی بقا اور تحفظ ہے۔ اگر قوت بازو اور زبان سے کوئی برائی نہیں روک سکتا تو فرمایا گیا کہ اتنا تو کر سکتے ہو کہ دل سے برا جانو اس لئے کہ ایک کمزور انسان مذکورہ دونوں طریقوں سے جب برائی نہ روک سکے گا یا اس کی طاقت نہیں تو ڈر ہے کہ کہیں وہ خود بھی برائی میں ملوث نہ ہو جائے اس لئے فرمایا گیا کہ کم سے کم تم خود اس کو برا جانو کہ یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے۔

آج ہم معاشرہ کا جائزہ لیں تو کمزور ایمان والوں کی تعداد بھی برائے نام نظر آتی ہے، کیا یہ سچ نہیں ہے کہ لوگ برائی کو دل سے برا بھی نہیں جانتے، بلکہ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ سب چلتا ہے۔ معاذ اللہ! یا کہہ دیتے ہیں کہ اللہ معاف فرما دے گا۔ خدا را اپنے حال زار پر رحم کرو اور اپنے ایمان کے تحفظ کے لئے برائیوں کو دل سے برا جانو۔

گناہ نہیں لکھے جائیں گے

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں کون سے شہید کی عزت زیادہ ہے؟ پیارے آقا نے ارشاد فرمایا: وہ جوان جو ظالم حاکم کے سامنے گیا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اسی پاداش میں اسے قتل کر دیا گیا اور اگر اسے نہیں قتل کیا گیا تو وہ جب تک زندہ رہے گا اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۱۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ظالم حکمران اپنی طاقت کے نشے میں ڈوب کر جو چاہے کرتا ہے، غریبوں پر ظلم نیز حرام و حلال کا امتیاز ختم کر دیتا ہے بلکہ ایک قسم کا غرور اس کے دل میں ہوتا ہے کہ میں تو حاکم ہوں اپنی مرضی چلاؤں گا اور خواہشاتِ نفس پوری کروں گا۔ اس کے غلط کام اور طاقت و اقتدار کی وجہ سے کوئی اسے برائی پر، ظلم پر روکتا نہیں کہ کہیں وہ قتل نہ کر ڈالے، سخت تر سزاؤں میں گرفتار نہ کر دے یا کہیں ملازمت سے برطرف نہ کر دے اور رعایتیں چھین نہ لے، لہذا ہر کوئی خوف زدہ رہتا ہے لیکن حاکم کے بہک جانے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ رعایا کے بھی بہکنے کے امکانات ہوتے ہیں اور پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو سکتا ہے کہ ”النَّاسُ عَلَىٰ دِينٍ مُّثُلُوکَہُمْ“ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہوں گے اگر بادشاہ میں برائی ہوگی تو رعایا میں بھی برائی ہوگی ایسے میں اگر کوئی بندہ مومن ظالم حاکم کے ظلم کی پرواہ کئے بغیر اس کے سامنے حق بات کہہ دے اور نیکی کا حکم دے اور برائیوں سے رکنے کے لئے کہے تو قطع نظر اس سے کہ انجام کیا ہوگا تو فرمایا گیا کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے بدلے اسے قتل کیا جائے یا قتل نہ کیا جائے جب تک وہ زندہ رہے گا اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔ یعنی اگر گناہ نادانستہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک بار ظالم و جابر حاکم کو نصیحت کر کے پوری زندگی گناہ میں گزارو بلکہ ناصح کو بھی اپنے آپ کو گناہ سے بچانا ہوگا۔

بے رحم حاکم

صحابی رسول حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا نہیں تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسا حاکم مقرر کر دیگا جو تمہارے بزرگوں کا احترام نہیں کریگا، تمہارے بچوں پر رحم نہیں کرے گا، تمہارے بڑے بلائیں گے لیکن ان کی بات نہیں مانی جائے گی وہ مددگار طلب کریں گے لیکن ان کی مدد نہیں کی جائے گی وہ بخشش طلب کریں مگر انہیں بخشا نہیں جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۱۱۸)

آج دنیا بھر کے مسلمان مصائب و آلام کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں، کہیں جائیداد و املاک تباہ ہو رہی ہے تو کہیں مال و اولاد غرضیکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کہیں بھی اطمینان کی دولت حاصل نہیں ہو رہی ہے اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہمیں یہ یاد ہی نہ رہا کہ ہمارا مقصد زیست کیا ہے اور ہم یہ فراموش کر چکے ہیں کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا؟ آج بھی اگر ہم بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا شروع کر دیں تو پروردگار ہم کو ہمارا کھویا ہوا وقار دوبارہ عطا فرمادے گا اور پھر سے ہم اطمینان و سکون کی زندگی گزارنے لگیں گے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے افضل شہید

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سب سے افضل شہید وہ شخص ہے جو ظالم حاکم کے

سامنے گیا اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اسی وجہ سے شہید کر دیا گیا تو ایسے شہید کا ٹھکانہ جنت میں حضرت سیدنا حمزہ اور حضرت سیدنا امام جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۱۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ظالم و جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہہ دینا یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے اور نہ ہی ہر کس و ناکس کے بس کی بات ہے اسی وجہ سے اس کا صلہ بھی بہت عظیم رکھا گیا ہے۔ اللہ کے نیک بندے کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور حق بات کہنے میں خوف محسوس نہیں کرتے جیسا کہ ہمارے اسلاف کی زندگی اس بات پر گواہ ہے۔

مومن پر فرض ہے

پیارے آقا مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بھی رسول دنیا میں تشریف لائے ان کے حواری یعنی اصحاب ہوتے تھے جو اس رسول کے بعد اللہ عز و جل کی کتاب اور اس کے رسول علیہ السلام کی سنت کے مطابق کام کرتے تھے یہاں تک کہ ان اصحاب کے بعد ایسے لوگ آئے جو منبروں پر بیٹھ کر نیک اور اچھی بات تو کرتے تھے لیکن خود برے معاملات کیا کرتے تھے تو اس وقت ہر مومن پر فرض ہے اور اس پر حق ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہاتھوں سے جہاد کرے اور اگر ہاتھوں سے جہاد نہ کر سکے تو زبان سے کرے اور اگر زبان سے بھی نہ کر سکے تو وہ کمزور ایمان والا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ نیکیوں کی دعوت دینے والا اور برائی سے روکنے والا اگر خود اپنے دامن کو نیکیوں سے نہیں بچاتا ہے اور برائیوں سے آلودہ کرتا ہے تو ہم پر فرض ہے کہ ہم سے جس طرح ممکن ہو اس کی اصلاح کریں۔ اگر ہاتھ سے ممکن ہو تو ہاتھ سے اور زبان سے ممکن ہو تو زبان سے کیونکہ اگر داعی خود بے عملی کا شکار ہوگا تو لوگ بھی اس کے نقش قدم پر چل پڑیں گے اور آخر کار

معاشرہ برائی کے دلدل میں پھنس جائے گا اگر دونوں طریقوں سے یعنی ہاتھ اور زبان سے نہیں روک سکتے تو کم از کم اس کے غلط کاموں کو دل سے برا جانیں کہ یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہم پر کرم کی نظر فرمائے اور نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کے سد باب کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھے گی تو اسلام کی ہیبت ان کے دلوں سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ دے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں گالی گلوچ کرے گی تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج مسلمانوں میں مذکورہ تینوں خامیاں نظر آتی ہیں دنیا سے اتنی محبت پیدا ہو گئی ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی چیز کو سمجھتے نہیں بلکہ ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے اور دنیا سے جانا ہی نہیں ہے۔ ساری قوت و توانائی طلب دنیا کے پیچھے خرچ کرتے ہیں اور آخرت فراموشی کا حال تو یہ ہے کہ مرنے کا تصور اور مر کر جواب دینے کا تصور تک دل سے نکل چکا ہے۔ آپ روزمرہ کی زندگی میں نمایاں طور پر یہ چیز دیکھ رہے ہوں گے۔ اسی طرح کسی کو برائی کرتے دیکھ کر نہ روکنا اور کسی کو بھلائی کی طرف نہ بلانا اور نہ بھلائی کا حکم دینا یہ بھی ہماری قوم کی عادت بن چکی ہے اور آپس میں گالی گلوچ بھی ہماری پہچان ہے، بلکہ ہمارے بچے اور عورتیں بھی گالی گلوچ کی عادی ہیں۔ الا ماشاء اللہ جس کی وجہ سے اللہ عزوجل نے اپنی نظروں سے گرا دیا اور جب اللہ عزوجل کسی کو اپنی نظروں سے گرا دے تو پھر کوئی اٹھا نہیں سکتا۔

آج دنیا کو بڑی چیز سمجھنے کی وجہ سے اسلام کی ہیبت ہمارے دل سے نکل گئی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کوتاہی کی وجہ سے ہم قرآن مقدس کی برکتوں سے محروم ہو گئے اور گالی گلوچ عام ہونے کی وجہ سے اللہ عزوجل کی نظروں سے گر گئے۔

خدارا! مذکورہ تینوں کوتاہیوں کو دور کرو اور اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کی کوشش کرو۔

دعا قبول نہ ہوگی

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے چہرہٴ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم معاملہ پیش آیا ہے۔ حضور رحمۃ اللعالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سے گفتگو نہ فرمائی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے، میں حجرے کی دیوار سے سننے کے لئے کھڑی ہو گئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آقائے دو جہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! رب ذوالجلال کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مدد چاہو اور تمہاری مدد نہ کی جائے، حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کلمات مبارکہ ارشاد فرمانے کے بعد منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ (الترغیب ج ۲، ص: ۲۱۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم جن مصیبتوں میں بھی گھرے ہوئے ہیں وہ ہم سب پر عیاں ہے ہم رورو کر دعائیں کر رہے ہیں لیکن ہماری دعا باب اجابت سے ٹکراتی نہیں۔ ہم نصرت الہی کا سوال کرتے ہیں لیکن اللہ عز و جل کی طرف سے مدد نہیں ہوتی، آخر ایسا کیوں؟ اس حدیث شریف میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی وجہ بیان فرمادی ہے کہ ہم حق باتوں کا حکم اور بری باتوں سے روکنے کی ذمہ داری پوری نہیں کر رہے ہیں تو اللہ عز و جل ہماری دعا قبول نہیں فرماتا۔

کاش! قومِ مسلم کا ہر فرد اس ذمہ داری کو نبھانے لگ جائے تو مولیٰ کی رحمت کو پیارا آجائے گا، اللہ عز و جل ہم سب کی دعائیں قبول بھی فرمائے گا اور غیب سے ہماری مدد بھی فرمائے گا۔

نیکیوں کا حکم دیتے رہو

مشہور صحابی رسول حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا ہمیں نیکی کا اس وقت حکم کرنا چاہئے جب ہم مکمل طور پر نیکیوں پر عمل کریں اور برائیوں سے اس وقت روکنا چاہئے جب ہم مکمل طور پر برائیوں سے کنارہ کش ہو جائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نیکیوں کا حکم دیتے رہو اگرچہ مکمل طور پر عمل نہ کر سکو اور برائیوں سے روکتے رہو اگرچہ تم مکمل طور پر گناہوں سے کنارہ کش نہ ہو سکے ہو۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۱۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ نیکی کا حکم دیتے رہنا چاہئے اور برائی سے روکتے رہنا چاہئے اس لئے کہ جب نیکی کا حکم دیتے رہیں گے تو ایک نہ ایک دن ضرور نیکی کا خیال بھی پیدا ہوگا اور برائی سے روکتے رہیں گے تو دل ضرور برائی سے رکنے کو کہے گا۔ لہذا ہمیں ہر حال میں اپنے دامن کو برائی سے روکنا چاہئے اور قوم کو برائی سے رکنے کی دعوت دینا چاہئے اور نیکی کا حکم دینا چاہئے اللہ عز و جل ہم سب کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی توفیق عطا فرمائے۔

داعی دین صبر لازم کر لے

ایک نیک شخص نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب تم میں سے کوئی نیکیوں کا حکم دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے نفس کو صبر کا عادی بنائے اور اللہ عز و جل سے ثواب کی امید رکھے کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہے وہ کبھی تکلیفوں میں مبتلا نہیں ہوتا۔

(مکاشفۃ القلوب: ۱۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کا حکم

دیتے وقت کسی بھی قسم کی فکر نہ کریں کہ لوگ کیا سوچیں گے، کیا بولیں گے؟ اے مذہبِ اسلام کے پاسبانو! راہِ دعوت و تبلیغ میں آپ کو بے شمار پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، کبھی اندازِ دعوت کا تمسخر اڑایا جائے گا تو کبھی دعوت کے مطابق عمل میں کمی وغیرہ سے طعنہ سننے کی نوبت بھی آئے گی لہذا ہر چیز کو برداشت کرنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرو، صبر کا دامن تھامے رکھو، ہر مصیبت سے اللہ محفوظ رکھے گا نیز دونوں جہاں کی برکتوں سے نوازے گا، لیکن خبردار! لوگوں کے طعنے سن کر دعوت کا کام بند نہیں کرنا بلکہ ہر تکلیف کو برداشت کر کے کام کرتے رہنا ہے۔ دونوں جہاں کی سرخروئی اللہ عز و جل عطا کرے گا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو ہمت اور صبر عطا فرمائے۔

جنت سنواری جاتی ہے

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلطان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مشرکین سے لڑنے کے علاوہ بھی کوئی جہاد ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ کی زمین پر ایسے مجاہدین رہتے ہیں جو شہداء سے افضل ہیں، زمین پر چلتے پھرتے ہیں، رزق پاتے ہیں اللہ تعالیٰ ملائکہ میں ان پر فخر کرتا ہے۔ ان کے لئے جنت سنواری جاتی ہے جیسے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سنواریا گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ شہنشاہ کونین نے فرمایا وہ نیکی کا حکم کرنے والے، برائیوں سے روکنے والے اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی اور اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والے ہیں۔

(مکاشفۃ القلوب ص: ۱۱۸)

دریا اور قطرہ

یار غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قوم ایسی نہیں ہے جس میں گناہ نہ ہوتا ہو اور وہ اس بات کا انکار کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایسا عذاب نازل کرنے والا ہے جو سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام نیک کام جہاد کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے بڑے دریا کے سامنے ایک قطرہ اور امر بالمعروف (اچھی باتوں کا حکم دینے) کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے دریائے عظیم کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔ (کیمیائے سعادت)

خليفة الله عزوجل

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو اچھی باتوں کا حکم دے، برائیوں سے روکے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی خلیفہ ہے اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی اور اس کی کتاب کا بھی خلیفہ ہے اگر مسلمانوں نے تبلیغ چھوڑ دی تو ان پر ظالم بادشاہ مسلط ہوں گے اور ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ (تفسیر نعیمی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج پوری دنیا میں ظالم حکمرانوں کا دور دورہ ہے اور مسلمانوں پر مسلط ہونے والے بھی ظالم حکمران ہیں، ظالم حکمران کی وجہ سے دنیا بھر میں مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کا طوفان آیا ہوا ہے اور بے چارگی کا شکار مسلمان مصیبتوں کا مقابلہ اپنی طاقت و بساط کے مطابق کرتا بھی ہے اور کہیں لاچار و بے بس ہو کر ظلم برداشت کرتا نظر آتا ہے، ظالم حکمرانوں کے مسلط ہونے کی وجہ میرے آقا نے جو بتائی ہے وہ یہ ہے کہ اچھی باتوں کے حکم دینے اور بری باتوں سے روکنے کی ذمہ داری سے جب مسلمان کوتاہی کریں گے تب ایسا ہوگا، آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کوتاہی کی وجہ سے ہم ظالموں کے ہاتھوں کے کھلونا بن گئے ہیں، ہمیں

چاہئے کہ ہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کریں، انشاء اللہ ظالم حکمرانوں سے رہائی مل جائے گی۔

بہترین جہاد

سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! بھلائی کا حکم دو برائی سے منع کرو تمہاری زندگی بخیر گزرے گی۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تبلیغ بہترین جہاد ہے۔ (تفسیر کبیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بہترین زندگی گزارنے کے لئے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نسخہ کیمیا عطا فرمایا وہ بھلائی کا حکم دینا ہے اور برائی سے روکنا ہے، یقیناً ایسے انسان کی زندگی بخیر گزرتی ہے کیونکہ لوگوں کا بھلا چاہنا ان کو اچھی باتوں کی تعلیم دینا اور ان کے اندر سے برائیوں کی محبت کو نکالنا، اس کے لئے کوشش کرنا، سمجھانا، ان کاموں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اس بندے کے لئے محبت پیدا ہوتی ہے اور ہر کوئی اس سے دلی لگاؤ رکھتا ہے، اس کے ہر کام کو آسان کرنے کی کوشش کرتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ معاشرے میں ایسے لوگوں کی بے پناہ عزت ہوتی ہے اور ہر کوئی ان کی خدمت کرنے کو سعادت مندی سمجھتا ہے، بشرطیکہ اخلاص سے سارا کام کرتا ہو۔ اللہ عز و جل ہم سب کو دعوت کی ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تین سو حوروں سے شادی

آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایسا شخص (یعنی نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے والا) جنت میں تمام بالا خانوں سے اوپر یہاں تک کہ شہدا کے بالا خانوں سے بھی اوپر ایک بالا خانے میں ہوگا جس کے اوپر سبز زمرہ کے تین سودروا زے ہوں

گے اور ہر دروازہ نور سے معمور ہوگا اور وہاں پر تین سو پاک دامن حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی جب وہ کسی ایک حور کی جانب متوجہ ہوگا وہ کہے گی آپ کو وہ دن یاد ہے جب آپ نے نیکی کا حکم دیا تھا اور برائی سے روکا تھا۔ دوسری کہے گی آپ کو وہ جگہ یاد ہے جہاں آپ نے نبی عن المنکر اور امر بالمعروف کیا تھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

(ص: ۱۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کا حکم دینے والے کے لئے اللہ عز وجل نے کتنا بلند مقام رکھا ہے، شہدا کے بالا خانوں سے بھی اوپر اس کے لئے بالا خانہ ہوگا۔ سبحان اللہ! رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ دعوت الی الخیر کے بدلے میں انشاء اللہ جنت بھی ملے گی اور وہ بھی بلند مقامات کے ساتھ، جو بھی وعدہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سب کچھ ملے گا، آخرت میں جب یہ صلہ ملے گا تو دنیا میں بھی نیکی کی دعوت کا صلہ اللہ عز وجل ضرور عطا فرمائے گا، نیکی کی دعوت اور نیکیوں پر عمل اور برائی سے نفرت اور برائی سے روکنے کا کام کر کے دیکھو انشاء اللہ دارین کی عزت ضرور حاصل ہوگی، اللہ عز وجل ہم سب کو توفیق عطا کرے۔ آمین

بھلائی کی کنجیاں

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ خیر کے خزانے ہیں اور ان خزانوں کی کنجیاں انسان ہیں اس بندے کو خوش خبری ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر خواہی کو کھولنے کی اور برائی کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے اور اس بندے کیلئے ہلاکت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے برائی کو کھولنے اور بھلائی کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے۔ (ابن ماجہ)

مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اگر کوئی بندہ بھلائی کا حکم دیتا ہے تو گویا وہ خیر کے خزانہ کو کھولتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تو گویا اس بندہ کو اللہ

عزوجل نے برائی بند کرنے کی کنجی بنا دیا ہے، پروردگار جل جلالہ نے جب ہم کو بھلائی کے خزانے کی کنجی بنا ہی دیا ہے تو آؤ ہم بھلائی کے خزانہ کو کھولیں اور برائی کو بند کر دیں، اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا کرے۔

ہر کلمہ کے عوض ایک سال کی عبادت

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے رب اس شخص کا بدلہ کیا ہوگا جس نے اپنے بھائی کو بلایا اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا؟ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اس کے ہر کلمہ کے بدلہ ایک سال کی عبادت لکھ دی جاتی ہے اور میری رحمت کو اسے جہنم میں جلاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

اللہ عزوجل کا کتنا کرم اور احسان ہے کہ ایک کلمہ کے عوض میں ایک سال کی عبادت کا ثواب اور کرم بالائے کرم ایسے بندے کو جو بھلائی کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے مولیٰ کی رحمت کو اسے جہنم میں جلانے پر شرم آتی ہے۔ کیا اب بھی ثواب حاصل کرنے اور جہنم سے بچنے کے لئے بھلائی کا حکم نہیں دو گے اور برائیوں سے نہیں روکو گے؟ آؤ نیت کریں کہ انشاء اللہ ضرور آج ہی سے اس کی کوشش کریں گے، اللہ عزوجل ہم سب کو توفیق عطا کرے۔

پورا ثواب

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہدایت کی طرف بلانے والے کے لئے اس کی پیروی کرنے والوں کے برابر ثواب ملتا ہے جب کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی اور برائی کی طرف بلانے والے کو اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو ہوتا ہے جب کہ اس کے گناہوں میں کچھ بھی کمی نہیں ہوتی۔ (ترمذی ج ۲ ص: ۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیکی کی

دعوت کا فائدہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اللہ اکبر! آپ کی نصیحت پر اگر کوئی عمل کرتا رہا، دوسروں تک آپ سے سنا ہوا پیغام پہنچاتا رہا اور جو جو اس پر عمل کرتے رہیں گے ان سب کا ثواب اللہ تعالیٰ آپ کو بھی عطا فرمائے گا، ایسے ہی برائی کے حوالے سے فرمایا گیا کہ اگر کوئی آپ کے کہنے پر برا عمل کرتا رہا اور جو بھی اس پر عمل کرتے رہیں گے آپ کو ان سب کا گناہ ہوگا، اللہ عزوجل ہم سب کو صرف نیکی کرنے اور نیکی کا حکم دینے کی توفیق عطا فرمائے اور برائی سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پچاس مسلمانوں کے اعمال کے برابر اجر

اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے اور ایسا امر دیکھو کہ تمہیں اس سے چارہ نہ ہو تو اپنے نفس کو لازم کر لو یعنی خود کو بری چیزوں سے بچاؤ اور عوام کے معاملے کو چھوڑو (یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضروری نہیں) تمہارے آگے صبر کے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے مٹھی میں انگار لینا۔ عمل کرنے والے کیلئے اس زمانہ میں عمل کرنے والے پچاس اشخاص کے برابر اجر ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! مسلمان میں سے پچاس کا اجر اس ایک کو ملے گا؟ فرمایا مگر تم میں سے پچاس کے برابر اجر ملے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

افضل الجہاد

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَابِرٍ“ یعنی جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق بہترین جہاد ہے (ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۰)

راستے کا حق

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے مجلس قائم کرنا (بعض اوقات) ضروری ہوتا ہے جس میں ہم آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجلس قائم کرنا ضروری ہی ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، لوگوں کو تکلیف دینے سے باز رہنا، سلام کا جواب دینا اور نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔ (مسلم شریف ج ۲، ص: ۲۱۳)

آج جہاں دیکھو وہاں نوجوانوں کا ٹولہ نظر آتا ہے، چوراہے سے لے کر اسکول، کالج وغیرہ کی سیڑھیوں تک اور راہ گیر کو جملے کسانیز عورتوں کو چھیڑنا، آوارگی کرنا یہ سب برائیاں پائی جاتی ہیں، میرے آقا نے جو راستہ پر بیٹھتے ہیں انہیں یہ ذمہ داری بتائی کہ اگر بیٹھنا ہو تو نگاہیں نیچی رکھیں، لوگوں کو تکلیف نہ دیں، سلام کا جواب دیں، نیکی کا حکم دیں، اور برائی سے روکیں، یہ راستہ کا حق ہے۔

مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے مسلمان بھائی کا آئینہ ہے اگر اس میں کوئی برائی دیکھے تو اس کو دور کر دے۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسلمان کو دیکھ کر اسلام کی تعلیم کا اندازہ لگتا ہے، اگر ایک مسلمان اچھی طرح زندگی گزارے اور قانون الہی کا خیال رکھے اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کرے تو اسے دیکھ کر دوسرے مسلمان کو بھی سنورنے اور اسلام کے اصول و احکام

کی پابندی کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا اسی لئے فرمایا گیا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے جس طرح آئینہ پر داغ لگا ہو تو ہم اس کو فوراً صاف کر دیتے ہیں تاکہ ہمارا چہرہ صاف نظر آئے یوں ہی مسلمان میں اگر کوئی کمی دیکھیں تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں، اللہ عز و جل ہم سب کو توفیق عطا کرے۔

سب کو عذاب

چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ جل شانہ سب لوگوں کو عذاب نہیں کرے گا مگر جب کہ وہاں بری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام و خاص سب کو عذاب ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص: ۴۳۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج بہت ساری جگہوں پر ہم برائی روکنے پر قادر ہونے کے باوجود روکتے نہیں محض اس وجہ سے کہ ہمارے اور ان کے تعلقات خراب نہ ہوں، خبردار! تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں عذاب الہی کا جب نزول ہوگا تو اس کی زد میں صرف گنہگار ہی نہیں بلکہ وہ نیکو کار بھی ہوں گے جو طاقت رکھنے کے باوجود برائی سے روکنے کی کوشش نہیں کرتے تھے، لہذا عذاب الہی سے بچنا ہو تو اپنی استطاعت کے مطابق ضرور برائی سے روکنے کی جدوجہد کرو۔

ملعون ہونے کا سبب

بنی اسرائیل نے جب گناہ کئے ان کے علما نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر علماء ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے علما کے دل بھی انہی کے جیسے کر دئے اور حضرت سیدنا داؤد و حضرت سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے ان سب پر لعنت کی اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے اس کے

بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم تم یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری باتوں سے روکو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو گے اور ان کو حق پر روکو گے اور حق پر ٹھہراؤ گے یا اللہ تعالیٰ تم سب کے دل ایک طرح کے کردے گا پھر تم سب پر لعنت کر دے گا جس طرح ان سب پر لعنت کی۔ (ابوداؤد)

شہر کو زیر و زبر کر دیا گیا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”أَوْحَى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ أَقْلِبْ مَدِينَةَ كَذَا وَكَذَا بِأَهْلِهَا، فَقَالَ يَا رَبِّي إِنَّ فِيهِمْ عَبْدَكَ فَلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ أَقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَإِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِي سَاعَةٍ قَطُّ“ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں بستی کو اس کے باشندوں پر الٹ دو، عرض گزار ہوئے کہ اے رب اس میں تو تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی تیری نافرمانی نہیں کی فرمایا کہ اس پر اور دوسرے سب پر الٹا دو کیوں کہ میری خاطر اس کا چہرہ ایک ساعت بھی متغیر نہیں ہوا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۳۹)

میرے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے دیوانو! اگر ہم خود تو نیکیوں کے عادی ہیں اور لوگوں کو برائی کرتے دیکھ کر ان برائیوں سے لگن نہ کریں اور انہیں روکنے کی جدوجہد اپنی استطاعت کے مطابق نہ کریں تو اللہ عز و جل جو حشر برے لوگوں کا فرمائے گا وہی نیک بندوں کا بھی فرمائے گا۔ لہذا ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ صرف خود ہی نیک نہ رہیں بلکہ اپنے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کو نیکی کے ماحول سے آراستہ کرنے کی کوشش کریں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَ

أَهْلِيكُمْ نَارًا“ یعنی اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

داعیانِ دین کے اوصاف

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جو خوش بخت و خوش نصیب اور صاحبِ عقل اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیتے ہیں اور دعوتِ دین کا فریضہ انجام دینے کے لئے کمر بستہ ہو جاتے ہیں ایسے خوش نصیب لوگوں کے لئے ان کی پہلی کوشش اپنی اصلاح کے لئے ہو اس لئے کہ جب تک خود ان کے اندر خاص خوبیاں اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کا جذبہ پیدا نہ ہوگا اس وقت تک ان سے اس بات کی امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ دوسروں کے دل اور دوسروں کی زندگی بدلنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لہذا ضروری ہے کہ اپنے آپ کی اصلاح پر توجہ دی جائے۔

ایک کامیاب مبلغ بننے کے لئے ضروری ہے کہ جہاں ایک طرف وہ ذاتی طور پر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند، باکردار اور نیک ہو وہیں دوسری طرف اس کے اندر وہ صفات بھی موجود ہوں جو اسے اس قابل بنائیں کہ وہ دوسروں کے ساتھ رہ کر ان نیک صفات کو اپنے کردار کے ذریعہ دوسروں میں منتقل کر سکے۔ دعوت کے راستے میں یہ بہت اہم ضرورت ہے اس لئے کہ وہ شخص دعوت و تبلیغ کے میدان میں صحیح معنوں میں قدم نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے جو خود اپنے کردار میں اچھا نہ ہو۔

آئیے معلوم کریں کہ وہ کون کون سی صفات اور خوبیاں ہیں جو داعی اسلام کی زندگی اور اس کے کردار میں ایسی جاذبیت اور نکھار پیدا کر دیں کہ عوام انہیں دیکھ کر، ان کے ساتھ رہ کر محبت رسول اور اطاعت رسول میں دیوانے ہو جائیں، داعی کی صفات میں ایک بڑی صفت اخلاص ہے۔

اخلاص

اخلاص سے مراد یہ ہے کہ ہمارا اٹھنے والا ہر قدم محض اللہ عز و جل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے ہو۔ شہرت کی خواہش، عزت کی تمنا، اقتدار کی لالچ اور کسی خطاب کے خیال سے دل پاک ہو۔ ارشادِ ربّانی ہے۔ ”وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَقُّ اَنْ يُرْضُوْهُ“ اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔

(پارہ ۱۰، رکوع ۱۴، آیت ۶۲، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا تعریف کرے یا گالی دے اس سے بے نیاز ہو کر یہ تصور دل میں جمالیں کہ ہمارا مرنا، جینا سب کچھ رب کعبہ کے لئے ہے اور دین اسلام کے غلبے کے لئے ہے۔ اگر اللہ عز و جل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے اور گم گشتگان راہ ہدایت صحیح راہ پر چل پڑیں اور پچھلے گناہوں سے تائب ہو جائیں تو اسے اپنی خوبی نہ سمجھیں بلکہ یہ عقیدہ دل میں رہے کہ دلوں کا پھیرنے والا تو خدائے عزیز و قدری ہی ہے یہ تو اس کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنایا۔ ساری خوبیاں تو اللہ عز و جل ہی کے لائق ہیں۔

یاد رکھیں کہ کامیابی اور ناکامی من جانب اللہ ہے، کامیابی پر اللہ عز و جل کا شکر ادا کریں ناکامی پر مزید محنت اور کوشش کریں اور ناکامی کے اسباب بھی تلاش

کریں اخلاص میں کمی، عمل میں کوتاہی، مقصد فراموشی، عبادت میں سستی، ناکامی سے ہمکنار کرنے والی چیزیں ہیں ورنہ اللہ عز وجل تو کسی کی کوشش کو رائیگاں نہیں فرماتا۔ چنانچہ اسی کا فرمان ہے۔ ”وَإِنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى“ اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔ (کنز الایمان، سورۃ النجم۔ رکوع ۷/آیت ۳۸)

ناکامی پر بد دل یا مایوس ہونا مومن کا شیوہ نہیں، ان شاء اللہ خالق کائنات ضرور جلد یا دیر کامیابی سے ہمکنار فرمائے گا۔ اس کا وعدہ حق ہے۔ ”وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ“ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

(کنز الایمان، پارہ ۴/سورۃ آل عمران رکوع ۵/آیت ۱۳۸)

ہم خالص اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے لئے سنی دعوت اسلامی کے لئے سرگرم رہیں اور سعی پیہم و جہد مسلسل سے اسے عام و فائز المرام کریں۔ اللہ عز وجل کی رضا کے علاوہ اور کچھ ہمارا مطلوب و مقصود نہ ہو۔ قرآن مقدس میں اطاعت شعاری ہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ ”مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ“

(سورہ بینہ آیت ۴/رکوع ۳۰/۱)

معلوم ہوا کہ ہمارا ہر عمل خالص اپنے معبود برحق کے لئے ہونا ہری یا باطنی طور پر کسی بھی چیز کا دخل نہ ہو ”إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى“ یعنی خدائے برتر کی ذات کی خوشنودی کے سوا کوئی غرض نہ ہو۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعوت اور تبلیغ کے سلسلہ میں ہمیشہ یہی اعلان فرمایا ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس سے ہم کو کوئی دنیوی غرض اور ذاتی معاوضہ مطلوب نہیں ”وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ“ اور میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا میرا اجر تو اس پر ہے جو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی یہی اعلان فرمایا۔ ”وَيْقَوْمُ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ“ اور اے میری قوم میں تم سے اس پر

دولت کا خواہاں نہیں میری جزا تو خدا ہی پر ہے۔ (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۲۸ رکوع ۳)

ہمارے حضور تاجدارِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کے صدقہ و طفیل ہمیں داعیِ دین ہونے کی عزت عطا کی گئی، ان کی قلبی کیفیت کو بیان کرنے کا حکم اللہ عز و جل نے خود انھیں عطا فرمایا ”قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنَّ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ“ تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں کو میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (کنز الایمان، پارہ ۲۲، سہا، ۶، آیت ۴۷)

یعنی وہ احکم الحاکمین جو عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ میری نیتوں کو بھی جانتا ہے کہ میری کوشش بے غرض اور صرف اللہ عز و جل کے لئے ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر محسن اعظم کو لوگوں کو دعوت الی اللہ کے مقصد کی وجہ بتا دینے کا حکم دیا گیا ”قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا“ یعنی تم فرماؤ اس پر میں تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے۔ (کنز الایمان، پارہ ۱۹، آیت ۵۷، فرقان)

یعنی میری اس کاوش، جدوجہد کی وجہ اگر تم جاننا چاہتے ہو تو جان لو کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم لوگ حق کو قبول کر لو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیتوں کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح ذہن میں بیٹھ گئی ہوگی کہ دعوت کے کام میں اخلاص سب سے زیادہ ضروری ہے۔ دنیا میں بھی اخلاص ہی کامیابی کی بنیاد ہے۔ کوئی بظاہر کتنا ہی بڑا نیکی کا کام کر لے، لیکن اگر اس کی نیت کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا مقصد ذاتی منفعت یا شہرت یا نمائش تھا تو اس کام کی قدر و قیمت فوراً نگاہوں سے گر جائے گی۔ ہمیں سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ عشق و محبت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ہمیشہ دل و دماغ میں بسائے رکھنا چاہئے۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

فکر اسلامی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مبلغ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کو دین کی باتیں سمجھاتے ہوئے یہ بات بتائے کہ دین محض چند رسومات کا نام نہیں ہے بلکہ مبلغ کو چاہئے کہ وہ اپنی گفتگو میں اسلام کا ایسا تعارف پیش کرے کہ سامعین کے دلوں میں اسلام کا تصور پورے نظام زندگی کی حیثیت سے بیٹھ جائے، ہماری فکر خالص اسلامی فکر ہو، ہماری فکر و سوچ میں کہیں سے غیر اسلامی فکر داخل نہ ہونے پائے۔ ہمیں ہر وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ اس کے دائرے سے خارج نہیں۔ وہ اخلاق سنوارنے کا پیغام بھی دیتا ہے اور عدل و انصاف کا قانون بھی فراہم کرتا ہے۔ وہ رزق حلال حاصل کرنے کے طریقے بھی بتاتا ہے اور اس کے اصول بھی مہیا کرتا ہے۔ اسلام انسانی زندگی کے ہر گوشے کو سیراب کرتا ہے۔ کسی گوشے کو تشنہ نہیں چھوڑتا۔

احکام اسلامی کی معلومات فراہم کرنے کے لئے قرآن حکیم اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق کو مضبوط کرنا ہوگا ہمارا مذہب وہم و گمان کا مذہب نہیں۔ اگر اللہ عزّ و جل نے فہم و بصیرت عطا فرمائی ہے کہ اپنے مسائل خود قرآن و حدیث سے حل کر سکیں تو الحمد للہ، ورنہ اللہ عزّ و جل نے جن خوش نصیبوں کو معرفت قرآن و حدیث کی دولت عطا فرمائی ہے ان سے استفادہ کریں۔

فکر اسلامی تجارت کی منڈی سے لے کر گھریلو زندگی تک چھائی ہوئی رہنی چاہئے اور اس پر صد فی صد اطمینان ہونا چاہئے۔ اور اسلامی فکر کو ہر جانب مسلط کرنے کی تگ و دو کرنی چاہئے۔ فکر اسلامی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے علمائے ربانین سے ملاقات، زاہدین کی ہم نشینی نیز ان حضرات کا احترام اور ان کی خوبیوں کی تعریف نہایت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ اولیاء اللہ کے آستانوں پر حاضری اور ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کامیابی کا زینہ ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمان اور اسلام کی سر بلندی کے لئے کیا ہونا چاہئے یا وہاں پر مسلم سرگرمیاں کیا ہیں؟ اور اسلام کے لئے کیا ہو رہا ہے؟ اس کی معلوما ت فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ نیز تحریک کے افکار و نظریات کو لوگوں تک پہنچانے کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہنا چاہئے۔ اس لئے کہ ہم جس تحریک سے وابستہ ہیں اس کے ذریعے اس وقت عالمی سطح پر احیائے سنت اور اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کا کام شروع ہو چکا ہے، دنیا کے مختلف ممالک آج بھی بے تابی سے داعیانِ دین کا انتظار کر رہے ہیں۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**۔

یاد رکھیں! اگر ہم نے اپنے سے قریب ہونے والے مسلمان بھائیوں کے اذہان و قلوب کو اسلامی فکر سے مزین نہیں کیا تو عند اللہ ضرور ہم سے مواخذہ ہوگا۔ لہذا ہم ہر آنے والے کو سنوارنے کی کوشش کریں نیز اسے اچھی طرح تحریک کو سمجھنے کا موقع دیں۔ پہلی ملاقات میں نہ آپ اسے مکمل سمجھ سکتے ہیں اور نہ وہ آپ کو۔ وہ جتنا آپ سے قریب ہوگا اس کے دل میں اسلام کی محبت پختہ ہوتی چلی جائے گی اور معاصی و منہا ہی سے نفرت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

اس طرح ساتھیوں میں اضافہ ہوگا اور پھر تشنگانِ دین کو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جام سے سیراب بھی کیا جاسکے گا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم خود اپنی دعوت کا عملی نمونہ بن جائیں۔

”سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کی نظر اپنے عیبوں پر ہو اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرے“

ہم ایک طبیب کے فرائض انجام دیں کہ طبیب مریض سے نہیں مرض سے نفرت کرتا ہے اگر معاشرے میں کوئی مسلمان برائیوں میں زندگی گزار رہا ہے اس کی دنیا اور آخرت سنوارنے کے لئے کوشاں ہو جائیں وہ کیسا بھی ہے پیارے آقا کا اُمتی تو ہے۔

اگر آپ کی نصیحت سے اس کی اصلاح ہو جائے تو جب تک وہ دیوانگی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جے گا آپ کے لئے بخشش کی دعائیں کرتا رہے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام اپنے ماننے والوں کو یہی سبق دیتا ہے کہ تم اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ ہم سوچتے ہیں کہ جنت کے حقدار بن جائیں تو اپنے ان اسلامی بھائیوں کو بھی عشق کی راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کریں جو برائیوں میں مبتلا ہیں۔ اور اگر اللہ عز وجل نے کچھ عبادت کی توفیق دی ہے تو اس پر نازاں نہ ہوں بلکہ خدا کا شکر ادا کریں

ایثار

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایثار و قربانی کے واقعات آپ کی نگاہوں کے سامنے نہیں ہیں؟ کیا ان پاکباز لوگوں نے اپنی جان، مال اور اولاد کو ضرورت پڑنے پر راہ خدا میں قربان نہیں کر دیا؟ غور فرمائیے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایثار و قربانی کے جذبہ صادق پر کہ ایک مرتبہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے مال کی قربانی طلب فرمائی تو یارِ غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی ساری جائیداد لے کر حاضر ہو گئے، سرکار نے پوچھا، ابو بکر کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب پر قربان جاؤ، عرض کرتے ہیں گھر میں اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ گویا آپ یوں فرما رہے تھے

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

لہذا ایک مبلغ کی باوقار زندگی کے لئے ضروری ہے کہ بوقتِ ضرورت ایثار و قربانی پیش کرنے میں سستی نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مبلغ کی بہت سی صفتوں

میں ایک اہم صفت ایثار و قربانی بھی ہے۔

یاد رکھیں! دنیا میں کوئی بھی نظام بغیر ایثار و قربانی کے قائم نہ ہو سکا اگر ہم عیش کدوں میں بیٹھ کر نظام اسلام قائم کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دین کی راہ میں جان، مال اور وقت کی قربانی دینا دین پر کوئی احسان نہیں بلکہ اس قربانی کو قبول کرنا رب عز وجل کا ہم بندوں پر احسان ہے، اس لئے کہ خدا کی ذات بے عیب ہے اور ہم اس کی بارگاہ میں اپنی جانب سے عیب دار نذرانہ پیش کرتے ہیں کیوں کہ ہم تو سراسر خطا کار ہیں پھر بھی اس کا عظیم احسان ہے کہ اپنے دین کے کام کے لئے اس نے ہمیں توفیق مرحمت فرمائی اگر اس راہ میں آنے والی مصیبتوں کا ہم نے خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور صبر و شکر کی راہ پر گامزن رہے یہاں تک کہ وقت آنے پر ہم نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی تو یہ ہماری زندگی کی معراج ہوگی۔ اس لئے کہ جو بستر پر مرتے ہیں وہ مرہی جاتے ہیں اور جو اس کی راہ میں جان دیتے ہیں وہ جان دے کر بھی زندہ رہتے ہیں اور دائمی اجر کے حقدار ہوتے ہیں۔ اور یہ بات ذہن میں رہے کہ راہ خدا میں دی گئی قربانی کے ضائع ہونے کا تو سوال ہی نہیں ہوتا، یہاں تو اجر ہی اجر ہے۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری جان اور ہمارا مال سب کچھ تو احکم الحاکمین کی امانت ہے جیسا کہ رب تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ ”إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ“ یعنی بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے اس بدلے پر کہ ان کیلئے جنت ہے۔ (سورہ توبہ)

ہم تو درحقیقت ان دونوں چیزوں (جان و مال) کی نگرانی کے لئے ہیں جہاں جہاں کے لئے ہمیں ان کے استعمال کا حکم ملا ہے وہاں وہاں ان کو استعمال کریں تاکہ یوم حساب شرمندگی نہ ہو، رسوائی نہ ہو۔ اگر ہم امانت الہی کی ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دے چکے

تو خالقِ جنت کے وعدے کے مطابق جنت کے حقدار بن جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

علم

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مبلغِ دعوتِ دین کے عظیم جذبے کو لے کر اپنی اور اپنے اسلامی بھائیوں کے اصلاح کا عظیم کام انجام دینے میں ہر طرح کی قربانیاں دے رہا ہو اور داعی کی بہت سی صفات اس میں موجود بھی ہوں تو اس کے باوجود مبلغ کو دعوت کے نظام کو آگے بڑھانے کے لئے ایک اہم ضرورت علم بھی ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق علم دین ہمارا بہترین ساتھی ہے، ارشادِ رسالت ہے ”عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ فَإِنَّ الْعِلْمَ حَلِيلُ الْمُؤْمِنِ“ علم کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ علم بہترین دوست ہے۔

علم ایسا دوست ہے جو قبر کی تاریک وادی میں فرشتوں کے جواب کے لئے بھی کام آتا ہے۔ داعی سے مخاطب کی کافی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں سامعین اپنی مختلف پریشانیوں کا حل دین کے دائرے میں چاہتے ہیں۔ اگر ان کی پریشانیوں کا علاج قرآن و حدیث کی روشنی میں نہ کیا گیا تو وہ تشنہ چلے جائیں گے اس طرح اجر سے محرومی ہوگی لہذا مبلغ کو ہمیشہ تحصیلِ علم میں سرگرداں رہنا چاہئے کبھی اپنے آپ کو مکمل نہ سمجھے کہ ہمارے اور آپ کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمُهْدِ إِلَى اللَّحْدِ“ ماں کی گود سے لے کر قبر کی گود تک علم حاصل کرتے رہو۔

ہمارا دفتر ہو یا مکان اس کی زینت دینی کتابوں سے ہو نہ کہ قیمتی شو پیس سے اور یہ کتابیں برائے زینت نہ ہوں بلکہ برائے مطالعہ ہوں اور مطالعہ برائے مطالعہ نہ ہو بلکہ برائے عمل ہو یہی تقاضائے دینِ متین و منشائے شرعِ مبین ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! روزِ مرہ کے

معمولات میں سے کچھ وقت مخصوص کر لو جو تحصیل علم یا مطالعہ کے لئے ہو اور علم نافع کے لئے دعا کرو۔ اور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت سمجھ کر علم میں اضافہ کی دعا کرتے رہو ”رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا“ اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے، انشاء اللہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ مل جائے گا، فرائض کی ادائیگی کے بعد عبادات میں سب سے بہترین عبادت علم حاصل کرنا ہے۔

حضور حافظ ملت علامہ الشاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان (بانی الجامعۃ الاثریہ مبارکپور) ارشاد فرماتے ہیں کہ داعیان دین کے لئے بہترین وظیفہ کتابوں کا مطالعہ ہے۔ اور حضور سید العلماء سید آل مصطفیٰ مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ داعیان دین کو روزانہ کم از کم دینی کتابوں کے دو سو صفحات کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

یاد رہے قرآن و سنت کی روشنی میں علم کے بغیر دعوت کا کام بھٹکانا اور بھٹکانا ہے۔ قرآن حکیم کا ترجمہ کنز الایمان، کتب احادیث و تفسیر، تاریخ اسلام، سیرت تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، علمائے اہل سنت بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیف کردہ کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں۔ بزرگوں کی سیرت اور ان کے واقعات نیز ان کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ یاد رہے قرآن مقدس کی روشنی میں بزرگ ترو ہی ہے جو صاحب تقویٰ ہو چنانچہ رب عزوجل کا فرمان ہے ”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ“ یعنی بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (کنز الایمان، پارہ ۲۶، رکوع ۱۴، آیت ۱۲)

اور تقویٰ بغیر علم کے حاصل نہیں ہو سکتا چاہے وہ درس گاہ سے ملے یا من جانب اللہ ملے یا بزرگوں کی نظر سے ملے۔ اپنی زندگی اس راہ میں لگا دو تا کہ علم کی روشنی کے ذریعے دنیا کو اُجالے میں لاسکو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حصول علم کے

لئے آپ کی سہولت کے پیش نظر ہم ذیل میں کتابوں کی فہرست پیش کر رہے ہیں جن کے مطالعہ سے نہ صرف علم بڑھے گا بلکہ عقیدہ اور ایمان بھی مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمارے دلوں میں مطالعہ کا شوق پیدا فرمائے اور ہمیں علم نافع عطا فرمائے۔

برائے مطالعہ

- ☆ کنز الایمان و خزائن العرفان ضروری
- ☆ بہار شریعت حصہ اول ضروری
- ☆ تمہید ایمان ضروری
- ☆ قانون شریعت ضروری
- ☆ تجلی الیقین ضروری
- ☆ سرور القلوب ضروری
- ☆ جذب القلوب ضروری
- ☆ بہار شریعت حصہ ۱۶ ضروری
- ☆ اخبار الاخیار مترجم ضروری
- ☆ تکمیل الایمان مترجم ضروری
- ☆ تحقیقات اول و دوم ضروری
- ☆ فتاویٰ افریقہ ضروری
- ☆ سیرت رسول (عربی)
- ☆ سیرۃ المصطفیٰ
- ☆ مبارک راتیں
- ☆ مکاشفۃ القلوب
- ☆ کیمیائے سعادت

☆ نفحات الانس بزم اولیا
☆ عظمت والدین
☆ جنتی زیور (برائے خواتین)

عمل

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! داعی دین کے اوصاف میں بہت نمایاں وصف اس کا اپنا ذاتی عمل ہے اور یہی وصف دعوت کی راہ میں معاون ہوتا ہے، مبلغ کا عمل خود ایک دعوت ہے اس لئے کہ علم بغیر عمل کے ایسے ہی ہے جیسے درخت بغیر پھل کے۔ یہ کتنی بڑی منافقت ہوگی کہ ہم کہیں کچھ، اور کریں کچھ۔ خالق کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ”اتَّامُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ“، یعنی کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

(سورۃ البقرہ، رکوع ۵، آیت ۴۳)

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم جو دعوت لوگوں کو دیں اس دعوت کا اولیں مخاطب اپنی ذات کو بنائیں اپنے وجود کو مکمل اسلامی وجود میں رنگ ڈالیں ہمارا ایک ایک عمل اسلام کے دائرے میں ہو۔ اگر ہم نے اپنی ذات کو دعوت سے محروم رکھا اور ساری کائنات میں دین کی دعوت پہنچانے میں سرگرداں رہے تو یہ اپنی دعوت کا مذاق اڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور کھلی ہوئی منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟ اور ایسا کرنے میں دارین میں رسوائی کے علاوہ اور کیا ہاتھ آئے گا؟۔

داعی کا کردار قوم کے لئے نمونہ عمل ہوتا ہے۔ داعی کی بے عملی اور سستی کو دلیل بنا کر اگر کوئی جاہل بے عملی کا شکار ہو گیا تو انجام کتنا خطرناک ہوگا اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے اللہ عز و جل ہم سب کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے صدقہ و طفیل میں دارین کی رسوائی سے بچائے۔

اچھی صحبت

اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور پیچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(کنز الایمان، پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۸ رکوع ۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! داعی کی زندگی
میں یہ وصف جس کو ہم اچھی صحبت کہتے ہیں بے پناہ ضروری ہے کیوں کہ داعی کو دیکھنے
والے لوگ اس کے ماحول کو، قرب و جوار کو یعنی داعی کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں پر
گہری نگاہ رکھتے ہیں، اگر ان کی نگاہوں کو داعی کی صحبت میں رہنے والے نیک، پارسا،
با کردار، افراد ہیں تو خود بخود عوام پر ایسے داعی کی دعوت کا اثر نمایاں ہونے لگتا ہے۔
اور یہی دین کا مقصود بھی ہے۔ علم پر عمل کی طرف ابھارنے والی چیز صالحین کی صحبت
ہے اچھی صحبت کی بنیاد پر اچھا جذبہ پیدا ہوتا ہے تحریک کے کامیاب اور زیادہ با عمل
ساتھیوں کی طرف نظر ہونی چاہئے اور ان کی صحبت سے استفادہ کرنا چاہئے۔ تاکہ کج
روی، کوتاہی اور نفس کی شرارتوں سے بچنے کا ہنر پیدا ہو سکے۔ حق بات اور اچھائی کو
قبول کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہئے کہ یہ سعادت مندوں کی نشانی ہے، بے جاسد،
ہٹ دھرمی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

چند ساعت صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

علمائے باعمل کی صحبت سے ضرور استفادہ کرنا چاہئے اور ان کے درس میں
شرکت کے لئے وقت نکالنا چاہئے تاکہ قرآن وحدیث کے رموز و اسرار سے واقفیت
حاصل ہو اس لئے کہ حکمت و دانائی کی ایک بات کبھی عرصہ دراز کے لگے ہوئے زنگ
کو دور کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔ ایسی محفلوں سے اجتناب کریں جہاں ضمیر کو

جگانے کے بجائے سلایا جاتا ہوتا کہ تضييع اوقات کرنے والوں میں شمار نہ ہو اور دل مردہ نہ ہو۔

یاد رکھیں! درس اور محفل سے مراد علمائے حق اور علمائے اہل سنت کی محفل اور درس ہے ورنہ وہ لوگ جن کے دل کا دیا بجھ چکا ہو ایسوں کی زبان سے قیل وقال بے مقصد ہوگا اس لئے کہ اندھیرے کا مسافر اجالا نہیں دے سکتا۔

استقامت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دعوت دین کی راہ میں استقامت بھی ایک اہم وصف ہے، داعی کی زندگی میں کامیاب دعوت کی بنیاد مبلغ کے کام میں دل چسپی کے ساتھ ساتھ استقامت ہی منزل مقصود تک پہنچانے میں مددگار ہوتی ہے۔ اس راہ میں ہزار تکلیف ہو پھر بھی دعوت کا کام کسی صورت سے نہ رکے نہ سست ہو، کیوں کہ دین کی راہ میں آزمائش و ابتلا سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ کبھی آلام و مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور کبھی اپنے پرائے کی طعنہ زنی قلب و جگر میں لرزہ پیدا کر دیتی ہے کبھی داعیان دین کو خریدنے کی کوشش کی جاتی ہے کبھی مکرو فریب کے جالے اس طرح بن دیئے جاتے ہیں کہ آدمی اس کو سمجھ تک نہیں سکتا۔ کبھی مسلسل تنگ و دو کے باوجود خاطر خواہ کامیابی نہ ملنے پر طبیعت میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے غرض کہ مختلف طریقوں سے داعی دین آزمایا جاتا ہے لیکن کامیاب وہی داعی دین ہو سکتا ہے جس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے بلکہ طوفان اپنا رخ موڑ دے، طعنہ دینے والے سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ اسے دعوت سے کسی صورت سے نہیں روکا جا سکتا۔ استقامت کا مظاہرہ کرنے والے کو انشاء اللہ تعالیٰ احکم الحالمین کی مدد ملے گی۔

اللہ عز و جل کا وعدہ ہے ”وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ“ یعنی ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ (کنز الایمان، پارہ ۲۱/ سورۃ الروم آیت ۴۷ کو ع ۸)

جب آپ استقامت کا کوہ گراں بن جائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ جو

مخالفت کے پہاڑ توڑ رہے تھے وہی دست و بازو بن کر دین کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوں گے۔ کوئی بھی تحریک بغیر استقامت کے کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔

محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ وصف کمال ایمان کی علامت ہے، عام مومن کی زندگی میں یہ وصف پایا جانا زندہ روح کی علامت ہے کیوں کہ اس وصف کا تعلق ایمان سے ہے تو اگر عام مومن کی زندگی میں اس وصف کا ہونا ضروری ہے تو داعی کی زندگی میں یہ وصف بدرجہ اتم ہونا لازم ہے کہ یہ وصف جتنا زیادہ پایا جائے گا دعوت میں اتنا ہی درد، نکھار اور تاثیر پیدا ہوتی جائے گی اور اصل بات تو یہ ہے کہ اسلام کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ مومن کا دل محبت رسول کا خزانہ بنارہے، چنانچہ ذات رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کس حد تک ہونی چاہئے۔ خود پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سنئے، ارشاد فرماتے ہیں۔ ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور بقیہ تمام انسانوں کے مقابلے میں اس کے نزدیک زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (مسلم شریف ج ۱، ص ۴۹)

صحابہ کرام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان میں اطاعت الہی عَزَّ وَجَلَّ و اطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو عظیم جذبہ تھا اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور انھیں ہمیشہ یہ خوف دامن گیر رہتا کہ محبت رسولانہ ہونے پائے، کوئی یہ نہ کہے کہ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا کر رہا ہے۔ لہذا رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو خوب خوب اپنے دل میں جاگزیں کر لو اور یہ محبت ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیدا ہوتی ہے۔ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں

اضافہ کے لئے معجزات و کمالات حضور اکرم کا مطالعہ کریں اور ان کا ذکر کریں۔ نیز خالق کائنات جلّ و علا نے جس طرح قرآن مجید میں اپنے پیارے محبوب کی شان بیان کی ہے اور جو آداب بارگاہ رسول اکرم کے بیان فرمائے ہیں انھیں اچھی طرح سے پڑھیں۔ اعلیٰ حضرت کا رسالہ تجلی الیقین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب جذب القلوب کا مطالعہ بھی اس کے لئے بہت مفید ہے۔

اسی طرح عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مزید اضافہ و پختگی کے لئے نعت پاک بہترین ذریعہ ہے۔ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے دل میں کس قدر ہے اس کو جانچنے کا بہترین آلہ یہ ہے کہ جب کوئی کام احکام رسول سے ٹکراتا ہو یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب بنتا ہو اگرچہ اس میں مال کی فراوانی، ظاہری عزت و شہرت اور بلندی حاصل ہوتی ہو اس کی طرف قدم بڑھنے سے رُک جائیں تو سجدہ شکر بجالائیں کہ اللہ عز و جل نے اپنے محبوب کی محبت سے آپ کے سینے کو متور کر دیا ہے اور اگر قدم پھسل جائیں تو ڈرنا چاہئے کہ جس محبت کا تقاضا ہم سے اللہ عز و جل اور اس کے حبیب نے کیا ہے وہ محبت تکمیل تک نہیں پہنچی۔

آئیے چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کیفیت محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑھیں تاکہ دعوت کی راہ میں ہمارے حوصلے بلند ہوں اور حصول محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسان ہو جائے۔

☆ حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ”اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں لوگوں کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور عشا کی نماز کو تہائی رات تک موخر کر دیتا“ اس کے بعد حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول ہو گیا کہ جب نماز کے لئے مسجد میں آتے تو ان کے کان پر مسواک ہوتی جس طرح کہ لکھنے والا قلم کو کان پر رکھ لیتا ہے۔ جب نماز کا ارادہ فرماتے تو مسواک دانتوں میں گھما لیتے اور پھر

اسے اپنی جگہ پر رکھ لیتے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسواک کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اپنی پسند کا اظہار فرمایا تھا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسند کو زندگی بھر کے لئے محبوب بنائے رکھا تاکہ رضا لئے محبوب حاصل ہو جائے۔ یہ کیفیت حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی نہیں بلکہ ہر صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی حال تھا۔ اللہ عز و جل ہمیں بھی ان عشاقانِ رسول کا صدقہ عطا فرمائے۔

☆ حضرت ابن حنظلہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خزیم اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا خوب ہی آدمی ہیں سوائے دو باتوں کے کہ ان کے گیسو بہت لمبے ہیں اور تہبند گھسٹتا ہے۔

حضرت خزیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے استرہ لیا اور گیسو کاٹ کر کان کے برابر کر لئے اور تہبند پنڈلی تک چڑھالی۔ (ابوداؤد)

محبت رسول کا جو ثبوت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پیش کیا ہے کوئی پیروکار کسی مقتدا کے لئے پیش نہیں کر سکتا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اہل باطل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دیوانگی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے سر خمیدہ نظر آتے یا میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے۔

لہذا ہر داعی دین کے لئے ضروری ہے کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دل میں خوب خوب جاگزیں کر لے اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ محبت رسول ذکر رسول و نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیدا ہوتی ہے اور پھر بات بھی صحیح ہے جو جس سے زیادہ محبت کرتا ہے اسی کا ذکر زیادہ کرتا ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعویٰ محبت کرتے ہیں تو ہمیں بھی آپ ہی کا ذکر کثرت سے کرنا ہوگا۔

وارفتگی اور شیفٹنگ کی ضرورت ہے، محبت رسول میں مرٹنے کی ضرورت ہے ہاں

ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف قدم بڑھائیے فکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنت رسول کی طرف قدم بڑھائیے سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف قدم بڑھائیے قدم بڑھاتے رہئے اور پھر سارے عالم پر چھا جائیے۔
کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

ہاں ہو سکتا ہے اور ہوا بھی ہے۔ جاگنے کی ضرورت ہے، بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ سلانے والوں کے ہاتھ جھٹکنے کی ضرورت ہے۔ سب طوق گلے سے نکال کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق ڈالنے کی ضرورت ہے۔ پھر دیکھئے ٹاٹ پر بیٹھ کر بھی شاہی کی جاسکتی ہے بس آقائے کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بن جائیے سارا جہاں آپ کا بن جائیے گا۔

بد مذہبوں سے دوری

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کل کئی ایک بد مذہب فرقے پائے جاتے ہیں جیسے دیوبندی، وہابی، صلیح کلی، غیر مقلد، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت رافضی، قادیانی، منکرین حدیث ان سے گھن کریں اور ان کو اپنے سے دور رکھیں، حدیث پاک میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”إِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ“ ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں یہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں یہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم ج ۱، ص: ۱۰)

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ نہ ان کے ساتھ کھاؤ، نہ پیو، نہ بیٹھو، نہ شادی بیاہ کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔

(کنز العمال ج ۱۱، ص ۳۲۴)

ان کی صحبت ایمان و عقیدہ کے لئے زہر قاتل ہے۔ لہذا ان سے دور رہنا

ضروری ہے۔ یونہی جھوٹ، چغلی، غیبت، حسد، بغض، کینہ، حرص و طمع، لڑائی جھگڑا وغیرہ سے لازمی طور پر اجتناب کریں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں کے ساتھ ساتھ بدنذہبوں کی صحبت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باہمی اخوت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یوں تو جملہ مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن چوں کہ آپ کی ذمہ داری مومن بھائی سے بڑھ کر ہے اور چوں کہ آپ اس تحریک سے وابستہ ہیں جس کی دعوت کا مقصد باہمی اخوت ہے اس لئے ایک ہی تحریک کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یہ بھائی چارگی کا رشتہ اور زیادہ قوی ہے تحریک کے ساتھیوں میں بھائی چارگی کے نظام کو قائم کریں۔ ایک دوسرے کی خوشی اور ایک دوسرے کے غم میں شریک ہوں۔ اپنے ساتھیوں کی خوبی بیان کریں اور کمی کو دور کریں ایک دوسرے کی عیب جوئی کے بجائے عیب پوشی کریں۔ رشتہ اخوت کو توڑنے کی ہزار کوششیں کی جائیں لیکن سبسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑے ہو جائیں۔ اگر کسی ساتھی سے دل آزاری ہوئی ہو تو عفو و درگزر کی عادت اختیار کریں۔ اپنے کامیاب ساتھیوں کے لئے دل میں محبت پیدا کریں اور ان کی خوبیوں کو اپنا کر خود بھی کامیابی کی راہ کے مسافر بنیں۔ یہ نہ ہو کہ شیطانی وساوس کے شکار ہو کر دل میں کینہ رکھیں۔ اپنے ہر بھائی کی تکلیف و راحت کا خیال رکھیں۔ تحریکی مفاد پر اپنی ذاتی مفاد کو قربان کریں اور ہزار کامیابی کی منزلوں کو چھو لینے کے باوجود اپنے رویہ میں کہیں سے کوئی بھی تکبر یا اپنے دیگر ساتھیوں کو حقیر سمجھنے کا جذبہ پیدا نہ ہونے دیں۔

اور یہ بات ہمیشہ دل و دماغ میں رہے کہ کوئی بھی شخص اگر محبت و اعتماد کرتا

ہے تو دین کی وجہ سے کرتا ہے ورنہ ہم میں اور عام انسان میں کوئی فرق نہیں۔ لہذا خاتمہ بالخیر سے پہلے اپنے آپ کو کامیاب تصور کرنا یہ سراسر بیوقوفی ہے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو شیطانی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ اور اخلاص و بھائی چارگی کے ساتھ دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

باہمی اخوت کو پارہ پارہ کرنے والی چیز تمسخر ہے جس کی مذمت قرآن و حدیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے لہذا اس سے پرہیز کریں۔

خوش طبعی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک صاف ستھرے معاشرے کے لئے خوش مزاجی و خوش طبعی ضروری ہے لہذا کبھی کبھی اچھا مزاج کر لیا کریں۔ اس سے ساتھیوں میں محبت و اخوت پیدا ہوگی۔ خوش مزاج بنیں سب سے اچھی طرح پیش آئیں۔ ایک داعی کے لئے اس کی بھی ضرورت ہے۔ مگر یاد رہے مزاج کی گنجائش کہیں ہمیں بے ادب نہ بنادے، لہذا اس کے سلسلے میں بھی سنت رسول کو مدنظر رکھنا داعی کے لئے ضروری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاج و ملاعبت کے آثار و برکات حد و شمار سے باہر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی جو کہ حضور کی ربیبہ تھیں وہ حضور کے پاس آئیں آپ غسل فرما کر تشریف لائے ہی تھے آپ نے مزاحاً ان کے چہرے پر پانی کی چھینٹیں ماریں اس کی برکت سے آپ کے چہرے پر وہ حسن و جمال رونما ہوا جو کبھی نہ ڈھلا، شباب کا عالم ہمیشہ برقرار رہا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاجی واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ دیہاتوں میں ایک شخص ”زاہر“ نام کا تھا کبھی کبھی وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دیہات کی ایسی ترکاریاں ہدیہ میں لایا کرتا جو حضور کو پسند تھیں۔ اور

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی واپسی پر شہر کی چیزیں مثلاً کپڑا وغیرہ عنایت فرمایا کرتے تھے اور حضور اس کو دوست رکھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ”زاہر“ سے ہمارا دوستانہ ہے ہم اس کے شہری دوست ہیں۔ ایک روز حضور بازار تشریف لے گئے تو زاہر کو کھڑا دیکھا۔ حضور نے اس کی پشت سے اپنا دست مبارک اس کی آنکھوں پر رکھ کر اسے اپنی جانب کھینچا اور لپٹا لیا اور اپنا سینہ مبارک اس کی پشت سے ملا دیا۔ وہ حضور کو نہیں دیکھ سکا تھا کہنے لگا یہ کون ہے؟ اور جب پہچان لیا کہ حضور ہیں تو اپنی پشت کو حضور کے سینہ مبارک سے اور ملا دیا اور نہیں چاہا کہ جدا ہو۔ پھر حضور نے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس غلام کو خریدے۔ زاہر نے کہا، یا رسول اللہ آپ نے مجھے کھوٹا اور کم قیمت مال تصور کیا ہے فرمایا: تم خدا کے نزدیک تو کھوٹے نہیں ہو بلکہ گراں بہا ہو۔ (مدارج النبوة حصہ

اول ص ۸۹/۹۰)

فکر آخرت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اخلاص و للہیت کے ساتھ ملت اسلامیہ کو دین کی قدروں سے آشنا کرنے کے ساتھ ساتھ فکر آخرت کا جذبہ بھی دلوں میں پیدا کرنا چاہئے اس لئے کہ جب داعی کے دل و دماغ پر آخرت کی فکر چھائی ہوئی ہوگی تو وہ اپنے ہر عمل کی جزا و سزا کیا ملے گی اس کا خیال رکھے گا بلکہ اعلیٰ درجہ کے مخلص داعی کے دل و دماغ پر اجر کا تصور نہیں رہتا بلکہ ہمیشہ مولیٰ کی رضا اور اپنے گناہوں پر نظر رہتی ہے۔

اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم فکر آخرت میں لرزاں و ترساں رہتے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں اگر احکم الحاکمین قیامت میں یہ ارشاد فرمائے کہ میں نے سب کو بخش دیا سوائے ایک کے تو میں سوچوں گا کہ وہ ایک میں ہی ہوں اور اگر قیامت میں رب ارشاد فرمائے کہ سب کو جہنم میں ڈال دو سوائے

ایک کے تو میں سوچوں گا کہ وہ ایک میں ہی ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ اندازہ لگا سکتے ہیں بعد از انبیاء سب سے افضل و اعلیٰ ذات کی فکر آخرت کا؟ اگر ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب ہونا ہے تو کامیاب داعیوں کی راہوں اور طریقوں پر ہی چلنا ہوگا اچھوں کے صدقے میں اللہ عز و جل ہمیں اچھا اور کامیاب بنا دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اطاعت امیر

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اطاعت امیر یہ وصف بھی داعی کی کامیابی کی علامت ہے، تحریک کے ہر ساتھی کو اپنے امیر پر کامل اعتماد ہو، اس کی صلاحیتوں پر بھی بھروسہ ہو اور اخلاص و دل سوزی کی طرف سے بھی اطمینان ہو، اس کی عزت و احترام کے جذبے سے سینہ سرشار ہو۔

یاد رہے کہ امیر پر اعتماد کے بغیر تحریک کا کارواں منزل کی طرف رواں دواں ہونے کے بجائے تھک کر راستے ہی میں بکھر جاتا ہے۔ ماضی کی سیکڑوں تحریکیں اس بات کی شاہد ہیں جو عدم اعتماد کی وجہ سے کامیابی سے ناکامی میں تبدیل ہو گئیں، دین اور شریعت کے معاملے میں امیر کی اطاعت لازمی ہے۔

امیر کی طرف سے صادر ہونے والے احکام کو فیصلہ کن جانے۔ ان میں بحث و مباحثہ یا نکتہ چینی کی ذرا بھی گنجائش نہ سمجھے۔ اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے اگر کوئی فیصلہ نظر ثانی کے لائق ہو تو مشورہ ضرور دے اور اپنی رائے سے ضرور مطلع کرے لیکن ادب اور اخلاص کا دامن ہاتھوں سے نہ چھوٹنے پائے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یاد رکھیں امیر اور دعوت کے سپاہیوں کے درمیان اعتماد اور اطمینان کی جتنی عمدہ اور خوشگوار فضا قائم ہوگی تحریک کا نظام اتنا ہی مضبوط ہوگا۔ اس لئے کہ محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا ”اِنْ اَمَرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُّجَدَّعٌ يَقْوُذُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا اللّٰهَ وَاطِيعُوْا“ اگر کوئی نکلّا غلام بھی امیر بنا دیا جائے جو تمہیں کتاب اللہ کے

مطابق لے چلے تو تم اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ (مسلم شریف)

ایک اور مقام پر رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اِسْمَعُوْا وَاطِيعُوْا وَاِنْ تَعَمَّلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَانَ رَأْسُهُ زَبِيْنَةً“ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ ایک حبشی غلام بھی تمہارا ذمہ دار بنا دیا جائے جس کا سر کشمش کی مانند چھوٹا اور بدنما ہو۔

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں پتہ چلا کہ اگر انسانوں کی سربراہی کی ذمہ داری کسی ایسے شخص کے سپرد ہو جو کسی وجہ سے چٹمانہ ہو۔ بہت سے لوگ اسے اپنے سے کمتر اور حقیر سمجھتے ہیں اس کے باوجود امت کی اجتماعیت اور اس کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر ایسا شخص بھی امیر مقرر کیا گیا ہو تو اس کی اطاعت کو لازم قرار دیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ اگر امیر کی طرف سے کسی ایسے رویے کا اظہار ہو اور وہ کوئی ایسا طرز عمل اختیار کرے جو آدمی کو ناپسند ہو ایسی حالت میں بھی امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچنا روا نہیں ہے۔ الا یہ کہ وہ رویہ خلاف شرع ہو تو اس پر تنبیہ کا ہر مسلمان کو حق ہے۔

جو شخص امیر کا مطیع و فرمانبردار نہ رہا اور مر گیا تو ایسے شخص کی موت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہالت کی موت فرمایا ہے۔ ارشاد و رسالت ہے جو کوئی اپنے امیر کی طرف سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو چاہئے کہ صبر کرے اس لئے کہ جو کوئی جماعت سے ایک بالشت دوری بھی اختیار کرتا ہے اور اس کو اسی حالت میں موت آ جاتی ہے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔

یہ چند اوصاف جن کا اب تک ذکر ہوا ہر داعی دین کی زندگی میں، کردار میں، عمل میں بے پناہ ضروری ہیں ان اوصاف کے علاوہ بھی کچھ اور اوصاف ہیں جو تفصیل طلب ہیں ہم نے انہی پر اکتفا کیا ہے۔ رب قدر ہمارے ظاہر و باطن کو ایک فرماندے اور داعی کی زندگی

میں صحابہ کرام کی زندگی کا صدقہ عطا فرمائے۔

بزرگوں کی نصیحتیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بزرگانِ دین کے اقوال، افعال ہمارے لئے نمونہ عمل ہوتے ہیں اور انہیں کی روشنی میں ہم منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے ہیں اسی لئے ہم چند بزرگانِ دین کے اقوال زریں پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

باب مہمۃ العلم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

کے اقوال ذہبی

- ☆ کسی حریص کو اپنا مشیر نہ بناؤ کیونکہ وہ تم سے وسعتِ قلب اور استغنا (بے نیازی) چھین لے گا۔
- ☆ کسی جاہ پسند کو اپنا مشیر نہ بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اندر حرص و ہوس پیدا کر کے تمہیں ظالم و آمر بنا دے گا۔
- ☆ تنگ دلی، بزدلی، اور حرص انسان سے اس کا ایمان سلب کر لیتی ہے۔
- ☆ ایسے مشیر بہتر ہیں جنہیں خدا نے ذہانت و بصیرت دی۔ جن کے دامن داغِ گناہ اور کسی ظلم کی اعانت سے پاک ہوں۔
- ☆ کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔
- ☆ زمانے کے لمحے لمحے میں آفات پوشیدہ ہیں، موت ایک بے خبر ساتھی ہے۔
- ☆ ندامت گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور غور نیکیوں کو۔
- ☆ جلد معاف کرنا انتہائی شرافت، اور انتقام میں جلدی انتہائی رذالت ہے۔
- ☆ برا آدمی کسی کے ساتھ نیک گمان نہیں کرتا کہ وہ ہر ایک کو اپنی طرح سمجھتا ہے۔

- ☆ میزان اعمال کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔
- ☆ جو لوگ مردار دنیا کے سبب بھائی بند بنے ایسی بھائی بندی دنیا کی حرص میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے مانع نہیں ہوتی۔
- ☆ جو شخص اپنے اقوال میں حیا دار ہے وہ اپنے افعال میں بھی حیا دار ہوگا۔
- ☆ جس کے خیالات خراب ہوتے ہیں وہ دوسروں کے حق میں زیادہ بدظن ہوتا ہے۔
- ☆ دنیا داروں کی دوستی معمولی اور ادنیٰ بات پر ٹوٹ جاتی ہے۔
- ☆ نیک کام میں کسی کے پیچھے ہونا، بُرے کام کی پیشوائی سے بہتر ہے۔
- ☆ قدر ملے یا نہ ملے تو اپنی نیکی بند نہ کر۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انمول نصیحتیں

- ☆ جن پر داعی دین اگر عمل کرے تو دارین میں سرخروئی حاصل ہو سکتی ہے۔
- ☆ تم بادشاہ سے ایسا عمل رکھو جیسے آگ سے رکھتے ہو، کہ اس سے دور رہتے ہوئے فائدہ اٹھاؤ، بہت قریب نہ جاؤ۔
- ☆ عوام کے سامنے صرف اسی بارے میں بات کرو جس کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے، ان کے سامنے نہ ہنسو، نہ مسکراؤ۔
- ☆ بازاروں میں زیادہ نہ جاؤ اور دوسروں کی دکانوں میں نہ بیٹھو اور نہ راستوں میں ٹھہرو۔
- ☆ گھر کے علاوہ کسی جگہ بیٹھنا چاہو تو مسجد میں جا بیٹھو۔
- ☆ سسرال میں بیوی کے ساتھ رہائش اختیار نہ کرنا اور بیویوں کو ایک گھر میں جمع نہ کرنا۔
- ☆ حق گوئی میں کسی کا پرواہ نہ کرنا خواہ بادشاہ وقت کیوں نہ ہو۔
- ☆ خود کو عوام اور اپنے گرد و پیش والوں سے زیادہ عبادت گزار بناؤ۔
- ☆ اہل علم کے شہر میں جاؤ تو عامی بن کر جاؤ تاکہ وہاں کے اہل علم تم کو اپنا حق مارنے والا

نہ سمجھ لیں اور نہ ان کی موجودگی میں مسئلہ بتاؤ نہ ان کے اساتذہ پر طعن کرو۔

☆ زیادہ ہنسنے اور عورتوں کے ساتھ زیادہ باتیں کرنے سے دل مردہ ہوتا ہے۔

☆ راستہ چلنے میں وقار و طمانیت اختیار کرو۔ کاموں میں جلدی نہ کرو، اور جو شخص تمہیں پیچھے سے پکارے اس پر توجہ نہ دو۔

☆ گفتگو میں زیادہ چیخ پکار نہ کرو، لوگوں کے درمیان اللہ عز و جل کا ذکر کرو تا کہ لوگ سیکھیں۔

☆ نمازوں کے بعد اپنے لئے کچھ ورد مقرر کر لو، ہر ماہ چند دن روزے کے لئے خاص کر لو اور اپنے نفس کی نگرانی کرو۔

☆ جب تمہیں کسی کی برائی کا علم ہو تو اس کا تذکرہ نہ کرو، اس کی کوئی اچھائی تلاش کرو اور اسی سے اس کا ذکر کرو۔

☆ قرآن مقدس کی تلاوت، قبورِ مشائخ، مبارک مقامات کی زیارت کثرت سے کرو۔

☆ بخل سے گریز کرنا کیونکہ بخل انسان کو رسوا کرتا ہے اور نہ لالچی اور جھوٹا بننا، بلکہ اپنی مروت ہر معاملے میں محفوظ رکھنا۔

☆ بڑوں کے ہوتے ہوئے اس وقت تک نشست میں برتری اختیار نہ کرو جب تک وہ تمہیں خود پیش کش نہ کریں۔

مذکورہ نصیحتیں ان سونصیحتوں میں سے ہیں جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنه کو ارشاد فرمائی تھیں۔

سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے اقوال ذریں

(۱) محبت دنیا کے علاوہ اگر ہمارا اور کوئی گناہ نہ بھی ہو پھر بھی ہم دوزخ کے حقدار

ہیں۔

(۲) دنیا دار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔

(۳) رہنے کے لئے مکان، پہننے کے لئے لباس اور پیٹ بھرنے کے لئے روٹی اور بیوی

دنیا داری نہیں، دنیا داری یہ ہے کہ دنیا ہی کی طرف منہ ہو اور اللہ کی طرف پیٹھ۔

(۴) مخلوق تین طرح کی ہیں فرشتہ، شیطان اور انسان۔ فرشتہ خیر ہی خیر ہے اور

شیطان شر ہی شر ہے انسان مخلوط ہے جس میں خیر و شر دونوں ہیں، جس پر خیر

کا غلبہ ہوتا ہے وہ فرشتوں میں مل جاتا ہے اور جس پر شر کا غلبہ ہو وہ شیطان

ہے۔

(۵) مومن اپنے اہل و عیال کو اللہ پر چھوڑتا ہے اور منافق زرو مال پر۔

(۶) اپنی مصیبت کو چھپاؤ اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہوگی۔

(۷) ذکر جب قلب میں جگہ بنا لیتا ہے تو بندہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں دائمی مشغول ہو

جاتا

ہے۔ چاہے اس کی زبان خاموش ہو۔

(۸) تنہائی میں خاموش رہنا بہادری نہیں، مجلس میں خاموش رہنے کی کوشش کرو۔

(۹) بہترین عمل، لوگوں کو دینا ہے لوگوں سے لینا نہیں۔

(۱۰) لوگوں کے سامنے معزز بنے رہو اگر اپنا افلاس ظاہر کرو گے تو لوگوں کی نگاہوں

سے گرجاؤ گے۔

(۱۱) میانہ روی نصف رزق ہے اور اچھے اخلاق نصف دین۔

(۱۲) وہ انسان کتنا کم نصیب ہے جس کے دل میں جانداروں پر رحم کی عادت نہیں

-

(۱۳) تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔

(۱۴) تمام اچھائیوں کا مجموعہ عمل سیکھنا، عمل کرنا، اور دوسروں کو سکھانا ہے۔

(۱۵) جو اللہ تعالیٰ سے آشنا ہوا اس نے خلق خدا کے ساتھ تواضع کا برتاؤ کیا۔

(۱۶) جب عمل میں تجھے حلاوت نہ ملے یوں سمجھ تو نے اسے کیا ہی نہیں۔

(۱۷) جب تک تیرا اثر انا اور غصہ کرنا باقی ہے خود کو اہل علم میں شمار نہ کر۔

(۱۸) ظالم اپنے ظلم سے مظلوم کی دنیا خراب کرتا ہے اور اپنی آخرت۔

(۱۹) عقل مند پہلے قلب سے مشورہ کرتا ہے پھر زبان سے بولتا ہے۔

(۲۰) اس بات کی کوشش کر کہ گفتگو کا آغاز تیری جانب سے نہ ہو تو صرف جواب

دینے والا رہے۔

(۲۱) جسے کوئی ایذا نہ پہونچے اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔

(۲۲) بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا معتب و مغضوب ہے۔

(۲۳) مستحق سائل اللہ تعالیٰ کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

(۲۴) تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں لگا ہے اور نفس تجھے برباد کرنے میں۔

(۲۵) جو نفس کو درست کرنا چاہے وہ اسے سکوت اور حسن ادب کی لگام دے۔

(۲۶) میں ایسے مشائخ کی صحبت میں رہا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کے دانت

کی

سفیدی بھی نہیں دیکھی۔

(۲۷) بدگمانی تمام فائدوں کے راستے کو بند کر دیتی ہے۔

(۲۸) علم کا تقاضہ عمل ہے اگر تم علم پر عمل کرتے تو دنیا سے بھاگتے۔ کیونکہ علم میں کوئی

چیز نہیں جو حبِ دنیا پر دلالت کرے۔

(۲۹) اہل اللہ کے نزدیک مخلوق کی حیثیت اولاد جیسی ہے۔

چند اور گزارشات

(۱) فرائض و سنن کی پابندی ان کے وقتوں پر کرو۔

(۲) روزانہ تلاوت قرآن مقدس کے لئے کچھ حصہ متعین کر لو کوشش کرو کہ ختم

قرآن مقدس تین ماہ سے زیادہ اور تین دن سے کم میں نہ ہو۔

(۳) قرآن کی کچھ آیتوں کا ترجمہ کنز الایمان سے ضرور روزانہ پڑھیں ساتھ ہی اس کا

تفسیری حاشیہ بھی پڑھیں۔

(۴) زبان سے سچ کے علاوہ کوئی بات نہ نکلے کبھی بھول سے بھی جھوٹ نہ بولو۔

(۵) وعدے کے پکے بنو حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں وعدہ خلافی سے پرہیز کرو۔

(۶) باوقار بنو سنجیدگی کا دامن ہاتھوں سے کبھی چھوٹنے نہ پائے۔ ہاں دل آویز تبسم

اور سنجیدہ تفریح پر وقار متانت کے خلاف نہیں۔ البتہ کثرت مزاح وقار و

عزت

کو گرا دیتا ہے نیز ساتھیوں میں بعد پیدا کرتا ہے۔

(۷) حساس بنو اچھائی اور بُرائی کا اثر لو (اچھائی سے خوشی اور بُرائی سے رنج ہو)

تواضع اور انکساری کا دامن ہاتھوں سے نہ چھوٹے البتہ چاہلپوسی اور بے

غیرتی سے پرہیز کریں۔

(۸) غصہ میں بھی صحیح فیصلے کی عادت اختیار کرو کسی کی اچھائیوں کو عداوت کی نگاہ سے نہ دیکھو چاہے اسکی ذات سے تمہیں کتنی ہی اذیت پہنچے ہو۔ اور نہ محبت

میں کسی کی برائیوں کو اچھائیوں کے ترازو میں رکھو۔

(۹) حق گو بنو چاہے اس کی زد تمہاری ذات یا تم سے متعلق تمہارے عزیز پر ہی کیوں نہ پڑ رہی ہو۔

(۱۰) مخلوق خدا کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو، خدمت کے موقع کو غنیمت

جانو۔ اس پر اللہ عز و جل کا شکر ادا کرو، مریض کی عیادت کرو، پریشاں حال کے ساتھ ہمدردی کرو۔ اور یاد رکھو کئے گئے احسان کا تذکرہ کبھی نہ کرو کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے کہ احسان جتانے والے پر خداوند قدوس قیامت کے دن رحمت کی نظر نہ فرمائے گا۔

(۱۱) عفو و درگزر کی عادت اختیار کرو انسان اور حیوان سب کے ساتھ شفقت کرو

-

(۱۲) اسلام کے اجتماعی آداب کا ہمیشہ خیال رکھو چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی

تعظیم

کرو۔ عیب جوئی سے پرہیز کرو۔ غیبت سے زبان کی حفاظت کرو۔ سب

سے

بہتر انسان وہ ہے جو اپنے عیب تلاش کرے۔

(۱۳) بہتر سے بہتر لکھنے پڑھنے کی کوشش کرو روزانہ اخبار کا مطالعہ نیز عالمی

حالات کا خبروں کے ذریعہ تجزیہ کرو۔

(۱۴) مستقل طور پر معاشی جدوجہد جاری رکھو۔ اگرچہ تم بے احتیاج ہوتا کہ تمہاری

ذات سے لوگوں کو فائدہ پہونچے اور تم بے سہاروں کا سہارا بن سکو۔

(۱۵) تمہارے اندر یہ جذبہ ضرور ہو کہ اپنی ڈیوٹی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے سکو کتنا ہی اور خلاف ورزی سے پرہیز کرو۔

(۱۶) حلال و جائز پیشے کے علاوہ کوئی ناجائز و حرام پیشے کا تصور بھی دل و دماغ میں نہ

آنے پائے خواہ اس کے پیچھے کتنا ہی پاکیزہ مقصد پوشیدہ ہو۔

(۱۷) حقوق العباد کی ادائیگی میں حد درجہ احتیاط رکھو۔ والدین اہل و عیال اور رشتہ داروں

کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی دارین میں شرمندگی کا سبب بن جاتی ہے۔
(۱۸) کاروبار ہو یا ملازمت اپنے مال کا کچھ حصہ تحریک کے فروغ کے لئے خاص کرو اور غربا و مساکین کے لئے بھی متعین کرو۔ خواہ تمہاری آمدنی تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۹) اسلامی اخلاق کے احیاء کے لئے بھرپور محنت کرو ہمارا اخلاق باطل مذہب والوں سے ہمیں ممتاز کر دے اور اسلام کی محبت اور سچائی کا یقین لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے۔ انداز سلام و کلام سے لے کر طعام و منام تک اسلامی رنگ نمایاں ہو۔

(۲۰) آخرت کی تیاری اور سزا و جزا کے تصور کو ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھو۔ یاد رکھو دل میں چھپی ہوئی ہر بات کو احکم الحاکمین جانتا ہے۔ کوئی عمل اس سے پوشیدہ

ہ

نہیں چاہے گھر کی تاریک کوٹھری میں کیا ہو یا دن کے اجالے میں۔

(۲۱) صحت کا بھرپور خیال رکھو۔ کسل و لاغری سے بچنے کے لئے طبی معائنہ کراؤ، ہمیشہ چاق و چوبند رہنے کی کوشش کرو اس کے لئے وقت پر آرام و طعام اچھے

معاون ثابت ہوں گے۔ اور تیز مشروبات سے پرہیز بھی معاون ثابت ہو

ن

گے۔ تمباکو نوشی، گٹکھا، تمباکو والے پان، بکثرت چائے صحت کے لئے ضرر رساں ہیں ان سب سے بچنا ضروری ہے۔

(۲۲) تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسانات کو ہمیشہ یاد رکھو اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جینے اور مرنے کا عزم رکھو۔

(۲۳) ادائیگی صلاۃ میں ذوق و شوق و اطمینان کا خیال رکھو اور امت کا بھرپور خیال رکھو۔ جماعت کی پابندی کا بھی خیال رکھو۔ جہاد کا جذبہ ضرور رکھو تا کہ وقت جہاد راہ خدا میں نہ رائے جاں پیش کر کے کامیاب ہو سکو۔

(۲۴) بکثرت توبہ و استغفار و درود شریف کا ورد کیا کرو۔ کبائر گناہ تو بہت دور رہے صغائر سے بھی اجتناب کرو۔ سونے سے پہلے احتساب ضرور کر لیا کرو تا کہ دن

بھر کی اچھائیاں اور برائیاں سامنے آجائیں۔

(۲۵) وقت کی قدر کرو اس لئے کہ گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا، چند لحظات بھی رائیگاں نہ جائیں اس کا خیال رکھو۔

(۲۶) زیادہ تر باوجود رہنے کی عادت بناؤ کہ اس سے گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کو کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(۲۷) برے دوستوں اور معصیت کی جگہوں کے قریب تک نہ جاؤ۔

(۲۸) زمین کے ایک ایک گوشے میں تحریک کے کام کے لئے کوشاں رہو، قیادت

کی

رہنمائی میں ہی قدم آگے بڑھاؤ۔ اپنے جملہ حالات کی اطلاع تحریک کے قائد کو دیتے رہو ان کی اجازت کے بغیر کوئی ایسا قدم نہ اٹھاؤ جو بنیادی طور پر

تمہارے حالات کے ساتھ ساتھ تمہارے لئے بھی نقصان دہ ہو۔ تمہاری حیثیت ایک فوجی سی ہو جو بے تابی سے اپنے کمانڈر کے حکم کا انتظار کر رہا ہو۔ حکم عدولی اور قیادت پر شبہ و تردد تحریک کو بے جان کر دے گی اور شیرازہ منتشر

ہو جائے گا۔

الحمد للہ! یہ چند گزارشات مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر اپنے مخلص ساتھیوں کے لئے صرف رضائے الہی و رضائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تر تیب دی گئیں ہیں تاکہ توشہ آخرت بھی بن جائے اور اسلام کی عظمت سے دنیا آشنا ہو سکے۔

فضائل علم و علما

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! علم خدا کی ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ جس نعمت کے سبب بندہ نقطۂ عروج کو پہنچتا ہے اور یہی وہ علم ہے جو آوارہ پیشانی کو معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں بندگی کا انداز سکھاتا ہے اور پھر علم کی بنیاد پر انسان اپنے رب کی ایسی معرفت اور خشیت حاصل کرتا ہے کہ جس کا ذکر خود رب ذوالجلال فرماتا ہے ”إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ“ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (ترجمہ از کنز الایمان)

رب کے فضل اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا نے بندے کو علم کے سبب وہ مقام عطا فرمایا کہ بندہ اسی علم کی دولت آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا علم بردار بنادیا گیا اور اس ذمہ داری کو نبھانے والے کو تقریبِ الہی اور نیابتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم منصب سے نوازا گیا۔ علم کے حوالے سے قرآن پاک میں بہت سی آیتیں موجود ہیں جو ہماری زندگی کو ہدایت کے نور سے روشن کر رہی ہیں۔ ہم چند آیتوں کا ذکر مناسب سمجھ رہے ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا میں انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے خالق کائنات نے محسنِ انسانیت، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا نائبِ مطلق بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ بھٹکی ہوئی قوم کو علم و عرفان کے ذریعہ راہِ ہدایت مل سکے۔ چنانچہ قرآن پاک خود ارشاد فرماتا ہے ”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ“ اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے۔ اور انہیں خوب سترہا فرما دے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیہ کریمہ میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ نئی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے تین مقاصد ہیں۔ (۱) کلام اللہ کی تلاوت فرما کر توحید و رسالت کی تبلیغ فرمانا۔ (۲) علم و حکمت کی تعلیم فرمانا۔ (۳) نفوس انسانیہ کو گناہوں اور برائیوں سے پاک فرمانا۔ معلوم ہوا کہ علم دین بھی وہ عظیم مقصد ہے جس کی تکمیل کے لئے خالق کائنات نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمایا لیکن افسوس صد افسوس ہم علم دین سے کس قدر دور ہوتے جا رہے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو دنیوی علوم سے آراستہ کرنے کی فکر تو کرتے ہیں لیکن نہیں سوچتے کہ انہیں علوم دینیہ سے کیسے آراستہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو علم دین حاصل کرنے اور بچوں کو دینی علوم سے آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم ایک عظیم دولت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! خالق کائنات عزوجل صاحب علم ہی کو زمین پر حکمرانی کے لئے منتخب فرماتا ہے، علم کے ذریعے انسان کو بے شمار کمالات و مناصب حاصل ہوتے ہیں، تاکہ وہ زمین پر پیش آنے والے مسائل کو بخوبی حل کر سکے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے ایک حکمران حضرت طالوت کا تذکرہ فرماتے ہوئے رب قدیر نے یوں ذکر فرمایا ”وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا. قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ. قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ

الْجِسْمِ. وَاللَّهُ يُؤْتِي مَلَكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ. اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ بولے اسے ہم پر بادشاہی کیوں کر ہوگی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی۔ فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (سورۃ بقرہ، آیت ۲۴۷،

پارہ ۲، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ غور کریں حضرت طالوت جو کہ معمولی کاروبار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا دیا انہیں یہ اعزاز کیوں عطا کیا گیا؟ کیا ان کے پاس مال کی فراوانی تھی؟ کیا وہ بہت ہی اعلیٰ حسب و نسب والے تھے؟ ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سلطنت کے لئے منتخب فرمایا تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے پاس علم کی عظیم دولت موجود تھی وہ تاجر علمی سے فیضیاب تھے جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ سے واضح ہے۔ یہیں سے یہ درس مل جاتا ہے کہ دنیا کی عظیم نعمت بھی علم کے صدقے میں عطا کر دی جاتی ہے۔ علم وہ عظیم سرمایہ ہے کہ جس کے سبب بادشاہتیں عطا کی جاتی ہیں۔ آپ سوچیں جو خالق کائنات علم کی بنیاد پر سلطنت عطا کر سکتا ہے کیا وہ علم دین حاصل کرنے والوں کو روزگار سے محروم رکھے گا؟ ہرگز نہیں، جو لوگ یہ سوچ رکھتے ہیں انہیں اپنی فکر پر نظر ثانی کر لینی چاہئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر علم دین کے حصول میں کوشش کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں تمام عمر علم دین کے حصول میں کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فضل عظیم

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے "وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَ

الْحِكْمَةُ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا“ ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (سورۃ النساء، آیت ۱۱۳، پارہ ۵، کنز الایمان)

حضرت علامہ ابن رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے“ تو اللہ نے علم کو عظیم فضل فرمایا۔ (آیہ کریمہ ”وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا“ پ ۳، ع ۵، میں) حکمت کو خیر کثیر فرمایا اور حکمت علم ہی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ (پ ۲۷، ع ۱۱)

تو خدائے تعالیٰ نے اس نعمت کو ساری نعمتوں پر مقدم فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ علم سب سے افضل ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز وجل نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرمایا اور اس عطا کو فضل عظیم سے تعبیر فرمایا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ دنیا جس کی وسعتوں کا کوئی انسان احاطہ نہیں کر سکتا، جس کی نعمتوں کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا اس کے تعلق سے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ“ کہ دنیا کی دولت قلیل ہے لیکن جب عطائے علم کی بات آئی تو اس نے اسے فضل عظیم اور خیر کثیر فرمایا۔ اب جب ہم اللہ کی قلیل (دنیاوی) نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے تو پھر اللہ کی عظیم نعمت (علم) کا کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں؟ پتہ چلا کہ کوئی انسان علم کی برکتوں اور وسعتوں کو اپنے ادراک و تصور میں نہیں لاسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں علم کی برکتیں عطا فرمائے۔

خوف خدا اور علما

اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں ارشاد فرمایا ”اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ“ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بے شک اللہ بخشنے والا، عزت والا ہے۔ (سورہ فاطر، آیت ۲۸، پارہ ۲۲)

حضرت امام رازی علیہ الرحمہ اس آیت یعنی ”اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ“ کے تحت فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں اس بات پر دلالت ہے کہ علما جنتی ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد اول، ص ۲۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ آیت مبارکہ بھی علم و علما کی فضیلت پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے، آپ دیکھیں کہ خوفِ الہی جو تمام نیکیوں کی اصل اور گناہوں سے بچنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے جو کسی کے دل میں جگہ بنالے تو ساری دنیا اس سے خائف ہو جائے اسی کے تعلق سے رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے بندوں میں سے اگر صحیح معنوں میں کسی کو یہ عظیم دولت حاصل ہے تو وہ اہل علم ہیں جو حقیقۂ خشیتِ الہی کے پیکر ہوتے ہیں یہی توجہ ہے کہ جب کبھی امت صراطِ مستقیم سے ہٹ کر دوسری راہ پر چلنے کی کوشش کرتی ہے تو وہ علما ہی تو ہوتے ہیں جو خود بھی خوف کرتے ہیں اور ساری قوم کے دلوں میں خوفِ الہی پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں علمِ دین کا ایک عظیم حصہ عطا فرما کر ہمیں خاشعین و خائفین میں سے بنائے۔

علم زیادہ عطا فرما

ایک مقام پر اور ارشاد ہوا ”فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا“ ترجمہ: تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ اور قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہو

لے۔ اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔ (سورہ طہ، آیت ۱۱۴، پارہ ۱۶)
 میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ اے محبوب آپ باوجود عالمِ علومِ کثیرہ ہونے کے یہ دعا کرتے رہیں کہ اے میرے رب مجھے مزید علم عطا فرما، یہاں سے یہ درس دیا جا رہا ہے کہ کوئی چاہے کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو جائے اس پر یہ ضروری ہے کہ اپنے خالق و مالک سے یہ دعا کرتا رہے کہ اے اللہ! میرے علم میں برکتیں عطا فرما۔ میرے علم میں زیادتی عطا فرما کیوں کہ علمِ بحرِ ناپیدا کنار ہے۔ علم چاہے کوئی کتنا ہی حاصل کر لے وہ ختم ہونے والا نہیں۔

چنانچہ اس آیتِ کریمہ کے نزول کے بعد حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”اَللّٰهُمَّ اَنْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَ عَلَّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَ زِدْنِيْ عِلْمًا“ اے اللہ تو نے مجھے جو علم عطا فرمایا ہے اس سے مجھے نفع پہونچا اور مجھے اس چیز کا علم دے جو مجھے نفع دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔

اہلِ علم کے درجات

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانْشُزُوا يَرَفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ“
 اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلس میں جگہ دو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تمہارے ایمان والے کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (سورۃ المجادلہ، آیت ۱۱، پارہ ۲۸، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ اہلِ علم حضرات کو اس نے دیگر تمام لوگوں

پر فوقیت عطا فرمائی ہے بلکہ اہل علم کو کئی درجوں بلند کیا۔ کتنا بلند کیا؟ کتنے مراتب عطا کئے؟ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آج دنیا والے مال داروں کو دیگر لوگوں کی بہ نسبت زیادہ اہمیت دیتے ہیں لیکن قربان جاؤ اہل علم حضرات پر کہ انہیں دیگر لوگوں پر عظمت عطا کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ خالق کائنات ہے۔ جو لوگ اہل علم کو حقیر سمجھتے ہیں انہیں اس آیت کریمہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اسی طرح ایک دوسری آیت کریمہ سے بھی یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ”هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ“ علم والے اور بے علم کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ اس میں یہی بتایا جا رہا ہے کہ علم والے اور بے علم کبھی برابر نہیں ہو سکتے ان کا مقام و مرتبہ ان سے کئی درجے افضل ہے۔ آپ خود سوچیں علم وہ عظیم دولت ہے کہ جس میں بقا ہے، جس کے لئے زوال نہیں ہے۔ تو پھر وہ شخص جس کے پاس یہ عظیم سرمایہ نہیں ہے وہ اس شخص کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جس کے قلب میں اس باقی اور لازوال نعمت کا چراغ جگمگا رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو نور علم سے منور فرمائے اور ظلمت جہالت سے محفوظ رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

علم اور قرآن

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَ رَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ (سورۃ علق، آیت ۵، ۱، پارہ ۳، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ سب کو معلوم ہے کہ سورۃ اقرأ کی جو آیتیں سب سے پہلے نازل ہوئیں انہیں میں ”عَلَّمَ

اَلْاِنْسَانُ مَا لَمْ يَعْلَمْ“ بھی ہے قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی ان آیات میں علم کا ذکر کر کے رب کائنات نے یہ واضح فرمادیا کہ اسلام تعلیم و تعلم کا مذہب ہے، اسلام تعلیم و تربیت کا دین ہے اور جو لوگ مسلمان ہو کر بھی علم سے دور ہیں وہ اسلامی مقاصد کے خلاف زندگی گزار رہے ہیں۔ حالاں کہ تعلیم و تعلم کے سب سے زیادہ حقدار ہم ہی ہیں لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ جہالت کی تاریکیوں کو چھوڑ کر اب علم کے اجالے میں آجائیں۔ اللہ عز و جل تمام مسلمانوں کو علم کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

اللہ کا انعام

معلم انسانیت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ“ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔ (بخاری، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یاد رکھیں جس کے پاس علم نہیں وہ یقیناً خسارے میں ہے اور جس کو اللہ عز و جل نے علم کی دولت عطا فرمادی مبارک ہو کہ اللہ عز و جل نے اس سے بھلائی کا ارادہ فرمایا۔

اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جسے خدا نے علم سے نوازا گویا کہ اللہ نے اسے جنت عطا فرمادی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جسے جنتی کو دیکھنا ہو وہ عالم دین کو دیکھے۔ اس لئے کہ عالم باعمل کو دیکھنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے۔ اور عالم دین کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ ظاہری بات ہے کہ جسے دیکھنے پر مولیٰ عبادت کا ثواب عطا فرمائے وہ جنتی نہیں ہوگا تو کون ہوگا؟ اللہ عز و جل ہم سب کو ان علمائے ربانین کا دیدار عطا فرمائے اور عالم دین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام کی زندگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ”اَلْعِلْمُ حَيٰوَةٌ الْاِسْلَامَ وَ عِمَادُ الدِّیْنِ“ کہ علم اسلام کی زندگی ہے اور دین کا ستون ہے۔ (کنز العمال ص ۷۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان عالیشان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام کو زندہ رکھنا ہو تو علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہم نماز روزہ وغیرہ سے خود کو عابد تو بنا سکتے ہیں لیکن اسلام کو غالب نہیں کر سکتے۔ غلبہ اسلام علم سے ہوگا۔ آج باطل قو میں بھوک، پیاس برداشت کر کے بھی علم حاصل کر رہی ہیں۔ لیکن قوم مسلم جہالت کی وادیوں میں بھٹک رہی ہے۔ دنیا آج قوانین اسلام اور آیات قرآنیہ پر اعتراضات کے انبار لگا رہی ہے اور ہم نے اس کے جواب میں کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا کہ جس کے ذریعہ ہم تحفظ اسلام کی ذمہ داری پوری کریں۔ آؤ ملت کے نو جوان اٹھو اور شمع علم کو اپنے اپنے علاقوں میں روشن کرو تا کہ ہمارا معاشرہ اسلام کے مکمل ضابطے سے روشناس ہو سکے۔

علم عبادت سے بہتر

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ علم عبادت سے بہتر ہے۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہترین عبادت علم کا حاصل کرنا ہے۔ (کنز العمال، جلد اول ص ۹۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عبادت سے عابد کو فائدہ پہنچتا ہے اور علم سے بندگان خدا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ”علم عبادت سے بہتر ہے“ سے مراد نفل کاموں میں مصروف رہنے سے بہتر ہے کہ علم حاصل کرنے میں لگا

رہے۔ اس لئے کہ علم کے سبب سے انسان کو اللہ کا خوف، حلال و حرام کی تمیز پیدا ہوتی ہے جو عبادت کی حفاظت کا سبب ہے۔

اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا علم کی زیادتی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے اور دین کی اصل پر ہیزگاری ہے۔ (مشکوٰۃ ص: ۳۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فرائض کے بعد جتنا وقت ملے کوشش کریں کہ وہ ضائع نہ ہو بلکہ علم حاصل کرنے میں گزاریں۔ کیوں کہ علم کے سبب سے پرہیزگاری بھی پیدا ہوتی ہے اور عزت بھی میسر ہوتی ہے۔ آج کے دور میں وہی کامیاب ہے جس کے پاس سرمایہ علم ہے اور جو حصولِ علم میں مصروف ہے۔ جاہلوں کی نہ کل کوئی عزت تھی اور نہ آج۔ اپنے وقت کی قدر کرو اور حصولِ علم میں مصروف ہو جاؤ۔ ان کتابوں کا مطالعہ کرو جن کتابوں کو پڑھنے سے دل و دماغ روشن ہوں۔ اور ان کتابوں کے پڑھنے سے گریز کرو جن کی وجہ سے دل و دماغ تاریک ہو جائیں۔

انبیا کی وراثت

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”الْعِلْمُ مِيرَاثِيٌّ وَ مِيرَاثُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِي“ علم میری میراث ہے اور مجھ سے پہلے جو انبیاء گزرے ہیں ان کی بھی میراث ہے۔ (کنز العمال ص ۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضورِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے قبل جتنے بھی انبیاء تشریف لائے سب نے اس دارِ فانی سے ظاہری طور پر پردہ فرمانے سے قبل علم کو اپنے پیچھے چھوڑا نہ کہ مال کو، لہذا جو علم حاصل کرتا ہے وہ گویا انبیاء کے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وراثت کو پالیتا ہے۔

علم اور جہالت میں فرق

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھوڑا عمل علم کے ساتھ فائدہ دیتا ہے اور زیادہ عمل جہالت کے ساتھ فائدہ نہیں دیتا۔ (کنز العمال ص ۸۸)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم بہترین عمل ہے۔ علم کے ساتھ عمل تجھے تھوڑا بھی ہو تو زیادہ فائدہ دے گا اور جہالت کے ساتھ نہ تھوڑا عمل فائدہ دے گا اور نہ زیادہ۔ (کنز العمال ص ۸۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل کی ذات و صفات کا علم بہت ضروری ہے۔ اس لئے کہ اس کی وجہ سے شرک و شبہ شرک وغیرہ سے بندے کا دامن نکج جاتا ہے جو سب سے بہترین عمل ہے۔ آج اللہ عز و جل کے لئے کم علمی کی وجہ سے مسلمان ایسی ایسی باتیں اپنی زبان سے نکالتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں ہوتے۔ اس طرح گنہ گار ہوتے ہیں اور بعض اوقات کافر بھی ہو جاتے ہیں۔

علم اور سلطنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام مال، سلطنت اور علم کے درمیان اختیار دئے گئے تو انہوں نے علم کو پسند فرمایا۔ تو علم اختیار کرنے کے سبب سلطنت اور مال سے بھی سرفراز کئے گئے۔ (کنز العمال ص ۸۷)

مومن کا دوست

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ فَإِنَّ الْعِلْمَ خَلِيلُ الْمُؤْمِنِ“ علم کو لازم پکڑو اس لئے کہ علم مومن کا گہرا دوست ہے۔ (کنز العمال ص ۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے دیکھا ہوگا کہ مصیبت کے وقت اچھے اچھے دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ جس مال کو حاصل کرنے میں ہم رات و دن ایک کر دیتے ہیں وہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم مومن کا گہرا دوست ہے یہ کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا، زمین کے اوپر بھی ساتھ دیتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ دے گا۔ لہذا آج ہی سے علم کو دوست بناؤ تا کہ اس کی دوستی قبر و حشر ہر جگہ ہمیں کام آئے۔ اللہ عز و جل ہم سب کو علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم یا عبادت کی زیادتی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”فَضَّلَ الْعِلْمُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَاتِ“ علم کی زیادتی مجھے عبادت کی زیادتی سے بہت محبوب ہے۔ (کنز العمال ص ۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے قول کو غور سے پڑھو اور سنو کہ علم کی زیادتی مجھے عبادت کی زیادتی سے بہت محبوب ہے۔ آج اگر کوئی کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہو، درس و تدریس میں مصروف ہو، کتاب لکھنے، پڑھنے میں لگا ہو تو جاہل عبادت گزار ان لکھنے پڑھنے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ جسے وہ حقیر جانتے ہیں وہی صحابی رسول کے نزدیک عزت والا ہے۔ عزت والا بننا ہے تو علم کی جانب قدم بڑھاؤ۔ اللہ عز و جل ایسے لوگوں کو عقیل سلیم عطا فرمائے۔

جنت کا راستہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ”لِكُلِّ شَيْءٍ طَرِيقٌ وَ طَرِيقُ الْجَنَّةِ الْعِلْمُ“ ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔ (کنز العمال ص ۸۹)

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف ”مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنَحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ“ یعنی جو شخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ چلاتا ہے۔ اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرشتے اپنے پر کو بچھا دیتے ہیں (میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ جنت کے راستے علم کے راستوں میں محدود ہیں اس لئے کہ نیک عمل بغیر علم کے متصور نہیں۔

(مرقاۃ، جلد اول، ص ۲۲۹)

سبحان اللہ، مجھے بتاؤ کون جنت میں جانا نہیں چاہتا؟ ہر کوئی جنت میں جانا چاہتا ہے۔ لیکن کیا وہ جنت کے راستے پر چلتا بھی ہے؟ مجھے بتاؤ جنت کے راستے پر چلو گے نہیں تو جنت میں جاؤ گے کیسے؟ لہذا آؤ دعا کریں کہ مولیٰ ہم سب کو جنت کے راستے پر دن رات چلنے یعنی علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علم والا مرنے نہیں

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”مَنْ صَارَ بِالْعِلْمِ حَيًّا لَمْ يَمُتْ أَبَدًا“ جو علم سے زندہ ہوگا وہ کبھی نہیں مرے گا۔ (حاشیہ ہدایہ جلد اول ص ۲) میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج لاکھوں علماء اور دانشوران قوم اس دنیا سے چلے گئے، صدیاں گزر گئیں لیکن ان کی کتابیں آج بھی موجود ہیں جن سے ایک عالم فیض حاصل کرتا ہے اور اپنی پیاس کو بجھا کر خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ جس طرح ان کی کتابیں باقی ہیں ویسے ہی ان کا نام بھی باقی ہے۔ یقیناً صادق الوعد الامین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ جو علم سے زندہ ہوگا وہ کبھی نہیں مرے گا۔

علم و ہنر سے پاتی ہے انسانیت فروغ انسان زندہ لاش ہے تعلیم کے بغیر

اللہ ہم سب کو زندگی کی آخری سانس تک علم سے وابستہ رکھے اور خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔

ذلت کا سبب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم و ادب کو بندے پر روک کر اسے ذلیل کرتا ہے۔ (کنز العمال

ص ۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل اگر کسی بندے کو ذلیل کرنا چاہے تو وہ اس پر علم اور ادب کو روک دیتا ہے۔ آپ دنیا میں دیکھیں کہ بے ادب اور بے علم کو کبھی وہ عزت نہیں ملتی جو با ادب اور صاحب علم کو ملتی ہے۔

شب بیداری سے بہتر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ أَحْيَائِهَا“ ایک گھڑی علم حاصل کرنا پوری رات جاگنے سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ ص: ۳۶)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایک ساعت آپس میں علم کی تکرار کرنا، استاد سے پڑھنا، شاگرد کو پڑھانا، کتاب تصنیف کرنا، یا ان کا مطالعہ کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول، ص ۲۵۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج گھنٹوں T.V کے سامنے بیٹھ کر وقت ضائع کیا جاتا ہے یا پھر چوراہے پر کھڑے رہ کر گپ شپ میں وقت گزارا جاتا ہے، ہفتے کی رات کو خاص طور پر لہو و لعب اور گناہوں میں گزارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ ہفتہ واری اجتماع میں آؤ تو بہانے بناتے ہیں۔ کاش کہ ایسے لوگ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث شریف پر عمل کرنے کی جدوجہد کرتے تو مولیٰ پوری شب عبادت کرنے کا ثواب عطا فرما دیتا۔ آؤ ارادہ کرو کہ

انشاء اللہ آج سے ہفتہ واری اجتماع میں شریک ہو کر علم دین حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

سب سے بڑی دولت

حضرت مصعب بن زبیر ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو اگر تمہارے لئے مال بھی ہوگا تو علم تمہارے لئے خوبصورت ہوگا اور اگر تمہارے لئے مال نہیں ہوگا تو علم ہی تمہارے لئے مال ہوگا۔ (تفسیر کبیر، جلد ۱، ص ۲۷۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! علم سب سے بہترین سرمایہ ہے ہم نے دنیا میں صاحب علم کو سب سے زیادہ عزت والا پایا، اس لئے صاحب علم کا ہر کوئی محتاج ہے اگر علم کے ساتھ مال بھی ہو تو بہتر ہے ورنہ علم ہی سب سے قیمتی مال ہے۔ اللہ علم نافع کی دولت اور رزق حلال میں وسعت عطا فرمائے۔

جنت صاحب علم کی تلاش میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں ہوگا جنت اس کی تلاش میں ہوگی اور جو شخص گناہ کی کھوج میں ہوگا جہنم اس کی کھوج میں ہوگی۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۹۲)

طالب علم کی فضیلت

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میں انسان کو جو فضیلت بخشی اس کی بہت بڑی وجہ علم ہے، فرشتوں کے مقابلے میں حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں جو فضیلت ثابت ہوئی اس کا سبب بھی علم ہے اور علم کی راہ میں چلنے والے، اس کے حاصل کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت کا سایہ کئے ہوئے رہتے ہیں، عام انسان کا میاں بی ڈھونڈتا ہے لیکن علم حاصل کرنے والے کو کامیابی ڈھونڈتی ہے۔ علم حاصل کرنے والے کی فضیلت میں میرے آقا رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث موجود ہیں جن

میں سے چند احادیث مضمون کی مناسبت سے پیش کی جا رہی ہیں، ملاحظہ ہو۔

اللہ کے راستے میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علم کی تلاش میں نکلا تو واپسی تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کیا اللہ کے راستے سے بہتر بھی کوئی راستہ ہے؟ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج کا مسلمان صبح و شام شیطان کے راستے پر چلنا چاہتا ہے۔ کاش علم حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلتا اور چلتا تو مولیٰ کے راستے پر چلنے کا شرف حاصل ہوتا۔ اللہ عز و جل ہمیں اپنے راستے کا مسافر بنائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کے راستے کو آسان کر دیتا ہے اور جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں (یعنی مسجد، مدرسہ، خانقاہ وغیرہ میں) جمع ہوتی ہے اور قرآن مجید کو پڑھتی اور پڑھاتی ہے تو ان پر خدا سیکنہ نازل فرماتا ہے، خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس رہتے ہیں۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ ص ۳۳)

انکار حدیث کا عبرت ناک انجام

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ احمد بن شعیب سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے شہر بصریٰ میں اس حدیث شریف یعنی ”جو شخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا

حاصل کرنے کے لئے فرشتے اپنے پر کو بچھا دیتے ہیں، کو ایک محدث سے بیان کیا جب کہ اس مجلس میں ایک بد مذہب معتزلی بھی بیٹھا ہوا تھا جو علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا اس نے اس حدیث شریف کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کل ہم جوتا پہن کر چلیں گے اور اس سے فرشتوں کے پروں کو روندیں گے جب اپنے کہنے کے مطابق دوسرے دن وہ جوتا پہن کر چلا تو دھڑام سے گر گیا اور اس کے پیروں میں مرض آکلمہ پیدا ہو گیا۔ جس سے اس کے دونوں پیر سڑ گئے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۹۲۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جو کچھ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا وہ حق ہے۔ اللہ عز وجل بد عقیدوں کی بد عقیدگی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ خدارا! نہ ان سے علم حاصل کرو اور نہ ان کو علم سکھاؤ۔ نہ ان کے ساتھ تعلق رکھو اور نہ ان سے دوستی کرو۔ اللہ عز وجل گستاخوں کے مکرو فریب سے ہم سب کو بچائے، میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بد مذہب معتزلی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر شک کر کے مذاق اڑانا چاہا تو انجام آپ نے سن لیا۔ لہذا جو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان پڑھیں یا سنیں اس کے حوالے سے اپنے دل میں کوئی شک و تردد پیدا نہ کریں ورنہ انجام بہت ہی بھیانک ہوگا۔ مولیٰ ہم سب پر کرم فرمائے۔ اور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

طبرانی نے کہا کہ میں نے ابن یحییٰ ساجی سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ہم ایک محدث کے یہاں جانے کے لئے بصری شہر کی گلیوں میں گزر رہے تھے تو ہمارے ساتھ ایک مسخرہ آدمی تھا جو اپنے دین میں متہم تھا (جس پر تہمت لگی ہو) اس نے کہا ”ارْفَعُوا اَرْجُلَكُمْ عَنْ اَجْنِحَةِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَلَا تُكْسِرُوْهَا“ اپنے پیروں کو فرشتوں کے پروں سے اٹھا لو انہیں نہ توڑو یعنی اس حدیث شریف کا مذاق اڑایا تو اسی جگہ پر اس کے پیروں نے اس کو پچھاڑ دیا اور وہ دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ (مرقاۃ جلد

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل ایسے گستاخوں کو ایسی ہی سزا عطا کرے بلکہ اس سے بھی سخت۔ میرے سرکار کا ہر فرمان حق ہے۔ اس لئے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی مرضی سے کچھ فرماتے ہی نہیں بلکہ جو مولیٰ وحی فرماتا ہے وہی فرماتے ہیں۔ نادان کم عقل اور گستاخ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا مذاق اڑاتے ہیں، وہ بھول جاتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام اللہ عزوجل کے نزدیک کتنا رفیع و اعلیٰ ہے۔ سرکار کے غلامو! خدا را کبھی بھی حضور کے کسی فرمان کو ہلکا نہ سمجھنا۔ جتنا آقا کے فرمان کا احترام کرو گے اتنا ہی محترم اور عزت والے ہو جاؤ گے۔ رب اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشقوں کے صدقے ہم سب کو سچا اور پکا عاشق رسول بنائے۔ (آمین)

گناہوں کا کفارہ

حضرت سنجہ از دی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم حاصل کیا تو یہ حاصل کرنا اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ (ترمذی، دارمی)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم سب گناہ گار ہیں، آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہوں سے نجات کا آسان طریقہ عطا فرما دیا۔ کیا اب بھی ہم علم حاصل نہ کریں گے؟ آؤ دیوانو! آج سے روزانہ کچھ وقت علم حاصل کرنے کے لئے نکالو، انشاء اللہ گناہوں کا کفارہ بھی ہو جائے گا اور اس کی خوشی بھی حاصل ہوگی، رب قدیر ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے۔

علم کا بھوکا سیر نہیں ہوتا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے سیر نہیں ہوتے ہیں، ایک علم کا بھوکا علم سے سیر نہیں ہوتا، دوسرا دنیا کا بھوکا دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ ص ۳۷)

اور حضرت عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے علم والا اور دنیا دار، مگر دونوں برابر نہیں کہ علم والا خدائے تعالیٰ کی خوشنودی بڑھاتا ہے اور دنیا دار سرکشی میں بڑھ جاتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی ”كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَآكْفُرٌ“ یعنی خبردار ہو، بے شک انسان سرکشی کرتا ہے جب اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے۔

راوی نے کہا کہ حضرت عبداللہ نے دوسرے کے لئے یہ آیت کریمہ پڑھی ”إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ“ یعنی اللہ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں۔ (پ ۲۲، رکوع ۱۶، مشکوٰۃ ص ۳۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیر یعنی علم کی باتیں سننے سے مومن کبھی سیر نہیں ہوگا یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طالب علم لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکا ہے اور ان میں جس کا پیٹ بھرا ہے وہ علم کو تلاش نہیں کرتا۔ (کنز العمال)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ علم اور دنیا کا طالب کبھی سیر نہیں ہوتے، لیکن آج زیادہ تر طالب دنیا ہی نظر آتے ہیں۔ نسلوں کی نسلیں اطمینان سے جی سکیں، اتنا ہونے کے باوجود بھی پیٹ نہیں بھرتا۔ اسی طرح علم کا بے پناہ حصہ اللہ جسے عطا فرمائے اس کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو تشنہ محسوس کرتا ہے۔ اور مزید کے طلب میں اپنی زندگی کھپاتا ہے۔ اللہ عز وجل ہم سب کو علم کا پیاسا بنائے اور اس کے طلب کی تڑپ عطا فرمائے۔

علم دین کی تلاش

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے علم دین تلاش کیا اور اسے پالیا تو اس کے لئے ثواب کا دہرا حصہ ہے اور جس نے اس کو نہیں پایا تو اس کے لئے ایک حصہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم کسی عالم دین سے کوئی مسئلہ پوچھنے کی غرض سے گئے مگر وہ عالم دین نہ ملے اور ہم یوں ہی آگئے تو ایک نیکی، لیکن وہ مل گئے اور مسئلہ کا حل بھی مل گیا تو اللہ عز و جل دہرا ثواب عطا فرماتا ہے۔ کتنا کرم ہے طالب علم پر! اللہ عز و جل ہم سب کو طلب علم کا جذبہ صادق عطا فرمائے۔

شہادت کی موت

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب کسی طالب علم کو موت آجائے اور وہ طلب علم کی حالت پر مرے تو وہ شہید ہے۔ (کنز العمال، جلد اول ص ۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ، شہادت کا وہ عظیم رتبہ جس کو حاصل کرنے کے لئے زندگی قربان کرنا ضروری ہے مگر علم دین کے طلب کرنے میں موت آنے پر طالب علم کو شہادت کا درجہ عطا کیا جا رہا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے والے کی کتنی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ علم طلب کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا بنائے رکھے۔

روزی اللہ کے ذمہ کرم پر

حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ”مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَكَفَّلَ اللَّهُ لَهُ بِرِزْقِهِ“، یعنی جس نے علم دین حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیا۔ (کنز العمال، جلد اول ص ۷۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل علم حاصل کرنے والوں پر کس قدر کرم کی نظر فرماتا ہے کہ اس کی روزی اور کفالت کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے۔ ویسے تو اللہ ہی سب کو روزی عطا فرماتا ہے، لیکن جس نے علم حاصل کیا اس سے رب اتنا خوش ہوتا ہے کہ اسے تسلی دی جا رہی ہے کہ تو فکر نہ کر تیرا مولیٰ تیری کفالت اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے۔ لہذا تو صرف علم حاصل کرنے پر توجہ دے اور فکر نہ کر۔ اللہ ہم سب کی اولاد کو بھی علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زندہ مردوں کے بیج

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ علم کا حاصل کرنے والا جاہلوں کے درمیان ایسا ہے جیسے زندہ مردوں کے درمیان۔ (کنز العمال، جلد اول ص ۸۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طالب علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجاہد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔ (کنز العمال، جلد اول ص ۸۱)

کسی بھی عمر میں علم حاصل کرو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے بچپن میں علم نہیں حاصل کیا اور بڑی عمر کا ہو کر اس کو حاصل کیا پھر مر گیا تو وہ شہید مرا۔ (کنز العمال جلد اول ص ۹۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حصول علم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں۔ بچپن میں اگر کسی وجہ سے علم حاصل نہ کر سکے تو اب

حاصل کرو۔ اگر اسی عالم میں موت واقع ہوگی تو شہادت کا مرتبہ مولیٰ عطا فرمائے گا۔ لہذا عمر کی پرواہ کئے بغیر علم حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھاؤ۔

انبیاء کے ساتھ

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دینی مسئلہ کہ مسلمان اس کو سیکھے، ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے غلام کو آزاد کرنے سے بہتر ہے اور بے شک طالب علم اور وہ عورت جو اپنے شوہر کی فرماں بردار ہے اور وہ لڑکا جو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتا ہے یہ سب انبیائے کرام کے ساتھ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ (کنز العمال، جلد اول ص ۹۱)

جنت میں شہر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جہنم سے اللہ کے آزاد کئے ہوئے لوگوں کو دیکھنا پسند کرے تو وہ طالب علموں کو دیکھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کوئی طالب علم جب کسی عالم کے دروازے پر آتا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے جنت میں ایک شہر تیار کرتا ہے اور وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ زمین اس کے لئے مغفرت طلب کرتی ہے اور صبح و شام اس حال میں کرتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے اور ملائکہ طالب علموں کے لئے گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنم سے اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔ (تفسیر کبیر، جلد اول، ص ۲۷۵)

جہنم حرام

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے قدم علم کی طلب میں گرد آلود ہوں اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم پر حرام فرمائے گا اور خدائے تعالیٰ کے

فرشتے اس کے لئے مغفرت طلب کریں گے۔ اور اگر علم کی طلب میں مر گیا تو شہید ہوا اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی اور اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جائے گی۔ اور اس کے پڑوسیوں پر روشن کر دی جائے گی۔ چالیس قبریں اس کے داہنے، چالیس اس کے بائیں، چالیس اس کے پیچھے اور چالیس قبریں اس کے آگے۔ (تفسیر کبیر، ج ۱، ص ۲۸۱)

علمائے کرام کے فضائل

علمائے کرام کے فضائل اور ان کی خوبیاں ہم بیان کر سکیں یہ ممکن نہیں کیونکہ ان نابین رسول کی عظمت و فضیلت سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ اسی سلسلے کی چند احادیث ہم پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں اور اپنے دلوں میں علمائے کرام کی عقیدت و محبت پیدا کریں۔

فرشتے کا اعلان

حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت انس رضی اللہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک نہایت خوبصورت شہر تخلیق فرمایا ہے جس کے دروازے پر فرشتہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ لوگو! سن لو جس نے عالم کی زیارت کی اس نے انبیاء کی زیارت کی۔ جس نے نبی کی زیارت کی گویا کہ اس نے خالق کی زیارت پائی، اور جس نے رب کی زیارت کی وہ جنت کا مستحق ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۲۹۹، ۲۹۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج مغربی طاقتیں علمائے کرام کا احترام دل سے نکال کر اسلام کی عظمت دل سے نکالنا چاہتی ہیں اور کسی حد تک اہل مغرب کامیاب بھی ہو چکے ہیں اور جاہل عوام چوراہے پر کھڑے ہو کر علما کی ہجو اور برائیوں میں سرگرم نظر آتی ہے اور خود کو چند عبادات کا پابند بنا کر ان کو حقیر سمجھتی ہے۔ خدا را مذکور حدیث شریف سے علما کی عزت سمجھو اور علما کی قدر کرو۔ ساتھ ہی ساتھ صاحبِ علم کو بھی لازم ہے کہ وہ اپنے علم کی قدر کرتے ہوئے نیابتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں، اللہ عزوجل ہم سب کی اصلاح فرمائے۔

حضور سے ملاقات

ساقی حوض کوثر نبی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی، جو عالم کی محفل میں بیٹھا گویا کہ وہ میرے پاس بیٹھا اور جس نے میری ہم نشینی کا اعزاز حاصل کیا وہ جنت میں بھی میرا ہم نشین ہوگا۔ (نزہۃ المجالس، ص ۲۹۹)

حضرت بہر بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عالموں کا استقبال کیا تحقیق اس نے میرا استقبال کیا اور جو عالموں کی ملاقات کے لئے گیا تو یقیناً وہ میری ملاقات کے لئے آیا اور جو عالموں کے ساتھ بیٹھا وہ تحقیق میرے ساتھ بیٹھا۔ اور جو میرے ساتھ بیٹھا وہ یقیناً میرے رب کی بارگاہ میں بیٹھا۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۹۷)

سبحان اللہ! ہم میں کون ہوگا جو رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم نشین بننا نہ چاہتا ہو؟ جب ہم سب کی یہ خواہش ہے تو بس علمائے باعمل کی صحبت کو لازم پکڑیں، اللہ عزوجل رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہم نشینی کا شرف عطا فرمائے گا۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

عالم اور عابد میں فرق

حضور سید عالم فخر آدم و بنی آدم علیہ افضل الصلوات والتسلیم نے فرمایا: معمولی علم رکھنے والا بھی بکثرت عبادت کرنے والے عابد سے اچھا ہے۔

قُلُوبُ الْعَالَمِينَ عَلَى الْمَعَالِي وَ أَيَّامُ الْوَرَى شِبْهُ اللَّيَالِي
یعنی اہل علم کے دل بلند یوں پر ہیں اور مخلوق کے دن شب تاریک بن گئے۔

(نزہۃ المجالس، ص ۳۰۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ علم عبادت سے افضل ہے۔ لہذا ہم لوگوں کو چاہئے کہ جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہتر فرمایا ہم اس کو اختیار کرنے کی کوشش میں لگے رہیں مگر جو فرائض ہم پر اللہ نے رکھے ہیں ان کی ادائیگی میں کوتاہی بھی نہ کریں۔ اللہ عز وجل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

ورنہ تو ہلاک

نہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو عالم بن یا طالب علم بن، یا علم کی مجلس میں شامل ہو یا علما یا طلبا سے محبت کرنے والا بن، ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔

(نزہۃ المجالس، ص ۳۰۲)

آج مسلمان کیوں ہلاک ہو رہے ہیں اس کی وجہ مذکورہ حدیث شریف سے واضح ہو گئی۔ بے شمار مسلمان علم، علما ان کے درس اور ان کی محبت سے دامن بچائے ہوئے ہیں، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانا چاہتے ہو تو علم حاصل کرو، علم کی مجلس میں شامل ہو، علما اور طلبا سے محبت کرو۔ انشاء اللہ ہلاکت سے بچ جاؤ گے۔

غلام آزاد کرنے کا اجر

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی کے سہارے سے عالم چلے گا اللہ تعالیٰ اسے ایک ایک قدم پر غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جو تعظیم و تکریم کے پیش نظر عالم کے سر کا بوسہ لیتا ہے اس کے ایک ایک بال کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے۔

(نزہۃ المجالس، ص ۳۰۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے علما کا مقام واضح ہوا اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی قدر کریں اور

ان کے احترام میں کوتاہی ہرگز نہ کریں البتہ علمائے کرام کو اپنے دل میں یہ خواہش نہ رکھنی چاہئے کہ لوگ ان کا احترام کریں اس لئے کہ اگر وہ صاحبِ علم و عمل ہیں تو ان کی محبت اللہ عز و جل لوگوں کے دلوں میں پیدا فرمادے گا۔

۹۹۹ رحمتیں

نبی کریم ارواحِ فادہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شبِ روزِ نو سونانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ علما اور طلباء پر نازل فرماتا ہے اور باقی لوگوں پر ایک رحمت، علومِ دینیہ کے حصول میں جسے موت نے آلیا اس کے اور انبیاء کے درمیان درجہ نبوت کے علاوہ کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔ (نزہۃ المجالس، ص ۳۰۲)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! طالبانِ علومِ دینیہ اور علما پر اللہ عز و جل کی کرم نوازی کی بارشیں تو دیکھو کہ سب پر ایک رحمت اور طالبِ علم اور علما پر ۹۹۹ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ لہذا طلباء اور علما کی صحبت اختیار کرو انشاء اللہ ان کے طفیل کچھ رحمتیں ہم پر بھی برس جائیں گی۔ پروردگار ہم سب کو علمائے باعمل کی صحبت سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

علماء امت کے چراغ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے علما کی شان دریافت کی تو انہوں نے کہا: علمائے کرام آپ کی امت کے دنیا و آخرت میں چراغ ہیں اور وہ خوش نصیب ہے جو ان کی قدر و منزلت کو پہچانتا ہے اور ان سے محبت رکھتا ہے۔ اور وہ بڑا بد نصیب ہے جو ان سے مخاصمت رکھتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۳۰۲، ۳۰۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام سے سوال کر کے علما کے بارے میں

ان کی کیا رائے ہے وہ ہم تک پہنچائی اب اگر اس کے باوجود ہم علمائے اہل سنت کی قدر نہ کریں تو ہم سے بڑھ کر کم نصیب کون ہوگا۔ یاد رکھیں! علما سے مراد علمائے اہل سنت ہیں لہذا گستاخ علما کا احترام نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان سے دور رہ کر اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

خلفاء کی عزت

مخبر صادق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خلفاء کی عزت کیا کرنا، عرض کیا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا: جو میری احادیث کا درس دیں گے اور میری امت تک میری باتیں پہنچائیں گے اور جو جمعۃ المبارک کے دن میری احادیث میں غور و خوض کر کے اس سے عمدہ مسائل کا استنباط کرے گا اسے ستر ہزار غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب عطا ہوگا۔ نیز اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی اور اس کی مغفرت یقینی ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص ۳۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ فرمان رسول سے ان علما کا مقام واضح ہوا جن کو رب قدیر نے فن حدیث میں مہارت عطا فرمائی ہے۔ اللہ عز و جل ان محدثین کے صدقہ و طفیل میں ہم سب کو علم حدیث کی دولت عطا فرمائے اور ان کے صدقہ و طفیل ہم سب کی بخشش فرمائے۔

امت کے سورج

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے صاحب علم کی شان دریافت فرمائی تو انہوں نے کہا: عالم آپ کی امت کے سورج ہیں، جو عالم کی قدرو منزلت کو پہچانتا ہے اور عزت و بجلاتا ہے اس کے لئے جنت کی بشارت ہے اور جو ان کی معرفت اور شناسائی سے اعراض کرتا ہے اور دشمنی رکھتا ہے اس کے لئے تباہی و بربادی ہے۔

(نزہۃ المجالس، ص ۳۰۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث مبارک سے پتہ چلا کہ عالم سے دل میں بغض نہیں رکھنا چاہئے ورنہ بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا، ان کا احترام اور ان کی عزت کر کے جنت کا حقدار بنو نہ کہ توہین کر کے بربادی کو دعوت دو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو علمائے اسلام کی عزت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منزل شرافت

پیغمبر اسلام ارواحنا فدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علوم شرعیہ حاصل کرے اور میری امت کو سکھائے، عاجزی و انکساری اختیار کرے وہ جنت میں اتنا ثواب پائے گا کہ کوئی اس سے افضل نظر نہیں آئے گا۔ جنت میں اس کی منزل کا نام منزل شرافت ہوگا اور جنت میں ہر مقام سے حظ وافر پائے گا۔ (نزہۃ المجالس ص ۳۰۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تشنگانِ علوم نبویہ کی پیاس بجھانا کتنی بڑی نیکی ہے اور اس کا اجر کتنا بلند ہے مذکورہ حدیث مبارکہ میں آپ نے ملاحظہ کیا، ساتھ ہی ساتھ اگر صاحب علم معلم انسانیت، باعثِ تخلیق کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم سنت عاجزی، انکساری اختیار کرے تو اس کو منزل شرافت سے نوازا جائے گا۔ کاش! ہم ان چیزوں کو سمجھتے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔

مرتبہ نبوت سے قریب

نہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب لوگوں سے افضل مومن عالم ہے کہ جب اس کی طرف رجوع کیا جائے تو نفع دے اور جب اس سے بے نیازی برتی جائے تو وہ بھی بے نیاز ہو جائے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ مرتبہ نبوت سے سب سے زیادہ قریب عالم اور مجاہد ہیں۔ علما اس لئے کہ انہوں نے رسولوں کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے، اور مجاہد اس لئے کہ انہوں نے انبیائے کرام کے

احکامات کو بزورِ شمشیر پورا کیا اور ان کے احکامات کی پیروی کی۔ مزید ارشاد ہے کہ پورے قبیلے کی موت ایک عالم کی موت سے آسان ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن علما کی سیاہی کی دواتیں شہدا کے خون کے برابر تولی جائیں گی۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۵۸۶)

اس حدیث شریف میں یہ بتایا گیا ہے کہ قبیلے کی موت سے بھی زیادہ ایک عالم کی موت باعثِ تکلیف ہے۔ ایک عالم کی حیات عالم کی حیات کا سبب ہے اور ایک عالم کی موت عالم کی موت کا سبب ہے۔ آج علما اٹھتے جا رہے ہیں علمائے باعمل اب اس دارِ فانی سے کوچ کر رہے ہیں۔ آؤ ان سے استفادہ کریں اور اپنے دامن کو علم سے بھر لیں اور آخرت میں سرخروئی حاصل کرنے کا سامان مہیا کریں۔

دو چیزوں میں ہلاکت

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ مزید فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے علم کا چھوڑ دینا، اور مال کا جمع کرنا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۵۸۶)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم آج اپنی ہلاکت کے اسباب پر غور کرتے ہیں اور وجہ تلاش کرتے ہیں لیکن آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے وجہ بیان فرمادیا تھا۔ یقیناً آج مسلمان جہالت کے اندھیرے میں بھٹک رہا ہے اور مال کی لالچ میں اندھا ہو چکا ہے جس نے ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ اللہ عز و جل ہم سب کو علم کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

چہرہ دیکھنا عبادت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں کم کھانا، مسجد میں بیٹھنا، کعبہ دیکھنا، مصحف کو دیکھنا اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔ (فتاویٰ رضویہ، ۶۱۶/۴، جامع الاحادیث ص ۱۷۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں۔ مصحف کو دیکھنا، کعبہ کو دیکھنا، ماں باپ کو دیکھنا، زمزم کے اندر نظر کرنا اور اس سے گناہ اترتے ہیں، اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔

(فتاویٰ رضویہ، ۶۱۶/۴)

شیطان پر بھاری

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ“ دین کی سمجھ رکھنے والا ایک شخص (عالم) شیطان پر ایک ہزار عابدوں کے مقابلہ میں زیادہ بھاری ہے۔ (ابن ماجہ، ص: ۲۰)

علما انبیاء کے وارث

حضرت ابو دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علما وارث انبیا ہیں، انبیا نے درہم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑے، علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے۔ جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔ (جامع الاحادیث، ص ۱۷۳)

غلطی ایک گناہ دو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عالم کا گناہ ایک گناہ اور جاہل کا گناہ دو۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس لئے؟ فرمایا: عالم پر وبال اسی کا ہے کہ گناہ کیوں کیا اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا نہ سیکھنے کا۔ (فتاویٰ رضویہ، ۷۴۱)

قبر میں بھی نیکیاں جاری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل کٹ جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا ثواب برابر جاری رہتا ہے، صدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مسلم، مشکوٰۃ،

ص ۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم دولت جمع کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے جب کہ یہ سب زمین پر ہی رہ جائیں گے لیکن ہم نے اگر علم کے فروغ کے لئے کچھ کام کیا یا خود ہم نے کچھ شاگردوں کو تیار کر دیا تو انشاء اللہ مرنے کے بعد بھی سب کا ثواب ہم کو ملتا رہے گا۔

کیا حسد جائز ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزوں کے سوا کسی میں حسد جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے دین کا علم عطا فرمایا تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

(بخاری شریف، جلد اول ص ۱۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حسد بندے کی فطرت میں شامل ہے۔ بندہ کسی کو مال و جاہ، شہرت و بلندی پر دیکھ کر اس کے زوال کی تمنادل میں پیدا کرتا ہے اور دل ہی دل میں یہ چاہتا ہے کہ یہ نعمت اس سے زائل ہو کر مجھے حاصل ہو اور اسی کا نام حسد ہے، بندے کو چاہئے کہ ایسی تمنا کبھی بھی اپنے دل میں نہ لائے کہ اس قسم کی خواہش سے اس کی ساری نیکیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ہاں یہ تمنا ضرور کر سکتا ہے کہ اے اللہ! جو نعمت تو نے اسے عطا فرمائی ہے وہ نعمت اپنے فضل سے مجھے بھی عطا فرما یہ حسد نہیں بلکہ رشک ہے۔

فرماں بردار رھو

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اگر عالم متقی اور پرہیزگار ہو اور علمائے سلف کا متبع اور فرماں بردار ہو اور ایسے علوم پڑھاتا ہو جس میں دنیا کے غرور اور فریب سے ڈرنے کا بیان ہو تو ایسے عالم سے پڑھنا کیسا اس کی صحبت باعث منفعت ہے بلکہ اس کی زیارت بھی موجب سعادت، آدمی اگر وہ علم سیکھے جو مفید ہوتا ہے تو سبحان اللہ یہ سب کاموں سے بہتر ہے۔ اور مفید وہ علوم ہیں جن سے دنیا کی حقارت اور عقبی کی عظمت کے حالات معلوم ہوں اور جن سے آدمی آخرت کے منکروں اور دنیا داروں کی نادانی اور حماقت کو جانتا ہے۔ (کیمیائے

سعادت، ص ۱۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج الْحَمْدُ لِلّٰہ! علمائے ربانین کی کمی نہیں جو متبع سنت بھی ہیں دنیا کو حقیر بھی سمجھتے ہیں۔ البتہ ان کی تلاش مشکل ہے۔ آج بھی ایسے علما ہیں جو دنیا اور دنیا داروں کی طرف کی لپٹائی ہوئی نگاہ نہیں ڈالتے بلکہ ان کی نظر ہمیشہ رضائے الہی و رضائے رسول ہی پر رہتی ہے۔ ایسے باعمل علما کی صحبت میں بیٹھنے سے دل بھی زندہ ہوتا ہے اور آخرت کی تیاری کا جذبہ و شوق بیدار ہوتا ہے لہذا ایسے علما کی صحبت میں ضرور بیٹھیں۔ اللہ عز و جل علمائے ربانین کی صحبت سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

عذاب اٹھا لیا جاتا ہے

حضرت امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد میں بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی عالم یا متعلم کا کسی شہر یا بستی سے گزر رہوتا ہے تو چالیس دن تک وہاں کے قبرستان سے عذاب اٹھا لیا جاتا ہے۔ (نزہۃ المجالس،

ص ۳۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب عالم یا متعلم کے کسی شہر یا بستی سے گزرنے پر قبرستان والوں پر اتنا کرم ہو جاتا ہے تو جہاں ان کا قیام ہو، جن سے ان کی محبت اور دوستی ہو اور جو ان کی خدمت میں لگے ہوں ان پر مولیٰ کا کتنا کرم ہوگا؟ لہذا عالم اور متعلم کی خدمت کرتے رہو انشاء اللہ دونوں جہاں میں اس کا فائدہ حاصل ہوگا۔

زمین و آسمان کو سنوارا گیا

ربیع الا برار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو تین چیزوں سے مزین فرمایا آفتاب و مہتاب اور تاروں سے اور زمین کو بھی تین چیزوں سے زینت عطا فرمائی، علما سے، بارش سے اور عدل و انصاف کے پیکر بادشاہ سے۔ (زہدۃ المجالس، ص ۳۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آسمان کی زینت آفتاب و مہتاب اور تاروں سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بغیر آفتاب و مہتاب اور تاروں سے آسمان کیوں کر خوبصورت نظر آ سکتا ہے؟ بالکل اسی طرح اگر زمین پر بارش نہ ہو تو زمین کے خزانے باہر نہیں آ سکتے۔ اسی طرح اگر روئے زمین پر علمائے کرام کی مقدس جماعت نہ ہو تو معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے گا کیوں کہ علمائے کرام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے زمین پر فسادات، خون ریزیاں، حقوق کی پامالی وغیرہ برے کام نہیں ہوتے اس لئے یہ علمائے زمین کی زینت ہیں۔ لہذا علما کی قدر کرو اور ان سے فائدہ حاصل کرو۔

حوض کوثر کا پانی

حضرت نقی علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عبادت گزار حوض کوثر سے خود پانی حاصل کریں گے مگر علمائے کرام کو یہ سعادت نصیب ہوگی کہ صاحبِ حوض کوثر نبی مکرم محبوب اعظم اپنے دست مبارک سے بھر بھر کر پیالے پلائیں گے۔ (زہدۃ المجالس، ص ۳۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ فرمان

سے آپ اچھی طرح جان گئے ہوں کہ علمائے ذوی الاحترام کا مرتبہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک کیا ہے کہ رسولِ گرامی وقار اپنے مقدس ہاتھوں سے انہیں سیراب فرمائیں گے۔

دو دشمن

بلبل شیراز حضرت علامہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو انسان ملک اور دین کے دشمن ہیں ایک وہ بادشاہ جو بردباری سے خالی ہو اور دوسرا وہ عابد جو علم سے خالی ہے۔

(گلستانِ سعدی ص ۲۴۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج جاہل عابدوں کا زور دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ معاشرے میں صاحبِ علم کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن اگر چند معمولات کا پابند کوئی عابد ہو بھلے اس کا قرآن شریف پڑھنا بھی درست نہ ہو اور مسائل شرعیہ سے بالکل واقفیت نہ رکھتا ہو ایسے شخص کو لوگ عالم دین سے زیادہ فوقیت دیتے ہیں جبکہ دیکھا جائے تو ایسا شخص دین کا دشمن ہے۔ اور ایسا بادشاہ جو علم سے خالی ہو وہ ملک کا دشمن ہے اس سے ملک تباہ ہوتا ہے اور وہ عابد جو علم سے خالی ہو وہ دین کا دشمن ہے۔ لہذا ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم و حلم کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

اہمیت علم

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ علما کے علم حاصل کر لینے کے بعد کون سی چیز ان کے دلوں سے علم نکال لیتی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: لالچ، حرص اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا نا۔ کسی شخص نے حضرت فضیل علیہ الرحمہ سے اس قول کی تشریح چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ انسان لالچ میں جب کسی چیز کو اپنا مطلب و مقصود بنا لیتا ہے تو اس کا دین رخصت ہو جاتا ہے۔ حرص یہ ہے کہ انسان کبھی اس چیز کی اور کبھی اس چیز کی طلب

میں رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور کبھی اس مقصد کے حصول کے لئے تیرا سابقہ مختلف لوگوں سے پڑے گا جب وہ تیری ضرورتیں پوری کریں گے تو تیری ناک میں کیل ڈال کر جہاں چاہیں گے لے جائیں گے۔ وہ تجھ سے اپنی عزت چاہیں گے اور تو رسوا ہو جائے گا۔ اور اسی محبتِ دنیا کے باعث جب بھی تو ان کے سامنے سے گزرے گا انہیں سلام کرے گا۔ اور جب وہ بیمار ہوں گے تو عیادت کو جائے گا۔ اور یہ تیرے تمام افعال خدا کی رضا کے لئے نہیں ہوں گے۔ تیرے لئے بہت اچھا ہوتا اگر تو ان کا محتاج نہ ہوتا۔

(القلوب، ص ۲۶۰، ۲۵۹)

تعظیمِ علما

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علما کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔ (جامع الاحادیث)

میری امت سے نہیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانا وہ میری امت سے نہیں۔

(جامع الاحادیث)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عالمِ دین کا مقام اور ان کے رتبے جب تک ہم نہیں سمجھیں گے اس وقت تک ان کا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔ یاد رکھیں عالمِ دین کا حق یہ ہے کہ ان کا احترام کریں، ادب بجالائیں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کی غیبت نہ کریں، ان کے احکام جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں بجالائیں، ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔ اگر عالم کا حق ادا نہ کیا گیا تو رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہو سکتے ہیں، لہذا ہم پر لازم ہے کہ ہم

ان کے حقوق ہمیشہ ادا کرتے رہیں تاکہ اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کے مستحق بنیں۔ اللہ عز و جل ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کہیں تشریف فرما ہوئے، صاحب خانہ نے حضرت کے لئے مسند حاضر کی، آپ اس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔

(جامع الاحادیث، مسند الفردوس، جلد ۵، ص ۱۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب کوئی عزت دے تو اس کے قبول کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اگر علما موجود ہوں اور کوئی دوسرا مسند پیش کرے تو چاہئے کہ اس کو قبول کر کے علمائے کرام کی خدمت میں پیش کر دیا جائے کہ یہ ان کا زیادہ حق ہے کہ اس طرح اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ نائب رسول بھی اس سے راضی ہو جائیں گے اور انشاء اللہ اس خدمت کا صلہ دونوں جہاں میں ملے گا۔

وہ منافق ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق، کھلا منافق۔ از آں جملہ، ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا مسلمان بادشاہ عادل، تیسرا عالم کہ مسلمانوں کو نیک بات بتائے۔

(المجم الکبیر للطبرانی جلد ۸، صفحہ ۲۰۲)

عارف باللہ عاشق رسول سیدی و سندی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

اگر عالم کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے، اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا ہے، تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق و فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے،

مریض القلب، خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، صفحہ ۹۷۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یوں تو عام مومن بندے کے سلسلے میں دل کو صاف رکھنے کا حکم فرمایا گیا لیکن خصوصاً علما کی عزت اور ان کے لئے اپنے دل کو صاف رکھنا اور ان سے محبت کرنا یہ ایسے اعمال ہیں کہ انشاء اللہ ان سے ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

عالم اور جاہل

سیدی و سندی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل و علا علما و جہلا کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی ان کا امتیاز لازم ہے۔ اسی باب سے ہے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام و مسند اکرام پر جگہ دینا کہ سلفاً و خلفاً شائع و ذائع اور شرعاً و عرفاً مندوب و مطلوب، ہاں علما و سادات کو یہ ناجائز و ممنوع ہے کہ آپ اپنے لئے سب سے امتیاز چاہے اور اپنے نفس کو مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر ملک جبار جَلَّتْ عَظَمَتُهُ کے سوا کسی کو لائق نہیں۔ بندہ کے حق میں گناہ اکبر ہے۔ ”أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ“ کیا جہنم میں نہیں ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا۔ جب سب علما کے آقا، سب سادات کے باپ، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی درجہ کے تواضع فرماتے اور مقام و مجلس خورش و روش کی امر میں اپنے بندگان بارگاہ پر امتیاز نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے، مگر مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زائد علما و سادات کا اعزاز و امتیاز کریں، یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لئے طالب قیام ہونا مگر وہ اور لوگوں کا معظم دینی کے لئے قیام مندوب، پھر جب اہل اسلام ان کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اس کا قبول انہیں ممنوع نہیں۔ (جامع الاحادیث، فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۲۰)

قیامت میں دُ سوائی

نور مجسم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے عالم کی توہین کی تحقیق اس نے علم دین کی توہین کی اور جس نے علم دین کی توہین کی تحقیق اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی اور جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی یقیناً اس نے جبریل علیہ السلام کی توہین کی، اور جس نے جبریل علیہ السلام کی توہین کی تحقیق اس نے اللہ کی توہین کی، اور جس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی توہین کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ (تفسیر کبیر، جلد ۱، ص ۲۸۱)

عالم کی عیب جوئی سبب ہلاکت

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی دلیل و حجت ہیں تو جس نے عالم میں عیب نکالا وہ ہلاک ہو گیا۔ (کنز العمال، جلد ۱، ص ۷۷)

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جس نے عالم کو حقیر سمجھا اس نے اپنے دین کو ہلاک کیا۔ (تفسیر کبیر، جلد ۱۰، ص ۲۸۲)

عالم کو ”مولویا“ کہنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مجمع الانہار میں ہے جو شخص کسی عالم کو ”مولویا“ اس کی تحقیر کے لئے کہے وہ کافر ہے۔ عالم کی خطا گیری اور اس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادہ و مسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، ص ۳۹۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سوچو، عالم کے لئے تحقیر کا لفظ یعنی ”مولویا“ استعمال کرنا ایمان کو برباد کرتا ہے، کیا آج مسلمان عالم دین کو اس قسم کے الفاظ سے برا بھلا نہیں کہتے؟ ایسے لوگ اللہ سے ڈریں اور ناعین رسول کی توہین سے اپنی زبان کی حفاظت کریں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عالم سے اپنا تعلق ہر حال میں جوڑے رکھنا چاہئے اس لئے کہ عالم دین سے تعلق، ان کے پاس آمد و رفت سے آپ کے علم میں اضافہ ہوگا نیز ان کی حکمت بھری باتیں سن کر دلوں میں نور پیدا ہوگا اور غفلت دور ہوگی۔

حضرت علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ علم دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علم دین ہے، کفر ہے۔ (بہار شریعت نمبر ۱۳۱)

علما کے پاس بیٹھنا عبادت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ”مُجَالَسَةُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ“ یعنی عالموں کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے۔ (کنز العمال، جلد دہم ص ۸۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج صحبتِ علما سے استفادہ کا جذبہ بالکل ختم ہو چلا ہے بلکہ تھوڑے سے عمل پر آج کا مسلمان اپنے آپ کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے، خدا را اپنی اصلاح کریں اور عالم دین کی صحبت اختیار کریں۔

علما کی مجلس جنت کا باغ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو چر لیا کرو، عرض کیا گیا جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا: عالموں کی مجلس۔

(کنز العمال)

سال بھر کی عبادت سے بہتر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شریعت کی ایک بات کا سننا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور علم دین کی گفتگو کرنے والوں کے پاس ایک

گھڑی بیٹھنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ (کنز العمال جلد اول، ص ۱۰۱)

سب سے بڑی مجلس علما کی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عالموں کی مجلسوں سے الگ نہ رہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر عالموں کی مجلسوں سے بڑھ کر کسی مٹی کو نہیں پیدا فرمایا۔ (تفسیر کبیر، جلد اول ص ۲۸۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب روئے زمین پر علما کی محفل سے بڑھ کر کوئی محفل نہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان محفلوں میں ضرور حاضری دیں تاکہ ان عظیم محفلوں میں شرکت کی وجہ سے ہم بھی عظیم بن جائیں۔

کس عالم کی صحبت میں بیٹھیں

غوث صمدانی، قطب ربانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دے، دنیا کی رغبت نکال کر زہد کی ترغیب دے، ریا سے نکال کر اخلاص کی تعلیم دے، غرور چھڑا کر تواضع کی ترغیب دے، کاہلی سے بچا کر وعظ و نصیحت کرنے کی ترغیب دے اور جہالت سے نکال کر علم کی ترغیب دے۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم، ص ۴۵۱)

اور حضرت فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص عالم کے پاس بیٹھے اور علم کی بات یاد نہ رکھ سکے اس کے لئے بھی سات خوبیاں ہیں۔

- اول علم حاصل کرنے والوں کا ثواب پائے گا۔
- دوم جب تک عالم کے پاس بیٹھا رہے گا گناہ سے بچے گا۔
- سوم جب علم حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے گا اس پر رحمت نازل ہوگی۔

چہارم جب علم کے حلقہ میں بیٹھے گا اور ان پر رحمت نازل ہوگی تو اس کا بھی اس میں

حصہ ہوگا۔

پنجم
ششم

جب تک دین کی باتیں سنے گا اس کے لئے فرماں برداری لکھی جائے گی۔
جب کہ وہ سنے گا اور نہیں سمجھے گا تو ادراک علم سے محرومی کے سبب اس کا دل
تنگ ہوگا۔ تو وہ غم اس کے لئے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ کا وسیلہ بن جائے گا۔
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ

لَا جَیٰ

یعنی میں ان لوگوں کے پاس ہوں جن کے دل میرے لئے ٹوٹنے والے
ہیں۔ (حدیث قدسی)

ہفتم

وہ مسلمانوں سے عالموں کی تعظیم اور فاسقوں کی توہین دیکھے گا تو اس کا دل
فسق

سے نفرت کرے گا اور علم دین کی طرف مائل ہوگا۔ اسی لئے نیک لوگوں کے
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (تفسیر کبیر، ج ۱، ص ۲۷۷)

آٹھ قسم کے آدمی

حضرت فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص آٹھ قسم کے آدمیوں
کے پاس بیٹھے گا اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ چیزیں بڑھا دے گا۔

0 جو مالداروں کے پاس بیٹھے گا اس کے دل میں دنیا کی محبت و رغبت زیادہ ہوگی۔

0 جو درویشوں کے ساتھ بیٹھے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی تقسیم نعمت پر شکر و رضا کی توفیق

ہوگی۔

0 جو بادشاہ کے پاس بیٹھے گا اس میں سختی و تکبر زیادہ ہوگا۔

0 جو عورتوں کے ساتھ بیٹھے گا اس میں شہوت و جہالت بڑھے گی۔

0 جو بچوں کے پاس بیٹھے گا اس میں ہنسی مذاق زیادہ ہوگا۔

- 0 جو فاسقوں کے پاس بیٹھے گا اس میں گناہوں پر جرأت بڑھے گی۔
- 0 جو نیکوں کے پاس بیٹھے گا اس میں فرماں برداری کی رغبت زیادہ ہوگی۔
- 0 جو عالموں کے پاس بیٹھے گا اس کا علم اور تقویٰ بڑھ جائے گا۔ (تفسیر کبیر)

زبان کی رکاوٹ دور

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے کہ جو شخص علما کی محفل میں اکثر حاضر ہوتا ہے اس کی زبان کی رکاوٹ دور ہو جاتی ہے، ذہن کی الجھنیں کھل جاتی ہیں اور جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کے لئے باعث مسرت ہوتا ہے۔ اس کا علم اس کے لئے ایک ولایت ہے اور فائدہ مند ہوتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۵۸۷)

تلاوت قرآن سے بہتر

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجلس علمی میں حاضر ہونا ہزار رکعت پڑھنے اور ہزار بیماروں کی عیادت کرنے اور ہزار جنازوں میں شریک ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا: تلاوت قرآن سے بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: قرآن بغیر علم کے کب مفید ہے؟ (احیاء العلوم ج ۱، ص ۵۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ اپنے اوقات کا کچھ حصہ فہم قرآن کے لئے خاص کر لیں جس کے لئے ترجمہ قرآن کنز الایمان کا پابندی کے ساتھ مطالعہ کرنا بہت سودمند ثابت ہوگا اور علمائے کرام کی مجالس میں حاضری کو بھی لازم کر لو انشاء اللہ اس کا فائدہ آپ کو دونوں جہاں میں نظر آئے گا۔

حضور کو مجلس علم پسند

ایک دن حضور اکرم رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ نے مجلسیں دیکھیں تو ایک تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے اور اس کی طرف راغب تھے،

دوسری مجلس والے لوگوں کو علم سکھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجلس اول کے لوگ تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اگر وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو نہ دے، مگر دوسری مجلس والے، لوگوں کو تعلیم کرتے ہیں اور مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ نے تعلیم کرنے والا ہی بھیجا ہے پھر آپ دوسری مجلس والوں کے پاس تشریف لے جا کر ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا اس کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے یعنی ہدایت اور علم کی مثال بارش جیسی ہے جو زمین پر برستی ہے زمین کا ایک قطعہ ایسا ہو کہ پانی جذب کرے اور گھاس وغیرہ بہت اگائے اور ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ پانی روک رکھے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس سے نفع دے کہ جو پئیں اور کھیتی کو سیراب کریں اور ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ پانی روک رکھے لیکن اس کے لئے گھاس وغیرہ نہ اُگے۔ (احیاء العلوم، جلد اول، ص ۵۶)

میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! علم کی محفل میں تشریف لے جا کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ واضح فرمادیا کہ یہ محفل مجھے دوسری تمام محفلوں سے زیادہ پسند ہے، لہذا ہم کو بھی چاہئے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسندیدہ محفل یعنی تعلیم و تعلم کی محفل میں حاضر ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت لقمان کی وصیت

حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحب زادہ کو وصیت کی کہ اے بیٹے علماء کے پاس بیٹھ اور اپنا زمانوں ان کے زمانوں سے ملا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نورِ حکمت سے دلوں کو ایسا زندہ کرتا ہے جیسے زمین کو بارش سے سرسبز کرتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد اول

ص ۵۲)

ستر مجلسوں کا کفارہ

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایک مجلس علم کی گفتگو ستر مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہزار شب بیدار روزہ دار

عابدوں کا مرجانا ایسے عالم کی موت سے کم ہے جو اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام میں ماہر ہو۔

(احیاء العلوم جلد اول، ص ۵۳)

علم کی اہمیت اسلاف کی نظر میں

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے۔ علم خزانے ہیں اور ان کی کنجی سوال کرنا ہے، سوال کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ (کنز العمال ص ۷۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نہ جاننے والے جاننے والوں سے پوچھ لیں۔ آج ہم کوئی مسئلہ نہیں جانتے تو پوچھنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔ سوال پوچھنے پر عزت نہیں جائے گی بلکہ اللہ رحم فرمائے گا۔ آج ہر کوئی چاہتا ہے کہ اللہ اس پر رحم کرے تو اس کا آسان سا طریقہ یہ ہے کہ علمائے اہل سنت کے پاس جا کر دینی و دنیوی مسائل کا حل پوچھو اور اپنی معلومات میں اضافہ کرو، نیز ان کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر رحمت الہی کے حقدار بنو۔

یتیم کون

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا۔

لَيْسَ الْجَمَالُ بِاثْوَابٍ تُزَيَّنُنَا إِنَّ الْجَمَالَ جَمَالُ الْعِلْمِ وَالْأَدَبِ
لَيْسَ الْيَتِيمُ الَّذِي قَدْ مَاتَ وَالِدُهُ بَلِ الْيَتِيمُ يَتِيمُ الْعِلْمِ وَالْحَسَبِ

یعنی جو کپڑے ہمیں زینت دیتے ہیں ان سے حقیقی خوبصورتی نہیں ہے بلکہ خوبصورتی علم اور ادب سے ہے، جس بچے کے والد کا انتقال ہو جائے وہ حقیقی یتیم نہیں ہے بلکہ علم اور حسب سے جو خالی ہے وہ حقیقی یتیم ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج لباس کے ذریعے آدمی اپنے کو خوبصورت ظاہر کرنا چاہتا ہے جبکہ انسان کی خوبصورتی علم اور ادب سے ہے۔ آدمی اس کو یتیم سمجھتا ہے جس کے والد کا انتقال ہو جاتا ہے۔ لیکن مولائے کائنات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یتیم وہ ہے جس کے پاس علم و حسب نہیں۔ کاش! ہم حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ ارشاد کو سامنے رکھتے اور طالب علم کی ہر ممکن کوشش کر کے اپنے آپ کو سنوارتے۔

مال فانی، علم باقی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا فرمان عالیشان ہے۔

رَضِينَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِينَا	لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالٌ
فَإِنَّ الْمَالَ يَفْنَى عَنْ قَرِيبٍ	وَأَنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا يَزَالُ
ہم خدائے تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہیں	کہ ہم کو علم دیا اور گنواروں کو مال دیا
کیوں کہ مال عنقریب فنا ہو جائے گا	اور علم باقی رہے گا ختم نہیں ہو گا۔

پتہ چلا کہ مالداروں کو عیش و عشرت کی زندگی گزارتے دیکھ کر افسردہ ہونا سچے عالم دین کا شیوہ نہیں بلکہ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی میں جسے علم کی دولت اللہ عز و جل سے مل جائے اسے خوش ہو جانا چاہئے کہ اللہ عز و جل نے فنا ہو جانے والی چیز کی بجائے باقی رہنے والی چیز اور دونوں جہاں میں فائدہ پہنچانے والی چیز عطا فرمادی۔

اچھی خصلت

ایک اور مقام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”الْعِلْمُ خَلِيلٌ

الْمُؤْمِنِينَ وَالْحِلْمَ وَزَيْرُهُ وَالْعَقْلُ دَلِيلُهُ وَالْعَمَلُ قَائِدُهُ وَالرِّفْقُ وَالِدُهُ وَالصَّبْرُ أَمِيرُ جُنُودِهِ فَتَاهِيكَ بِخَصْلَةٍ تَتَأَمَّرُ عَلَى هَذِهِ الْخَصْلَةِ الشَّرِيفَةِ“
 علم، مومن کا گہرا دوست ہے، بردباری اس کا وزیر ہے، عقل اس کی دلیل ہے، عمل اس کا پیشوا ہے، نرمی اس کا باپ ہے، صبر اس کے لشکر کا کمانڈر ہے، تواضع اپنے آپ کو اس خصلت سے روکو جو کہ اس شریف خصلت پر غلبہ کرے۔

افضل دولت

- (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مال سے علم سات وجہوں سے افضل ہے۔
- (۲) علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعون کی میراث ہے۔
- (۳) علم خرچ کرنے سے نہیں گھٹتا اور مال گھٹتا ہے۔
- (۴) مال حفاظت کا محتاج ہوتا ہے اور علم عالم کی حفاظت کرتا ہے۔
- (۵) جب آدمی مر جاتا ہے اس کا مال دنیا میں باقی رہتا ہے۔ اور علم اس کے ساتھ قبر میں جاتا ہے۔
- (۶) مال، مومن اور کافر دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور علم دین صرف مومن کو حاصل ہوتا ہے۔
- (۷) سب لوگ اپنے دینی معاملے میں عالم کے محتاج ہیں۔ اور مالدار کے محتاج نہیں۔
- (۸) علم سے پل صراط پر گزرنے میں قوت حاصل ہوگی اور مال اس میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ (تفسیر کبیر ص ۲۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے علم کی فضیلت نہایت ہی عمدہ اور آسان مثالوں کے ذریعہ بتا دی۔ کیا اب اس کے بعد بھی کوئی علم حاصل کرنے میں سستی کر سکتا ہے؟ آج ہم اپنی

عقل سے عزت کو حاصل کرنے نکل پڑے ہیں۔ اور پھر سمجھتے ہیں کہ ہم سے زیادہ کوئی عقلمند نہیں۔ کیا آج لوگ نہیں کہتے کہ جس کے پاس مال نہیں تو کچھ نہیں۔ میں کہتا ہوں مال ضروری ہے۔ لیکن وہ علم سے بہتر نہیں اور کیوں بہتر نہیں وہ آپ ملاحظہ کر چکے۔ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر فائدہ مند چیز کے بارے میں کون بتا سکتا ہے۔ لہذا اپنی عقل کو درست کر لیں اور علم کو فوقیت دینے کی کوشش کریں۔ اللہ عز و جل ہم سب کو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے صدقہ و طفیل علم نافع کی دولت عطا کرے۔

علم اور مال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علم اور مال ہر عیب کو چھپاتے ہیں۔ اور جہالت و غریبی ہر عیب کو کھولتے ہیں۔ (کنز العمال، ص ۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے بزرگانِ دین ظاہری ٹھاٹھ کے ساتھ نہیں رہتے، بلکہ نہایت ہی سادگی میں رہتے، لیکن ان کی زبان اقدس سے علم و حکمت کی باتیں نکلتیں تو وقت کے بڑے سے بڑے تاجدار اور مالدار بھی خراجِ عقیدت پیش کرتے۔ علم کی وجہ سے انسان میں موجود بے شمار عیوب چھپ جاتے ہیں اور مال اگر حلال ہے اور اچھے کاموں میں آدمی خرچ کرتا ہے تو اس میں موجود بہت ساری کوتاہیوں پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ لہذا علم اور مال دونوں کو نیک مقصد کے لئے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

علم کی مثال

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے قول ”أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا“ خدائے عز و جل نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رواںس پر اُبھرے ہوئے جھاگ اٹھ لائی۔ (پ ۱۳،

اس کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا کہ ”السَّيْلُ“ سے مراد یہاں علم ہے۔ پانچ وجہ ہے کہ علم کو پانی سے تشبیہ دی۔

(۱) جیسے بارش آسمان سے اترتی ہے ویسے ہی علم بھی آسمان سے اترتا ہے۔

(۲) زمین کی درستی بارش سے ہے تو مخلوق کی درستی علم سے ہے۔

(۳) جیسے کھیتی اور ہریالی بغیر بارش کے نہیں پیدا ہوتی ویسے ہی اعمال و طاعات کا وجود بغیر علم کے نہیں ہوتا۔

(۴) جیسے کہ بارش، گرج اور بجلی کی فرع ہے ویسے ہی علم بھی وعدہ اور وعید کی فرع ہے۔

(۵) جیسے بارش، نفع و نقصان دونوں پہنچاتی ہے ویسے ہی علم سے نفع و نقصان

دونوں

پہنچتا ہے جو علم پر عمل کرے اس کے لئے وہ فائدہ مند ہے اور جو اس پر عمل نہ کرے اس کے لئے نقصان دہ ہے۔ (تفسیر کبیر)

مردہ دل کی زندگی

حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ”الْقَلْبُ مَيِّتٌ وَ حَيَاتُهُ بِالْعِلْمِ“ دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم سے ہے۔

اور حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ جیسے بارش مردہ شہر میں زندگی پیدا کر دیتی ہے ایسے ہی دین کے علوم مردہ دل میں زندگی ڈالتے ہیں۔ (فتح الباری) میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دل بھی شہر کی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ شہر میں انسان اور فنا ہونے والی چیزوں کا بسیرا ہے اور دل، رب قدر کی جلوہ گاہ ہے۔ لہذا اس کو زندہ رکھنا ہو تو دین کے علوم ہی سے زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ جس طرح بارش سے شہر میں تروتازگی پیدا ہو جاتی ہے ویسے ہی دین کے

علوم سے قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

ان پڑھ کو پڑھانے کا اجر

نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ علم کا طلب کرنا از خود عبادت ہے۔ علمی مُذاکرے تسبیح و تقدیس کی مانند ہیں۔ علمی بحث جہاد کی طرح ہے۔ اور ان پڑھ کو پڑھانا صدقہ ہے۔ اور اہل پر صرف کرنا اللہ تعالیٰ کی قربت کا باعث ہے۔ علم سے حلال اور حرام کا پتہ چلتا ہے۔

کون سی مجلس بہتر

سرکار کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کے جُھڑ مٹ میں بیٹھے ہوئے ارشاد فرمایا: علمی مجالس میں شامل ہونا ہزار رکعت نوافل، ہزار مریض کی عیادت اور ہزار جنازوں میں شامل ہونے سے افضل ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا قرآن کریم پڑھنے سے بھی افضل؟ آپ نے فرمایا قرآن پڑھنا بلا علم ہوگا؟ قرآن کی تعلیم از خود علم ہے۔ (نزہۃ المجالس)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غمخوار امت شفیع رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے کا کتنا عظیم ثواب بیان فرمایا ہے، آپ بتاؤ کہ کیا کوئی شخص ہزار رکعت، اور ہزار مریض کی عیادت آج کے دور میں کر پاتا ہے تو آپ کہو گے کہ نہیں۔ اب اگر اتنا ثواب حاصل کرنا ہو تو آج سے علم حاصل کرنے کے لئے کمر کس لو اور نامہ اعمال کو نیکیوں سے بھر لو۔ اللہ عز و جل ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

حضرت امام شافعی کے

اقوال زریں

☆ جس نے قرآن کا علم سیکھا اس کی قیمت بڑھ گئی۔

☆ جس نے علم فقہ سیکھا اس کی قدر بڑھ گئی۔

- ☆ جس نے حدیث سیکھا اس کی دلیل قوی ہوئی۔
 - ☆ جس نے حساب سیکھا اس کی عقل پختہ ہوئی۔
 - ☆ جس نے نادر باتیں سیکھیں اس کی طبیعت نرم ہوئی۔
 - ☆ جس نے اپنی عزت نہیں کی اسے علم نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۵۸۷)
- میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے قول میں کتنی جامعیت ہے اور مختصر جملوں میں حضرت امام علیہ الرحمہ نے علم قرآن، علم فقہ، علم حدیث، علم ریاضی وغیرہ کے فائدے بتا دیے لیکن کم نصیبی یہ ہے کہ آج جن کے پاس علم قرآن موجود ہے ان کو دنیا حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور جن کے پاس دنیوی علوم ہے ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیوی علم سے دامن بچایا جائے بلکہ ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ دینی و دنیوی دونوں علوم حاصل کرو۔ لیکن جب عزت و وقار کی بات آئے تو دونوں میں عالم قرآن کو زیادہ عزت دی جائے تاکہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خوش ہو جائیں اور دنیوی علوم کے ماہرین کو بھی عزت و احترام سے نوازا جائے۔

مومن کی چھ خوبیاں

- حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ مومن چھ خوبیوں کے سبب علم حاصل کرتا ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کی ادائیگی پر قادر نہیں ہو سکتا۔
 - ☆ خدائے تعالیٰ نے مجھے گناہوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے بچ نہیں سکتا۔
 - ☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا شکر مجھ پر لازم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کا شکر نہیں کر سکتا۔

☆ خدائے تعالیٰ نے مجھے مخلوق کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر انصاف نہیں کر سکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مجھے بلا پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس پر صبر نہیں کر سکتا۔

☆ خدائے تعالیٰ نے مجھے شیطان سے دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے دشمنی نہیں کر سکتا۔ (تفسیر کبیر، ج ۱، ص ۲۷۸)

نا اہل کو تعلیم دینا کیسا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (وعورت) پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر کے گلے میں جواہرات، موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہو۔
(ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

علم حاصل کرو جہاں بھی ہو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ”اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَ لَوْ كَانَ بِالصَّيْنِ“ یعنی علم دین حاصل کرو اگرچہ ملک چین میں ہو۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۷۹)
میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے علم دین کی بے انتہا اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں جب کہ ہوائی جہاز، ریل اور موٹر نہیں تھے، لوگ پیدل یا اونٹ اور گھوڑوں پر سفر کرتے تھے، قدم قدم پر مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑتا تھا، ایسے حالات میں عرب سے ملک چین پہنچنا کتنا مشکل کام تھا۔ مگر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں اگرچہ تم کو عرب سے ملک چین جانا پڑے لیکن علم دین ضرور حاصل کرو۔ اور اس

سے غفلت ہرگز نہ برتو۔

طلبہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرو اور علم کے لئے ہیبت اور وقار سیکھو اور جو لوگ کہ تم سے علم حاصل کریں ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ (طبرانی، کنز العمال،

ج ۱، ص ۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صاحبِ علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی عظیم نعمت کی قدر کرے۔ اس لئے کہ علم کے ساتھ وقار اور متانت نہ ہو تو صاحبِ علم کے پاس آنے والے لوگوں کو فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ طالب علموں پر شفقت کا بھرپور مظاہرہ کریں تاکہ وہ تعلیم کے لئے مستعد رہیں، طلباء پر جتنی زیادہ شفقت ہوگی اتنا ہی زیادہ طلباء کا ذوق و شوق بڑھے گا۔

حصولِ علم نفل نماز سے بہتر

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کہ تو علم کا ایک حصہ سیکھے یہ تیرے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ ہزار رکعت نفل نماز پڑھے جو مقبول ہوں۔ (کنز العمال، ج ۱، ص ۹۳)

جانکنی کے وقت علم حاصل کرنے کی تلقین

حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک صحابی سے گفتگو فرما رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ یہ شخص جو آپ سے بات کر رہا ہے اس کی عمر صرف ایک ساعت اور باقی رہ گئی ہے اور وہ عصر کا وقت

تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابی کو اس بات سے آگاہ فرمایا تو وہ بے قرار ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو اس وقت میرے لئے زیادہ مناسب ہو۔ حضور نے فرمایا ”اِشْتَغِلْ بِالتَّعْلِيمِ“ علم حاصل کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ تو وہ علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے اور مغرب سے پہلے انتقال کر گئے۔ راوی نے کہا کہ اگر علم سے افضل کوئی اور چیز ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت میں اس کے کرنے کا حکم فرماتے۔ (تفسیر کبیر، جلد ۱، ص ۲۸۲)

فرامین محدث دہلوی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں علم سے مراد وہ علم ہے جس کی مسلمانوں کو وقت پر ضرورت پڑے مثلاً

☆ جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات کو پہچاننا اور

سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا۔ اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں۔

☆ جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام جاننا واجب ہو گیا اور جب ماہ رمضان آ گیا تو روزے کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا۔

☆ جب مالک نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہو گیا اور اگر مالک

نصاب ہونے سے پہلے مر گیا اور زکوٰۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گناہ گار نہ ہوا۔

☆ جب عورت سے نکاح کیا تو حیض و نفاس وغیرہ جتنے مسائل کامیاں بیوی

سے

تعلق ہے، مسلمان پر جاننا واجب ہو جاتا ہے۔ وغیرہ (اشعۃ اللمعات اول، ص ۱۶۱)

تاجر کو دُرے مارتے

حضرت علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُکان داروں کو دُرے مار کر علم سیکھنے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص خرید و فروخت کے احکام نہ جانے وہ تجارت نہ کرے کہ لاعلمی میں سود کھائے گا اور اسے خبر نہ ہوگی۔ اسی طرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے یہاں تک کہ اگر حجام ہے تو اس کو یہ جاننا ضروری ہے کہ آدمی کے بدن سے کیا چیز کاٹنے کے لائق ہے اور کیا چیز کاٹنے کے لائق نہیں۔ اور یہ علوم ہر شخص کے حال کے موافق ہوتے ہیں۔ لہذا بڑا از (کپڑا بیچنے والا) پر حجامت سیکھنا فرض نہیں۔ (کیمیائے سعادت، ص ۱۲۹)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”علم اور علما“ میں فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے عالموں کی جو بہت سی فضیلتیں ثابت ہیں ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو حقیقت میں علم والے ہیں۔ چاہے وہ سند یافتہ ہوں یا نہ ہوں کہ سند کوئی چیز نہیں۔ خصوصاً اس زمانے میں جب کہ جاہلوں کو عالم و فاضل کی سند دی جا رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ سند کوئی چیز نہیں کہ بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص ۲۳۱)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ سند حاصل کرنا تو کچھ ضروری نہیں ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے۔ مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر اور نیم ملا خطرۂ ایمان ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص ۵۷۲)

علم سے مراد کیا ہے؟

قرآن پاک، احادیث کریمہ اور بزرگان دین کے اقوال جو فضیلتِ علم سے

متعلق ہیں ان سے مراد علم دین ہے۔ جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شارحین حدیث نے فرمایا: علم سے مراد وہ علم مذہب ہے جس کا حاصل کرنا بندے کے لئے ضروری ہے۔ جیسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی وحدانیت، اس کے رسول کی نبوت کی شناخت، اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے جاننا۔ مسلمان کے لئے ان چیزوں کا علم فرض عین ہے۔ اور فتویٰ، اجتہاد کے مرتبہ کو پہنچنا فرض کفایہ ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول، ص ۲۳۳)



فضائلِ توبہ

خالق کائنات عزوجل کا فرمان ہے ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا“ اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔
(سورہ تحریم آیت، ۷، کنز الایمان)

توبہ نصوح کیا ہے؟

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے پوچھا توبہ نصوح کیا ہے؟ فرمایا: میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہی سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: قصور و گناہ ہو گیا پھر اس پر نادم ہونا اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا اور پھر گناہ کی طرف مائل نہ ہونا۔
(تفسیر ابن کثیر، جلد پنجم، ص: ۱۰۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم کو اپنی توبہ کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کیسی توبہ کرتے ہیں اگر ہماری توبہ نصوح ہو تو اس کے لئے ہم کو سابقہ گناہوں سے اجتناب کی ضرورت ہے بلکہ کبھی بھی ان گناہوں کی طرف نہ پلٹیں تاکہ مولیٰ کے فرمان پر صحیح طور پر عمل ہو سکے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ بندہ اپنے گزشتہ عمل پر نادم و شرمندہ ہو اور اس کی طرف دوبارہ نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ اور عزم رکھتا ہو۔
حضرت جلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ بندہ زبان سے استغفار کرے اور دل میں نادم ہو اور اپنے اعضا کو آئندہ گناہ سے روکے رکھے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ بندے

میں

یہ تینوں باتیں پالی جائیں

(۱) بندہ گناہ کو ترک کر دے۔

(۲) جو گناہ کر چکا اس پر دل میں نادم اور شرمندہ ہو۔

(۳) پختہ عزم کرے کہ پھر گناہ کبھی نہیں کرے گا۔

توبہ کی چھ شرطیں

مولائے کائنات، سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک اعرابی کو یہ کہتے ہوئے سنا ”اللّٰهُمَّ اسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوبُ اِلَيْكَ“ اے اللہ! میں تجھ سے استغفار اور توبہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ایسے زبان سے توبہ و استغفار چاہنا جھوٹوں کا کام ہے، اس نے عرض کی کہ پھر حقیقی توبہ کس طرح ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: حقیقی توبہ کی چھ شرطیں ہیں۔

(۱) گزشتہ گناہوں پر ندامت۔

(۲) فرائض اگر قضا ہوں تو ان کا اعادہ۔

(۳) پختہ ارادہ کرنا کہ پھر وہ گناہ ہرگز نہیں کروں گا۔

(۴) مظالم کا رد، یعنی لوٹی اور غصب کی ہوئی چیزوں کا لوٹانا۔

(۵) حقوق العباد کی ادائیگی یعنی جس کے حق میں غلطی ہوئی ہے اس کو راضی کرنا۔

(۶) اپنے نفس کو طاعتِ الہی پر ڈال دینا کہ لمحہ بھر بھی مہلت نہ ہو جیسے کہ اس غلطی پر

اسے سزا دی جائے اور اسے طاعت کا مزہ چکھنا جیسے اس نے معصیت کے مزے لوٹے ہیں۔ (تفسیر روح البیان، جلد ۱۴، صفحہ ۵۸۲)

توبہ کا معنی

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

تو بہ تین چیزوں کا نام ہے۔ پہلی چیز علم، دوسری چیز حال، تیسری چیز فعل ان میں سے پہلا دوسرے کا سبب ہے اور دوسرا تیسرے کا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے نظام کی وجہ سے ہے کہ اس نے اجسام و ارواح کو جاری رکھا ہوا ہے۔ ان تینوں کی تفصیل یوں ہے۔

☆ علم سے مقصد یہ ہے کہ بندہ معلوم کرے کہ گناہوں کا عذاب اور نقصان بہت بڑا ہے وہ یہ کہ گنہگار اور محبوب حقیقی کے مابین گناہ کی وجہ سے کئی حجابات درمیان میں ہو جاتے ہیں۔ جب کسی کو اس کا یقین ہو جائے گا کہ گناہ سے ایسے حجابات آڑے آتے ہیں تو اسے مفارقت محبوب حقیقی کا دل پر صدمہ ہوگا۔ جس فعل و عمل سے سمجھے گا کہ یہی میری اور میرے محبوب حقیقی کی جدائیگی کا سبب ہے تو اس کے ارتکاب پر نادم ہوگا۔ اسی ندامت کا نام توبہ ہے۔

جب دل پر اس ندامت کا غلبہ ہوگا تو دل کی حالت میں تبدیلی آئے گی، اسی تبدیلی کا نام قصد و ارادہ ہے اور اس قصد و ارادہ کا تعلق تینوں زمانوں سے ہے۔

- (۱) زمانہ حال سے تو یوں کہ دل سے یقین کرے کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔
- (۲) زمانہ مستقبل سے یوں کہ جب اس نے یقین کر لیا کہ اسی گناہ کی شامت

سے

تو محبوب حقیقی سے دوری ہوئی اسی لئے اب عزم بالجزم کرے کہ زندگی بھر

اس

گناہ کے قریب بھی نہ بھٹکوں گا۔

- (۳) زمانہ ماضی سے یوں کہ اگر کوئی شے قابل قضا و تلافی فوت ہوئی تو اس کا نقصان پورا کرے بہر حال ان جملہ امور کا منشاء علم ہے۔ یعنی ایمان و یقین اس تصدیق کی پختگی کا نام ہے کہ دل پر یہ یقین اتنا غلبہ پا جائے کہ شک کی گنجائش تک نہ ہو۔

اس کیفیت کے بعد نور ایمان دل پر چھا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دل میں ندامت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور دل پر صدمہ گزرتا ہے۔ اس لئے نور

ایمان کی وجہ سے سالک کو سمجھ میں آتا ہے کہ واقعی میں محبوب حقیقی سے محبوب ہو گیا۔

توبہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کا نام ہے۔ یہی سالکوں کے راستہ کی ابتدا اور واصلین کی گراں مایہ متاع ہے۔ سالکین سب سے پہلے اسی پر قدم رکھتے ہیں۔ توبہ راہ سے روگردانوں کے لئے مفتاح استقامت ہے۔ مُتَرَبِّین کے لئے مطلع برگزیدگی ہے۔ انبیاء علیہم السلام بالخصوص ہمارے جد امجد سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سرچشمہ پسندیدگی۔

آدم زادہ سے گناہ کا صدور ہو تو یہ بعید از قیاس نہیں۔ کیوں کہ یہ انسان ہے۔ انسان سے خطا ہونا ممکن ہے۔ آدم علیہ السلام سے از روئے حکمت لغزش صادر ہوئی تو انہوں نے جبر نقصان کیا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا، آدم زادہ تو اس کا زیادہ مستحق ہے کہ وہ بھی رجوع الی اللہ کرے۔

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش صادر ہوئی اس میں حکمت تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے ندامت کا اظہار فرمایا۔ بلکہ مدت تک اشک بار رہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس سے خطا سرزد ہو اور وہ آدم زادگی کا مدعی بھی ہو پھر توبہ کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے تو وہ خطا کا رہے بلکہ خلف نابکار ہے۔

نکتہ: صرف خیر کا ہو کر رہنا تو ملائکہ کرام کا خاصہ ہے اور صرف شر میں منہمک ہونا شیطان سے مخصوص ہے۔ ہاں شر سے خیر کی طرف رجوع کرنا انسان کا کام ہے۔ اسی لئے انسان کی سرشت میں دونوں خصلتوں کی آمیزش ہے۔ خیر محض کرنے والا فرشتہ کہلاتا ہے۔ صرف شر کا مرتکب شیطان ہے۔ ہاں شر کی تلافی کرنے کے لئے رجوع الی الخیر کرنے والا انسان ہی ہے۔

دائمی خیر میں رہ کر اپنا رشتہ فرشتہ سے جوڑنا ممکن نہیں، اسی لئے ہم نے اس کی بات نہیں کی انسان کے خمیر شر و خیر دونوں میں شر کا خیر سے جدا ہونا دو طرح سے ممکن ہے: (۱) ندامت (توبہ) سے۔ (۲) آتش جہنم سے۔ بہر حال جو ہر انسانی میں خباثت شیطانی

کی ملاوٹ ہو جائے تو اسے دو طرح سے جدا کیا جاسکتا ہے۔ توبہ کرے یا پھر جہنم میں جانا ہوگا۔ اب انسان خود ہی سوچے کہ اسے دو آتشوں (توبہ کی آگ، جہنم کی آگ) میں سے کون سی آگ کی برداشت ہے۔ ظاہر ہے کہ توبہ کو ہی اختیار کرے کیوں کہ یہ ایک آسان کام ہے۔ لیکن موت سے پہلے ہی توبہ ہو سکتی ہے۔ (احیاء العلوم)

مبلغ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری فرماتے ہیں: توبہ کے معنی ہیں رجوع الی اللہ، اللہ کی طرف لوٹنا، بغاوت و نافرمانی کی زندگی، بدکاریوں اور اور بد عملی سے نادم و شرمندہ ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنا، اظہار ندامت کرنا اور آئندہ گناہوں کی زندگی سے بچے رہنے کا وعدہ کرنا توبہ کہلاتا ہے۔ اللہ تواب ہے، وہ پسند فرماتا ہے کہ اہل ایمان اس سے توبہ کرتے رہیں۔ ”وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ“ اور اللہ کی طرف توبہ کرتے رہو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ: ۱۸، سورہ نور، آیت: ۳۰، ترجمہ از کنز الایمان)

”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ“ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

(آیت: ۲۲۲، سورہ بقرہ، ترجمہ از کنز الایمان)

گویا توبہ صرف گناہگاروں کے لئے نہیں بلکہ ہر مومن کے لئے ہے۔ عوام کے لئے بھی، خواص کے لئے بھی، اولیا و صالحین کے لئے بھی اور انبیاء و مرسلین کے لئے بھی۔ ہر ایک کو اس کے مقام کے مطابق توبہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ہم توبہ کریں تو گناہ دھلتے ہیں، اولیا و صلحا توبہ کریں تو مراتب قرب میں اضافہ ہوتا ہے، انبیاء و مرسلین توبہ کریں تو امت کے گناہگاروں کی بخشش ہوتی ہے۔ بہر حال توبہ اللہ کو پسند ہے۔ اور وہ توبہ کرنے والوں کو ان کی حیثیت اور ان کے مرتبہ کے مطابق توبہ کا اجر عطا فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ جن کے صدقہ میں سب کی توبہ قبول ہوتی ہے تا نب اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی انہیں کے صدقہ میں قبول ہوئی تھی۔ انہیں بھی حکم ملا: ”وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنبِكَ“ اور استغفار کرتے رہئے، یہ حکم اس پیارے کے لئے ہے جو معصوم ہے۔

جس سے گناہ کے ارتکاب کا امکان تک نہیں۔ پس یہ حکم ان کے منصب کے مطابق اس حکمت پر مبنی ہے کہ محبوب کا استغفار ان کے رب کو بے حد پسند ہے۔ نیز آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار غلاموں کی توبہ قبول ہونے کا وسیلہ ہوگا۔ اور ہر غلام کے لئے استغفار آقا کی سنت بن جائے گا۔ پس معصوم نبی نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کی اور خوب تعمیل کی۔ جیسا کہ خود آقا نے بتایا: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ”إِنِّي لَا سَتَغْفِرُ اللَّهُ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ“ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دن میں سو بار سے زیادہ استغفار کرتا ہوں۔

(بخاری شریف)

شارح صحیح مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی حضرت ملا علی قاری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ توبہ کا معنی یہ ہے کہ معصیت سے طاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف، اور غیب سے حضور کی طرف رجوع کرے اور اللہ کے توبہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ دنیا میں بندے کے گناہ پر ستر کرے بایں طور کہ کوئی شخص اس کے گناہ پر مطلع نہ ہو اور آخرت میں اس کو سزا نہ دے۔ علامہ طباطبائی نے کہا کہ توبہ کا شرعی معنی یہ ہے کہ گناہ کو برا جان کر علی الفور ترک کر دے۔ اس سے جو تقصیر ہوئی ہے اس پر نادم ہو، اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عزم مصمم کرے اور جو گناہ اس سے ہو گیا ہے اس کا تدارک اور تلافی کرے۔

علامہ نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر توبہ کے قبول ہونے کی یہ زائد شرط ہے کہ وہ صاحب حق کو اس کا حق واپس کرے۔ یا اس سے معاف کرائے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے کہا اور اگر اس کے ذمہ حقوق اللہ ہیں تو وہ نوافل اور فروض کفایہ میں مشغول ہونے کی بجائے ان فوت شدہ فرائض کو ادا کرے کیوں کہ جس شخص کی نمازیں اور روزے قضا ہوں اور وہ نوافل میں مشغول ہو تو ادا کرنے کی حالت میں بھی وہ فسق سے خارج نہیں ہوگا۔

توبہ کب تک مقبول ہے

توبہ قبول ہونے کی چند شرائط ہیں۔ (۱) جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو اس وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ“ جس نے آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ (صحیح مسلم، جلد ۲، ص: ۳۴۶)

حضرت علامہ نووی لکھتے ہیں کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا توبہ قبول ہونے کی حد ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور جب تک توبہ کا دروازہ بند نہ ہو توبہ قبول ہوتی رہے گی اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور جس نے اس سے پہلے توبہ نہ کی ہو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

(۲) غرغرہ موت اور وقتِ نزع سے پہلے توبہ کرے کیوں کہ وقتِ نزع میں توبہ قبول نہیں ہوتی اور نہ وصیت نافذ ہوتی ہے۔ (شرح صحیح مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ویسے تو بہت سارے لوگ توبہ کرتے رہتے ہیں بلکہ گال پر دو تھپڑ لگالینے کو ہی توبہ سمجھا جاتا ہے اور توبہ کے حقیقی مفہوم سے بہت کم لوگ آشنا ہوتے ہیں، رب قدیر جل و علا نے ارشاد فرمایا ”اے ایمان والو! ایسی توبہ کرو جس سے تمہیں آگے نصیحت حاصل ہو جائے“ اس آیت نے ہم پر توبہ کے حقیقی مفہوم کو واضح کر دیا کہ حقیقی توبہ وہ ہے جس کے بعد بندہ اس گناہ کے تصور سے بھی کانپ جائے جس کا ارتکاب کر چکا ہے مگر آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم گناہ پہ گناہ کئے جا رہے ہیں مگر کبھی اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرنے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کا خیال بھی ہمارے دل میں نہیں آتا اور اگر کوئی توبہ کرتا بھی ہے تو محض چند دنوں تک اپنے توبہ پر قائم رہ پاتا ہے اور پھر وہی رفتار بے ڈھنگی اختیار

کر بیٹھتا ہے (الا ماشاء اللہ) مسلمانو! اس آیت کو سمجھو اور سچی توبہ کرو ورنہ چند لمحوں کی لذت اور مزہ آخرت کو برباد کر دے گا۔

جو لوگ توبہ کرنے کے بعد بھی گناہوں سے پرہیز نہیں کرتے ان کے بارے تفسیر روح البیان میں یہ روایت مذکور ہے کہ جو شخص توبہ کرنے کے بعد پھر اسی گناہ پر مصر رہتا ہے تو اس کا توبہ کے بعد کا ایک گناہ قبل توبہ کے ستر گناہوں پر بھاری ہے۔ اللہ اکبر! مسلمانو ذرا سوچو کہ آج ہم میں سے کتنے لوگ توبہ کرنے کے بعد گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں؟ یاد رکھو اس دور میں نیکیاں کرنا اتنا مشکل کام نہیں ہے جتنا گناہوں سے بچنا مشکل ہے۔ مگر قربان جائیے مولا کے کرم پر کہ اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو وہ معاف بھی فرماتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل بھی کر دیتا ہے۔ آج ہی مولا کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر لیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا پکا ارادہ کر لیں اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ مولا ہمیں گناہوں سے بچنے اور توبہ نصوح کی توفیق عطا فرمائے۔

نائب پر رحمت

ارشاد ربانی ہے۔ ”إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا“ ترجمہ: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کر لیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (پارہ ۴، آیت: ۱۷، سورۃ النساء)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل کا بے پناہ کرم ہے کہ اس نے از خود بندے کی توبہ قبول کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اگرچہ اس پر کوئی چیز کسی بندے کی طرف سے واجب نہیں یہ ان لوگوں پر اللہ عز و جل کا

خاص کرم ہے جو برا عمل کر بیٹھتے ہیں خواہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، اگر گناہ کرنے والا جہالت کی وجہ سے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے پھر موت یا سکرات کے طاری ہونے سے پہلے جلدی سے توبہ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر اپنی رحمت سے رجوع فرماتا ہے اور اس کی توبہ قبول کر کے اس پر کرم کی بارش نازل فرماتا ہے۔

اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے ”وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا“ ترجمہ: اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورہ نساء، آیت ۱۸ کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ آیت کریمہ سے ان گنہگاروں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو گناہ کر کے بے باکی سے زندگی گزارتے ہیں اور توبہ کی طرف مائل نہیں ہوتے، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ موت کے آثار نمودار ہونے سے پہلے توبہ کر لینی چاہئے ورنہ نزع کے عالم میں ہزار مرتبہ بھی کہیں کہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لئے کہ یہ توبہ اضطراری ہے اختیاری نہیں، لہذا گناہوں پہ مصر رہنے کی بجائے توبہ پر عجلت کریں، ہمارا مولا کریم ہے وہ ضرور توبہ قبول فرمائے گا۔

سابقہ امتوں کے توبہ کی نوعیت

”وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَقَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ“ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے پچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔ یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے

نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے۔ تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔
(پارہ: ۱، سورہ بقرہ، آیت: ۵۳)

مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے قتل کا حکم فرمایا تو وہ جنگل میں نہایت ہی عاجزی و انکساری کے ساتھ بیٹھ گئے اور انہیں کہا کہ جو بھی اپنے قاتل کی طرف ہاتھ بڑھائے گا یا اسے دیکھے گا یا اپنے ہاتھ یا پاؤں سے اسے ہٹانا چاہے گا وہ ملعون اور مردود التوبہ ہوگا۔ پھر وہ اپنی گردنوں کو اوپر اٹھاتے تاکہ آسانی سے مارنے والے گردن اڑائیں لیکن مارنے والے کے سامنے کسی کا بیٹا ہوتا، کسی کا باپ، کسی کا بھائی، کسی کا دوست تو مارنے سے ہاتھ رک جاتے اور موسیٰ علیہ السلام سے ان لوگوں نے عرض کی اب کیا کیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے سیاہ بادل بھیجتا کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں چنانچہ شام تک اسی طرح قتل کرتے رہے، جب کشت و خون بہ کثرت ہوئی تو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے رب سے دعا مانگی اور گریہ و زاری کرتے ہوئے عرض کرنے لگے، یا اللہ! بنی اسرائیل بہت مارے گئے اب انہیں کچھ تو باقی رکھ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بادل ہٹالیا اور توبہ قبول فرمائی اور قتل کرنے سے انہیں روک دیا گیا، اس وقت ستر ہزار افراد قتل ہو چکے تھے جو مر گئے وہ شہید کے حکم میں اور جو بچ گئے ان کے گناہ معاف کر دئے گئے اور وحی بھیجی کہ قاتل و مقتول دونوں بہشت میں داخل کئے جائیں گے۔

☆ اپنی جانوں کو قتل کرنا یہ ایک نہایت ہی سخت امر ہے انہیں اس پر عمل کرنا لازم تھا

اسے اغلال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

☆ جس عضو سے خطا ہو جاتی اسے کاٹنا ضروری تھا۔

☆ نماز ادا کرنا سوائے مسجد کے کسی جگہ جائز نہ تھی۔

☆ پانی کے بغیر ان کی طہارت نہیں ہو سکتی تھی۔

☆ روزے دار کو شام کے افطار کے بعد اگر نیند آجائے تو پھر کھانا اس کے لئے

حرام ہو جاتا۔

☆ گناہوں کی وجہ سے بہت سی پاک چیزیں ان پر حرام ہو گئیں اسی وجہ سے من و سلویٰ کی بندش بھی ہوئی۔

☆ زکوٰۃ تمام مال سے چوتھائی حصہ دینا لازم تھی۔

☆ جو گناہ ان سے رات کے وقت سرزد ہوتا تو صبح کے وقت ان کے دروازوں پر لکھ دیا جاتا۔

☆ مروی ہے کہ بنی اسرائیل جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اون کا موٹا لباس پہنتے اور اپنے ہاتھوں کو گردنوں سے باندھ لیتے۔

☆ یوں بھی ہوتا کہ کھوپڑی میں سوراخ نکال کر لوہے کی زنجیر اس پر رکھ کر ستون سے باندھ دیتے اور اس حالت میں عبادت کرتے تھے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل و احسان ہے کہ اس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے یہ تمام امور و قیود ہم سے اٹھائے، تو بہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو خداوند قدوس نے صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ورنہ اگلی امتیں اس طرح کی توبہ سے محروم رہیں۔

توبہ کے چار مراتب

☆ پہلے مرتبہ کا نام توبہ ہے اور سالک کی یہی پہلی منزل ہے اور یہ نفس امارہ کے لئے مقرر کی گئی ہے اور یہ عوام کے لئے ہی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام برائیوں سے پرہیز کر کے احکاماتِ الہیہ بجالانے پر مستعد ہو جائے اور فوت شدہ نماز وغیرہ کو ادا کرے اور جن کے حقوق دینے ہیں انہیں واپس لوٹا دے، جن لوگوں کو ناراض کیا ہے انہیں راضی کر لے اور گزشتہ برے اعمال پر افسوس و ندامت کرے اور پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کسی برائی کے نزدیک نہ جائے گا۔

☆ توبہ کے دوسرے مرتبہ کا نام اِنَابَہ ہے یعنی اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرنا۔ یہ نفسِ لواہمہ کے لئے ہے اور ہے بھی خواصِ مومنین اولیاء اللہ کے لئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو اور دنیا سے روگردانی اور اس کے اسباب سے بالکل دوری اور عاداتِ سنجیدہ کا اختیار اور نفس کو بری عادت سے باز رکھ کر اس کا تزکیہ اور اس کی خواہشات کی مخالفت اور اس کے ساتھ جہاد کرنے پر مداومت کرنا کیوں کہ نفس جب رجوع الی اللہ کا خوگر ہو جاتا ہے تو قلب کے حکم میں اور اس کے اوصاف سے موصوف ہو جاتا ہے کیوں کہ رجوع الی اللہ قلب کی صفت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَجَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ“

☆ تیسرے مرتبہ کا نام رَوْبَہ ہے یعنی اللہ کی جانب رغبت کرنا اور یہ مرتبہ خواصِ اولیا کا ہے اور رغبت الی اللہ شوقِ لِقائے الہی کی علامات سے ہے جب نفس رغبت الی اللہ سے تکمیل پاتا ہے تو وہ روح کا مقام حاصل کر لیتا ہے اور راغب الی اللہ مشتاقِ لِقائے الہی کی علامات سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی طبعی عادت کو تنہائی کا عادی کرے اور بظاہر نشست و برخاست دوستوں سے رکھے مخلوق سے دور رہے اور حق سے انس پیدا کرے اور نفس سے کونین کے تعلقات قطع کرنے کے لئے سخت جہاد کرے۔

☆ چوتھا مرتبہ یہ نفسِ مطمئنہ کا نصیب ہوتا ہے اور یہ مقام بھی ساداتِ حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام اور اخصِ الخواصِ اولیا کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً“

یہ ایک جذبہٴ عنایتِ ربانی ہے جو انبیاء علیہم السلام اور اخصِ الخواصِ اولیا کے نفوسِ قدسیہ کو انانیت سے کھینچ کر اللہ کے خوف کی جانب پہنچاتی ہے یعنی ان کے نفوسِ طاعتِ الہی میں لِقائے ربانی کے لئے مطیع رہتے ہیں۔

جنہوں نے توبہ کی

”إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَاصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَ سَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا .

ترجمہ: مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور سنورے اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تھامی اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے کر لیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا۔ (سورہ نساء، آیت: ۱۲۶، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ میں ان خوش نصیبوں کو بشارت دی گئی جو منافقت سے توبہ کریں اور منافقت کی جتنی باتیں پائی جاتی ہیں تمام کو ترک کر کے ظاہر و باطن شریعت کی نیک باتوں پر عمل کرنے لگ جائیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اس کے دین اور توحید کو مضبوط پکڑیں، ایسے لوگوں کے لئے اللہ عز و جل جنت میں بہت اجر عطا فرمائے گا۔

اللہ کی قسم

قرآن پاک میں ایک جگہ ہے ”يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَ هُمْ بِمَا لَمْ يِنَالُوا وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكْ خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَ لَا نَصِيرٍ“ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے جو انہیں نہ ملا اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ تو اگر توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے۔ اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا۔ دنیا اور آخرت میں۔ اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار۔ (سورہ توبہ آیت: ۷۳، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیہ کریمہ میں کئی عظیم باتوں کی طرف اشارہ ہے اول تو یہ کہ اس میں ان منافقین کی بری خصلتوں کو بیان کیا گیا ہے جو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دل میں بغض و عناد رکھتے ہیں مگر جب آپ کی بارگاہ میں آتے ہیں تو اللہ کی قسمیں کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ ان بد بخت اور حرماں نصیبوں نے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا بھی ناپاک منصوبہ بنا لیا مگر جب یہ راز فاش ہو گیا اور ان سے اس بری سازش کے بارے میں استفسار کیا گیا تو وہ قسم کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے تو ایسا نہیں کیا مگر اس ذاتِ باری تعالیٰ سے یہ سب کیسے مخفی رہ سکتا ہے جسے ایک پل کے لئے بھی نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ، ازیں سبب اللہ نے تہدیداً اور وارنگ دیتے ہوئے ان سے ارشاد فرمایا کہ جان لو اگر تم ان سب کاموں سے توبہ کر لو تو تم فائدے میں رہو گے اور مولا تمہیں معاف بھی کرے گا لیکن اگر اسی پر اڑے رہے توبہ نہ کیا تو پھر زمین میں کوئی بھی تمہارا یا ر و مددگار نہ رہے گا، لہذا اللہ کی طرف رجوع لاؤ۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم سب کو ہمیشہ ان تمام بری عادتوں سے باز رہنا چاہئے اور ہمیشہ توبہ کرتے رہنا چاہئے اسی لئے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کتنا پیارا فرمان ہے کہ جب تک کسی قوم میں استغفار کرنے اور توبہ کرنے والے موجود ہیں گے وہاں اللہ کا عذاب نہیں آ سکتا، مولیٰ ہم سب کو توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہے

”اَلَمْ يَعْلَمَنَّ اللّٰهُ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ
وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ“ کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول

کرتا اور صدقے خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔
(سورہ توبہ، آیت: ۱۰۳ کنزالایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیہ کریمہ میں پروردگار عالم ان توبہ کرنے والوں کا یقین دلا رہا ہے کہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے چونکہ ایک بندہ جب گناہ پہ گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور خوب عیاشی و بے باکی میں اپنی زندگی کے لمحات بسر کرتا رہتا ہے مگر جب پوری دنیا اسے ٹھوکر مار دیتی ہے اور ہر جگہ وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے تو اب اسے ہر طرف سے مایوسی اور ناامیدی ہی نظر آتی ہے تو جب کوئی ساتھ دینے کو تیار نہیں ہوتا ہے ایسے حالات میں بھی پروردگار کی رحمت پکار کر کہتی ہے بندے! مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، توبہ قبول کرنا تو ہماری ہی صفت خاصہ ہے تم توبہ کرو اور صدقات دو تو ہم اس کو قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائیں گے۔

حضرت کعب بن مالک کی توبہ

غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے جہاد میں شامل نہ ہونے کی بنا پر نہ کوئی بہانہ بنایا اور نہ اپنے آپ کو ستون سے باندھا بلکہ جو اصل واقعہ تھا صاف بیان کر دیا، ان کے بارے میں حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کرو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس جماعت سے قطع تعلق فرمالیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”وَ آخِرُونَ مُّرْجُونَ لَا مَرِ اللَّهُ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ“ یعنی اور کچھ موقوف رکھے گئے اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (پ ۱۱، آیت ۱۰۵)

ان لوگوں میں حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع شامل تھے، یہ سب انصاری تھے، حضرت کعب بن مالک بے فکر تھے کہ ہر طرح کا سامان

موجود ہے، جلد ہی جہاد میں شامل ہو جاؤں گا، حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہو گئے، آپ نے تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب بن مالک کو کیا ہوا؟ ایک شخص نے جواب دیا کہ اس کی عیش پسندی اور غرور نے اسے نکلنے نہیں دیا، دوسرے شخص نے جواب دیا، تو نے بہت بری بات کہی، خدا کی قسم! ہم نے اس میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو حسب معمول آپ نے پہلے مسجد آکر دو رکعت نماز پڑھی، پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے بیٹھے، اس مجلس میں منافقین نے آکر اپنا اپنے عذر لمبی چوڑی قسموں کے ساتھ پیش کرنا شروع کئے، یہ اسی سے زائد افراد تھے، حضور نے ایک ایک کی بناوٹی باتیں سنیں، اور ان کے ظاہر کو قبول فرمالیا اور ان کے باطن کو خدا پر چھوڑ کر فرمایا ”خدا تمہیں معاف فرمائے“۔

حضرت کعب کہتے ہیں کہ پھر میری باری آئی، میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا، آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا، تشریف لائیے، آپ کو کس چیز نے روک دیا تھا؟ میں نے عرض کیا، خدا کی قسم! اگر میں اہل دنیا میں سے کسی اور کے پاس ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات بنا کر اس کو راضی کر لیتا، کیونکہ مجھے قوتِ مباحثہ دی گئی ہے، مگر میں آپ کے متعلق یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس وقت کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے آپ کو راضی کرنے کی کوشش کی تو اللہ آپ کو باخبر کر دے گا، لہذا سچ کہتا ہوں، چاہے آپ ناراض ہی کیوں نہ ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے پیش کر سکوں، میں جانے پر پوری طرح قادر تھا، اس پر حضور نے فرمایا: یہ شخص ہے جس نے سچ بات کہی، اچھا اٹھ جاؤ، اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تمہارے معاملے میں کوئی حکم نازل فرمائے، میں اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں میں جا بیٹھا، یہاں سب کے سب میرے

پیچھے پڑ گئے اور مجھے خوب ملامت کی کہ تو نے کیوں نہ کوئی عذر پیش کر دیا؟ یہ باتیں سن کر میرا دل آمادہ ہونے لگا کہ واپس جا کر کوئی بات بنا دوں مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ دو اور صالح آدمیوں (مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ نے بھی وہی سچی بات کہی ہے جو میں نے کہی تھی) تو مجھے تسکین ہو گئی اور میں اپنی سچائی پر جمار ہا۔

اس کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دے دیا کہ ہم تینوں سے کوئی بات نہ کرے، وہ دونوں تو گھر میں بیٹھ گئے مگر میں نکلتا تھا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، بازاروں میں چلتا پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سرزمین بالکل بدل گئی ہے، میں یہاں اجنبی ہوں اور اس بستی میں میرا کوئی بھی واقف کار نہیں ہے، مسجد میں نماز کے لئے جاتا تو حسب معمول نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا مگر بس انتظار ہی کرتا رہا جاتا کہ جواب کے لئے آپ کے ہونٹ جنبش کریں، نماز میں نظریں چرا کر حضور کو دیکھتا تھا کہ آپ کی نگاہیں مجھ پر کیسی پڑتی ہیں۔

ایک روز میں گھبرا کر اپنے چچا زاد بھائی اور بچپن کے یار ابوققادہ کے پاس گیا اور ان کے باغ کی دیوار پر چڑھ کر انہیں سلام کیا، مگر اُس اللہ کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا، میں نے کہا، ابوققادہ! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں خدا اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا؟ وہ خاموش رہے، میں نے پھر پوچھا، وہ پھر خاموش رہے، تیسری مرتبہ جب میں نے قسم دے کر یہی سوال کیا تو انہوں نے بس اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں دیوار سے اتر آیا، انہی دنوں میں ایک دفعہ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ شام کے بطنیوں میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے شاہ غسان کا خط مجھے دیا، میں نے کھول کر پڑھا، اس میں لکھا ہوا تھا کہ ”ہم نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر ظلم و ستم توڑ رکھا ہے، تم کوئی ذلیل آدمی نہیں

ہونہ اس لائق ہو کہ تمہیں ضائع کیا جائے، ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمہاری قدر کریں گے،“ میں نے کہا یہ اور ایک مصیبت ہے، اور اسی وقت اس خط کو چو لھے میں جھونک دیا۔

چالس دن اس حالت پر گزر گئے تھے کہ ایک دن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک آدمی حکم لے کر آیا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ، میں نے پوچھا، کیا طلاق دے دوں؟ جواب ملا، نہیں بس الگ رہو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اس معاملے کا فیصلہ کر دے۔

پچاسویں دن صبح کی نماز کے بعد میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا کہ یکا یک کسی شخص نے پکار کر کہا ”مبارک ہو کعب بن مالک!“ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ میری معافی کا حکم ہو گیا ہے، پھر توفج در فوج لوگ بھاگے آرہے تھے اور ہر ایک مجھے مبارکباد دے رہا تھا کہ تیری توبہ قبول ہو چکی ہے، میں اٹھا اور سیدھے مسجد نبوی کی طرف چل پڑا، میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے دمک رہا ہے، میں نے سلام کیا تو فرمایا ”تجھے مبارک ہو یہ دن جو تیری زندگی کا سب سے بہتر دن ہے“ میں نے کہا یہ معافی حضور کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟ فرمایا: خدا کی طرف سے اور یہ آیات پڑھیں۔

”وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ“ ۝ ترجمہ: اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہو گئی اور اپنی جان سے تنگ آئے اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اس کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی تاکہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دوں۔ فرمایا، کچھ رہنے دو کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے حضور کے فرمان کے مطابق اپنا خیر کا حصہ رکھ لیا، باقی سارا مال صدقہ کر دیا۔ پھر میں نے خدا کی بارگاہ میں عہد کیا کہ جس راست بازی و سچائی کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے معافی عطا فرمائی ہے اس پر تمام عمر قائم رہوں گا، چنانچہ آج تک میں نے کوئی بات جان بوجھ کر خلاف واقعہ نہیں کی اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی مجھے اس سے بچائے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ توبہ بھی اللہ کی ایک عظیم نوازش ہے اور اگر ہم توبہ کرتے ہیں تو یقیناً جاننے کے مولیٰ نے ہم پر بڑا کرم و احسان کیا ہے لیکن افسوس صد افسوس ہے ان لوگوں کے تعلق سے جو دن رات خدا کی نافرمانیاں کرتے رہتے ہیں اور کبھی اللہ کی رضا کا کوئی کام نہیں کرتے، خدا نخواستہ اگر ان کی اسی حالت پر موت آجائے تو پھر بتاؤ کہ اس رب قدیر کے قہر و عذاب سے انہیں کون بچا سکتا ہے۔ لہذا خدائے کریم نے اگر توفیق توبہ عنایت کی ہے تو فوراً توبہ کر لینا چاہئے۔ اللہ ہم سب کو گناہوں کی زندگی سے بچا کر نیکوں میں سبقت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابو لبابہ کی توبہ

”وَ آخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَ آخَرَ شَيِّئًا
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ“ اور کچھ اور ہیں جو گناہوں کے قریب ہوئے اور ملا ایک کام اچھا اور دوسرا برا، قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ: ۱۱، آیت: ۱۰۱، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاریخ اسلام میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے کیوں کہ مسجد نبوی میں ایک ستون انہی کے واقعہ توبہ کی نسبت سے ستون توبہ کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنزہ ران لوگوں میں سے تھے جو بیعت عقبہ کے موقع پر ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے، پھر جنگ بدر اور جنگ اُحد اور دوسرے غزوات میں برابر کے شریک رہے لیکن غزوہ تبوک کے موقع پر بغیر کسی عذر شرعی کے غزوہ میں شامل نہ ہوئے، جب رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو انہیں پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں اللہ عزوجل کا حکم معلوم ہوا تو اس پر انہیں سخت ندامت ہوئی، قبل اس کے کہ کوئی باز پرس ہوتی انہوں نے خود ہی مسجد نبوی میں اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا اور دل میں ارادہ کیا کہ جب تک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کی خطا کو اللہ سے معاف کروا کے اپنے مقدس ہاتھوں سے نہ کھولیں گے اس وقت تک بندھے رہیں گے، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے حکم نہ فرمائے میں ان کا عذر قبول نہ کروں گا اور نہ ہی ان کھولوں گا۔ چنانچہ بارہ دنوں بعد ان کی توبہ قبول ہوئی اور انہیں کھولا گیا، اس موقع پر مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس آیت کے نازل ہونے میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہونے کی طرف اشارہ تھا تو اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف کر دیا، معافی کا پروانہ ملنے پر انہوں نے اپنے گھر کا مال و متاع جس کو انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکا تھا، اللہ کی راہ میں دے دیا۔

مومن کی نو صفات

”التَّائِبُونَ الْعِبَادُونَ الْحَمِيدُونَ السَّائِحُونَ الرَّكْعُونَ“

السَّاجِدُونَ لِآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ
لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ توبہ والے، عبادت والے، سرائے والے،
روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے، بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے
والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔ (پارہ: ۱۱، سورہ
توبہ، آیت: ۱۱۱)

اس آیت کریمہ میں خداوندِ قدوس نے جن لوگوں کو عظیم بشارت سے سرفراز
فرمایا ہے وہ بارگاہِ خداوندی کے مقبول ترین بندے ہیں مگر ان تمام صفات میں سب
سے پہلے توبہ کرنے والوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جس سے توبہ کی عظمت و شان کا اندازہ
ہوتا یہاں پر ہم توبہ کے قبول ہونے کی چار علامات ذکر کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

☆ اول یہ کہ جب وہ توبہ کر لے تو وہ فاسقین سے کٹ کر صالحین کے ساتھ لگ
جائے اور نیک مجلسوں میں دلچسپی سے شریک ہوتا رہے۔

☆ دوسری علامت یہ ہے کہ وہ ہر نیک کام میں عملی طور پر شامل ہوتا ہو اور خلوص و
للہیت کے ساتھ تمام طاعات الہی میں لگ جائے۔

☆ تیسری علامت توبہ کے قبول ہونے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور کو اپنے
ذمہ کرم پر واجب فرمایا ہے ان کی اسے ذرہ بھر بھی فکر نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ ہر ایک کو رزق دینا میرے ذمہ کرم پر ہے پھر اس کے لئے فکر

کیوں

☆ کرے بلکہ ان تمام اسباب سے بے فکر ہو کر کے وہ مشغول عبادت ہو جائے۔
☆ چوتھی علامت یہ ہے کہ توبہ کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے

اس

لئے کہ جو اللہ کی یاد میں لگ جائے اسے اللہ کے سوا کسی اور شئی سے خوشی
حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت یادِ الہی میں

مغموم و محزون رہتے تھے۔

جب توبہ کرنے والے میں مذکورہ چار علامتیں پالی جائیں تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ربِ قدیر نے اپنے کرم سے اس کی توبہ کو قبول فرمالیا ہے۔ لہذا عوام الناس پر بھی یہ لازم ہے کہ اس پر بدگمانی کے بجائے اس کے ساتھ محبت کریں اور اس کی ثابت قدمی کے لئے پروردگارِ عالم سے دعا بھی کریں اسے سابقہ گناہوں کو یاد دلا کر شرمندہ نہ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو پسند کرتا ہے اور انہیں اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کے اندر مذکورہ چاروں صفات پیدا فرمائے اور ہمیں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

توبہ نہ کرنا منافق کی علامت

”أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذْكُرُونَ“ o ترجمہ: کیا انہیں نہیں سوچتا کہ ہر سال ایک دو بار آزمائے جاتے ہیں پھر نہ توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں۔ (سورہ توبہ ۱۱، آیت ۱۲۶) کنز الایمان

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ میں بھی توبہ کا لفظ ہے اور ان منافقین کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ جن پر ہر سال کوئی نہ کوئی مصیبت درپیش ہو جاتی اور انہیں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا، بلائیں مکمل گھیر لیتیں اس کے باوجود وہ نہ توبہ کرتے اور نہ ہی اس سے کچھ نصیحت حاصل کرتے۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ جو بھی مصیبت و پریشانی آتی ہے یا تنگدستی گھیر لیتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم ان مصیبتوں کو دیکھ کر کے نصیحت حاصل کر لو، جب دنیا کی معمولی تکلیف تمہیں اس قدر گزند پہونچاتی ہے تو پھر آخرت کی سزاؤں کا تم کیسے مقابلہ کر سکتے ہو؟ لہذا تم توبہ کر لو اس لئے کہ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اس رب کریم کی رحمت کس قدر وسیع ہے کہ فرمایا گیا اگر بندہ دن میں سو مرتبہ بھی گناہ کر لے اور ہر مرتبہ توبہ کرے تو

مولیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا جائے گا مگر اتنی سہولت ہونے کے باوجود جو توبہ نہیں کرتے اور گناہوں سے اپنے دامن داغ دار کرتے رہتے ہیں پھر وہ کتنے بدترین بندے ہوئے۔ اللہ عزوجل ہم کو ان سب برے بندوں سے کوسوں دور رکھے اور دنیا کی تکالیف سے ہمیں سبق حاصل کرنے اور آخرت کے لئے سامان تیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

توبہ فلاح کا ضامن

”وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ“

ترجمہ: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانوں سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

(سورہ نور، پ: ۱۸، آیت: ۳۰، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کے اس دور میں کون ایسا شخص ہوگا جو کامیابی کے بلند مقام پر نہیں پہنچنا چاہتا ہو ہر کوئی ظفر مندی اور ارجمندی کا طلبگار ہے مگر یہ سب کیسے حاصل ہو سکتا ہے جب کہ ہمارا دامن گناہوں سے بالکل آلودہ ہے لہذا ہمیں سب سے پہلے اپنے گناہوں سے تائب ہونا پڑے گا پھر دیکھو خداوند قدوس ہمیں کیسے انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔

تاریخ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں کہ ایک انسان گناہوں میں ملوث اپنی زندگی کے ایام گزارتا رہتا ہے مگر جب پوری دنیا اس کے سیاہ کرتوت کی بنا پر اسے کنارہ کش کر دیتی ہے پھر اب اسے احساس ہونے لگتا ہے اور جب خدا کی بارگاہ میں آنسو کے دھارے بہانا شروع کر دیتا ہے تو مولا کی رحمت کس طرح بڑھ کر اسے اپنے آغوش میں لے لیتی ہے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے قطرات جو گرے تھے عرقِ انفعال کے اس کے ندامت کے آنسوؤں کی ربِ قدیر کی بارگاہ میں موتیوں سے زیادہ قدر و قیمت ہوتی ہے اسی لئے مولیٰ تعالیٰ تمام بندوں کو بارہا توبہ کی تلقین فرما رہا ہے کہ

باز آ جاؤ تمام گناہوں سے قبل اس کے کہ اللہ کا عذاب آ جائے پھر جب عذاب آ جائے گا تو تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا ہے۔

گناہ نیکیوں میں تبدیل

”إِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَ كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا“ ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (فرقان، پ: ۱۹، آیت: ۵۹، کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا کریم ہے میرا مولا کہ بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے پھر اگر اس کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ آنسوؤں کے چند قطرات نذر کر کے اپنے کئے پر شرمندگی کا اظہار کرتا ہے تو وہ کریم نہ یہ کہ بخش دیتا ہے بلکہ نامہ اعمال کو نیکیوں کے ذریعہ منور اور تاباں کر دیتا ہے۔

آج دنیا کی عدالت اور کچہری کا آپ جائزہ لیں جہاں پر ایک مجرم کو پیش کیا جاتا ہے پھر اس کا جرم ثابت ہو جائے اب اگر وہ منصف سے رورو کر معافی مانگنا شروع کر دے، آنسو بہائے اور کہے کہ میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا تو دنیا اسے بے وقوف کہے گی کہ جرم سے پہلے ہی تمہیں انجام سمجھ لینا چاہئے تھا، اب تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر اسے اس کے جرم کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔ مگر قربان جاؤ خداوندِ قدوس کے کرم پر کہ مجرم اگر چہ ہزاروں جرم کیوں نہ کیا ہو اگر سچے دل سے اس کی بارگاہ میں توبہ کر لے تو اس کے سارے گناہ دھل دئے جاتے ہیں۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی طاعت میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو گناہ ہم سے ہو گئے ہیں انہیں معاف فرمائے اور ہمیں موت سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

فضائل توبہ احادیث اور واقعات کی روشنی میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جہاں وہ ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور بخدا اللہ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جنگل میں گم شدہ سواری مل جائے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص بقدر ایک بالشت میرا قرب حاصل کرتا ہے میں بقدر ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو بقدر ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں بقدر چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہوں۔ (مسلم شریف ج ۲، ص: ۳۵۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ عز وجل اپنے بندوں کو معاف کر دینا اور بخش دینا چاہتا ہے رب اپنی رحمت و کرم نوازی کا ذکر فرما کر کبھی قرب کی دولت کبھی خوشی کا ذکر فرما کر اپنے بندوں کو گناہوں سے نجات حاصل کرنے کی نصیحت فرماتا ہے لہذا ہم جلد توبہ کر کے اس کے قرب کی دولت حاصل کرنے اور اس کو خوش کرنے کی کوشش کریں۔ وہ خوش ہو گیا تو پھر ساری رحمتیں وہ ہم پر نچھاور فرما دے گا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک شخص کے توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے کہ تم میں سے کسی شخص کو اس کی گم شدہ سواری مل جائے۔ (ابن ماجہ ص: ۳۱۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کوئی چیز گم ہو جائے تو انسان کو کتنی تکلیف ہوتی ہے، آدمی بے چین و بے قرار ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح جب کوئی اللہ عز وجل کا بندہ اس کے فرمان کے خلاف عمل کر کے شیطان سے قریب ہو جاتا ہے تو اللہ عز وجل ناراض ہو جاتا ہے لیکن جب احساسِ ندامت ہوتا ہے

اور وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ عز و جل کو خوشی حاصل ہوتی ہے لہذا آؤ سچے دل سے توبہ کریں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ کریں۔ اللہ عز و جل ہم سب کو سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور حضرت حارث بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار تھے، میں ان کی عیادت کے لئے گیا، انہوں نے مجھ کو دو حدیثیں بیان کیں، ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ مومن کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ ایک شخص کسی ہلاکت خیز سنسان جنگل میں اپنی سواری پر جائے جس پر اس کے کھانے پینے کی چیزیں ہوں، وہ سو جائے اور جب وہ بیدار ہو تو سواری کہیں جا چکی ہو، وہ اس سواری کی تلاش کرتا رہے، حتیٰ کہ اس کو سخت پیاس لگ جائے پھر وہ کہے میں واپس اسی جگہ جاتا ہوں جہاں پر میں پہلے تھا میں وہاں سو جاؤں گا۔ حتیٰ کہ مر جاؤں گا۔ وہ کلائی پر اپنا سر رکھ کر لیٹ جاتا ہے تاکہ مر جائے پھر وہ بیدار ہوتا ہے تو اس کے پاس اس کی سواری ہوتی ہے اور اس پر اس کی خوراک اور کھانے اور پینے کی چیزیں رکھی ہوتی ہیں تو اللہ کو بندہ مومن کے توبہ کرنے پر اس شخص کی سواری اور زادراہ (کے ملنے) سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ (مسلم شریف، کتاب التوبہ، ص: ۳۵۴)

صحابی رسول حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”لَوْ لَا اَنْ تُذْنِبُوا لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ يَغْفِرُ لَهُمْ“ اگر مغفرت کرنے کے لئے تمہارے گناہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو پیدا کرتا جس کے گناہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرتا۔ (صحیح مسلم، ص: ۲۵۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ“ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔

(کنز الایمان، پارہ: ۲۴، آیت: ۵۳)

یہی وہ آیہ مبارکہ ہے جسے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے حد پسند فرمایا، اور اس کے متعلق ارشاد فرمایا ”مَا أَحَبُّ إِلَيَّ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا بِهَذِهِ الْآيَةِ“ اس آیہ مبارکہ کے عوض مجھے دنیا اور مافیہا کی دولت بھی دے دی جائے تب بھی میں اس سودے کو پسند نہ کروں گا۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں چند مشرک حاضر ہوئے جنہوں نے سابقہ زندگی میں بکثرت قتل کئے تھے اور بکثرت زنا کا ارتکاب کیا تھا، یہ لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ جو فرماتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ ہمیں بہت پسند ہے۔ لیکن ہم تو اتنے گناہ کر چکے ہیں جن کی بخشش کی ہمیں کوئی امید نظر نہیں آتی۔ کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ان گناہوں کا کوئی کفارہ ہو سکتا ہے؟ یعنی ہمارے گناہ معاف ہونے کی صورت ہو تب تو ہم اسلام قبول کریں اور اگر اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ہمیں ایسے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں جانا پڑے تو اپنے آبا و اجداد کا دین چھوڑنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے پس آیہ مبارکہ نازل ہوئی اور قیامت تک کے لئے گناہوں میں ملوث اور اپنی جانوں پر ظلم و ستم کرنے والوں کو مژدہ بخشش سنا دیا گیا۔ (تفسیر خزان العرفان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور فرمائیے کہ جب مشرکین کے لئے اسلام قبول کر لینے کے بعد مژدہ مغفرت ہے تو ہم جو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام ہیں اس خوشخبری کے تو زیادہ حقدار ہیں۔ پس گناہ کتنے ہی ہوں مایوس نہ ہونا چاہئے کہ رحمت الہی سے مایوس بھی کفر ہے۔ اور مایوسی اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔ دیکھئے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے بیٹوں کو حضرت یوسف

علیہ السلام کا سراغ لگانے کی ہدایت کرتے ہوئے یہی بتایا تھا کہ ”لَا تَيْسُسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ“ مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے ناامیدی تمہیں زیب نہیں دیتی۔ تم مومن ہونے کی اولاد ہو۔ ”اِنَّهُ لَا يَيْسُسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ“ رحمت الہی سے مایوس صرف کافر ہی ہوا کرتے ہیں، پس اہل ایمان کا کام صرف توبہ کرتے رہنا ہے۔ اور جو توبہ کرتے ہیں ان کے لئے آقائے رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشرہ ہے۔ راوی ہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ”التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ“ گناہ سے توبہ کر لینے والا ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ (ابن ماجہ)

اسی لئے تو شرعی حکم ہے کہ جو اپنے گناہوں سے علی الاعلان توبہ کر چکا اب اسے گناہ کا طعنہ دینا جائز نہیں یعنی شرابی یا چور کو توبہ کے بعد شرابی یا چور کہنا جائز نہیں۔ میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ اور شانِ نزول پڑھ اور سن کر آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ رب قدر اپنے بندوں کے گناہوں کو اس کے توبہ کرنے کی وجہ سے کس طرح معاف فرماتا ہے اور بخشش کی چادر اس پر ڈالتا ہے۔ لہذا آؤ سچے دل سے توبہ کر لیں اور آئندہ گناہ سے بچنے کی نیت کر لیں۔

دل پر سیاہ نقطہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صَقَلَ قَلْبُهٗ وَ اِنْ زَادَ زَادَتْ فَذٰلِكَ الرَّاٰی الَّذِیْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ“ مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔ پھر جب توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کے دل کو صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ گناہ کرتا ہی رہتا ہے تو وہ نکتہ بڑھتا رہتا ہے فرمایا پس

یہی ہے وہ ٹنگ جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ان کے دلوں پر ان کے گناہوں کا ٹنگ لگ گیا ہے۔ (ابن ماجہ، باب ذکر الذنوب، ص: ۳۱۳)

جیسے ٹنگ لوہے کو کھا کر مٹی بنا دیتا ہے اور اس کی ساری سختی و قوت کو ختم کر دیتا ہے ایسے ہی گناہ مومن کے دل کی قوت و طاقت کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اور وہ بے حس، بے غیرت اور ذلیل و خوار ہو کر زندگی کے دن گزارتا ہے۔ اللہ محفوظ رکھے لیکن بات وہی ہے کہ اگر اس حال میں بھی بندہ مایوس و ناامید نہ ہو اور اسے توفیق تو بہ نصیب ہو جائے تو وہ بڑا ہی مقدر والا ہے کہ رب بڑا ہی مہربان ہے۔ اس کے لئے گناہوں کی سیاہی دور کر دینا اور نیکیوں کے نور سے دلوں کو منور و روشن کر دینا ہر گز دشوار نہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آدمی دل کی تسکین ہی کے لئے سارے کام کرتا ہے جب کہ دل کا سکون گناہوں سے غارت ہو جاتا ہے اس لئے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو دل پر سیاہ نکتہ کر دیا جاتا ہے اب اس سیاہ نکتہ کا علاج دنیا کا کوئی ماہر طبیب بھی نہیں کر سکتا بلکہ اس کا علاج صرف تو بہ میں موجود ہے کہ بندہ جب مغفرت کا طالب ہوتا ہے اور تو بہ کرتا ہے تو اللہ عز و جل اس کے اس سیاہ نکتے کو مٹا کر روشنی میں تبدیل فرما دیتا ہے بلکہ سچی تو بہ کی وجہ سے اللہ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ قیامت کے دن اللہ کے دربار میں ایک شخص کو پیش کیا جائے گا۔ ”فَيُقَالُ أَعْرِضُوا صَغَائِرَ ذُنُوبِهِ“ تو کہا جائے گا کہ اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو۔ ”فَتُعَرَضُ عَلَيْهِ صَغَائِرُهَا“ تو اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے۔ ”وَتُخْفَى كَبَائِرُهَا“ اور کبیرہ گناہوں کو مخفی رکھا جائے گا۔ ”فَيُقَالُ أَعْمَلْتَ كَذَا وَكَذَا“ پھر اس سے پوچھا جائے گا تو نے ایسا ایسا کیا تھا؟ ”وَهُوَ يَقْرَأُ لَا يَنْكِرُ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنَ الْكَبَائِرِ“

اور وہ اقرار کرتا ہی رہے گا اور کسی گناہ کا انکار نہ کرے گا جب کہ وہ خوفزدہ ہوگا اپنے بڑے گناہوں سے۔ ”فَيَقَالُ اَعْطَوْهُ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً“ تو حکم دیا جائے گا کہ اس کی ہر برائی کے بدلے نیکی کا اجر دے دو۔ ”فَيَقُولُ اِنَّ لِيْ ذُنُوْبًا لَا اَرَاهَا هُتٰنًا“ تو وہ کہے گا میرے تو اور بھی بہت گناہ تھے جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ (تا کہ مجھے ان کے بدلے میں بھی نیکیاں ملیں) راوی نے بتایا کہ اس ارشاد کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ یہ ہے: ”يَسْدِلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ“ کی تفسیر کہ توبہ کرنے والوں کی برائیوں کو قیامت کے دن اس طرح نیکیوں میں بدل دیا جائے گا۔

تمام گناہ معاف

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہے اور اپنے گناہ پر ندامت محسوس کرتا ہے تو اس کے نادم ہونے سے پہلے پہلے اس کے تمام گناہ معاف فرما دئے جاتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس ص: ۲۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گناہ پر توبہ کے ساتھ ندامت ضروری ہے بلکہ توبہ نام ہی ندامت کا ہے لہذا اپنے گناہوں پر نادم ہوں انشاء اللہ ضرور مولا کرم کی نظر فرمائے گا۔ بلکہ آپ نے سنا کہ دل میں ندامت سے پہلے ہی اللہ عزوجل گناہوں کو معاف فرماتا ہے، اللہ عزوجل اپنے فضل سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں گناہگار جو گناہ کرتا ہے اسی گناہ کی وجہ سے جنت حاصل کر لیتا ہے۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کیسے؟ فرمایا: جب اسی گناہ پر نادم ہو کر تائب ہوتا ہے تو اسے نہ صرف معاف فرما دیا جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جانے کا حکم فرما دیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا کرم ہے اللہ رب العزت کا خطا کاروں کو بھی جنت عطا فرماتا ہے اور وہ بھی سچے دل سے صرف توبہ کر لینے کے عوض جب کریم اس حد تک کرم فرمانے پر آمادہ ہے تو بندوں کو چاہئے کہ اپنے کریم کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کر کے جنت کو حاصل کریں۔ سچ ہے۔ ہم تو ماں بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسے رہ و منزل ہی نہیں

فرمان نبوی ہے، اللہ تعالیٰ کا دست رحمت رات کے گنہ گاروں کے لئے صبح تک اور دن کے گنہ گاروں کے لئے رات تک دراز رہتا ہے۔ اس وقت تک کہ جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ (یعنی قیامت تک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول فرمائے گا) (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۳۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل کس کس طرح سے اپنے بندوں کو توبہ کی طرف آمادہ کرتا ہے اللہ عز و جل چاہتا ہے کہ کسی بھی طرح بندہ گناہوں سے پاک ہو جائے اس لئے ضرور بالضرور توبہ کے دروازے کو دستک دو اور قبل از موت توبہ کر کے گناہوں سے معافی حاصل کر لو تا کہ محشر کی رسوائی سے بچ جاؤ۔

آسمان کے برابر گناہ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم نے آسمان کے برابر گناہ کر لئے اور پھر شرمندہ ہو کر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائیے گا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۳۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کثرت گناہ کے باوجود اگر بندہ سچے دل سے توبہ کر لے تو پروردگار جل جلالہ اپنے کرم سے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ اس کی رحمت کی کوئی حد نہیں، بس بندہ نے خواہ کتنے بڑے بڑے گناہ کئے ہوں اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ”إِنَّهُ كَانَ“

لَا وَابِينَ غَفُورًا“ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو گناہ کرتا پھر توبہ کر لیتا، پھر گناہ کرتا اور پھر توبہ کر لیتا تھا۔
(مکاشفۃ القلوب ص: ۱۴۰)

ایک حبشی کی توبہ

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک حبشی حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں خطائیں کرتا ہوں کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، وہ کچھ دور جا کر واپس لوٹ آیا اور دریافت کیا کہ جب میں گناہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں، حبشی نے اتنا سنتے ہی ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۱۴۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارا خالق و مالک ہمارے ظاہر و باطن، افعال و اقوال، دل کے رازوں کو دیکھ رہا ہے، اگر یہ خیال دلوں میں راسخ ہو جائے تو ہم بے شمار گناہوں سے بچ جائیں گے، اے کاش! ہم گنہ گاروں کو بھی ایسی توبہ کی توفیق مل جائے۔

ابلیس کو مہلت

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ملعون قرار دیا تو اس نے قیامت تک کے لئے مہلت مانگی، اللہ نے اسے مہلت دے دی تو وہ کہنے لگا مجھے تیری عزت و جلال کی قسم جب تک انسان کی زندگی کا رشتہ قائم رہے گا میں اسے گناہوں پر اکساتا رہوں گا۔ رب العزت نے فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ان کی زندگی کی آخری سانسوں تک ان کے گناہوں پر توبہ کا پردہ ڈالتا رہوں گا۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۱۴۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ، کتنا کرم ہے اللہ رب العزت کا کہ وہ اپنے بندوں کو ذلیل و رسوا ہوتے نہیں دیکھ سکتا اسی لئے شیطان کو اس نے فرمایا کہ زندگی کی آخری سانس تک ان کے گناہوں پر توبہ کا

پردہ ڈالتا رہوں گا یعنی بندے کی توبہ کو قبول فرماتا رہوں گا تا کہ قیامت کے دن شیطان کو ذلت اور بندے کو عزت نصیب ہو۔

چار ہزار سال پہلے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار برس قبل عرش کے چاروں طرف لکھ دیا گیا تھا کہ ”إِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى“ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے میں اسے بخشنے والا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۱۴۲)

توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے دریافت کیا میں گناہ کر کے انتہائی شرمندہ ہوں، کیا میرے لئے توبہ ہے؟ آپ نے منہ پھیر لیا جب دوبارہ اس شخص کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں، کھولے بھی جاتے ہیں اور بند بھی کئے جاتے ہیں سوائے باب التوبہ کے وہ کبھی بند نہیں ہوتا، عمل کرتا رہ اور رب کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ (مکاشفۃ القلوب ص: ۱۴۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ رب العزت نے توبہ کے دروازے کو کھلا رکھا ہے لیکن چوں کہ ہمیں اپنی موت کا علم نہیں کہ کب موت آجائے اس لئے قبل اس کے کہ موت کا فرشتہ کوچ کا نقارہ بجائے ہم اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیں تاکہ اللہ عز وجل ہم سب کو جنت کا مستحق بنائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ محافظ فرشتے اس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ اس کے اعضاء جسمانی

اس کی خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔ زمین کا ٹکڑا جس پر اس نے گناہ کیا ہے اور آسمان کا وہ حصہ جس کے نیچے وہ گناہ کیا ہے اسکے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے گناہوں پر گواہی دینے والا کوئی نہ ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب،

ص: ۱۴۱، ۱۴۲)

توبہ قبول نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو خود کو تائب سمجھ کر آئیں گے مگر ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی ہوگی۔ اس لئے کہ انہوں نے توبہ کے دروازے کو شرمندگی سے مستحکم نہیں کیا ہوگا۔ توبہ کے بعد گناہ کا عزم نہیں کیا ہوگا، مظالم کو اپنی طاقت سے دفع نہیں کیا ہوگا اور آسان امور کے جواز کے سلسلے میں جو کام انہوں نے کئے ہیں اور ان سے طلب مغفرت میں انہوں نے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ اور ان کے لئے یہ بات آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گناہوں کو بھول جانا بہت خطرناک بات ہے ہر عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔

أَيُّهَا الْمُنْذِبُ الْمُحْصِي إِثْمَهُ لَا تَنْسَ ذَنْبَكَ وَ اذْكُرْ مِنْهُ سَلَفًا
وَتُوبْ إِلَى اللَّهِ قَبْلَ الْمَوْتِ وَ انْزَجِرَا يَا عَاصِيَا وَ اعْتَرِفْ اِنْ كُنْتَ مُعْتَرِفًا
یعنی اے گناہوں کو شمار کرنے والے مجرم، اپنے گناہوں کو مت بھول اور گزشتہ غلطیوں کو یاد کرتا رہ، موت سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کر لے۔ گناہوں سے رک جا اور غلطیوں کا اعتراف کر لے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۴۲، ۱۴۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمیں اپنے گناہوں کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمارا وجود گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے بلکہ ہمیشہ اسے یاد رکھتے ہوئے گریہ و زاری کرتے رہنا چاہئے اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ندامت پسند آجائے اور اپنے کرم سے بخش دے، عقل مند وہ ہے جو اپنے گناہوں پر

شرمندہ بھی ہو اور یاد کر کے گریہ وزاری بھی کرتا ہو۔

ایک نوجوان کی عبرت آموز توبہ

فقیر ابوالیث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا اے عمر کیوں روتے ہو؟ عرض کی حضور دروازے پر کھڑے ہوئے جوان کی گریہ وزاری نے میرا جگر ہلا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے اندر لاؤ۔ جب جوان حاضر خدمت ہوا تو آپ نے پوچھا اے جوان! تم کس لئے رو رہے ہو؟ عرض کیا حضور! میں اپنے گناہوں کی کثرت اور رب ذوالجلال کی ناراضگی کے خوف سے رو رہا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے شرک کیا ہے؟ کہا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا تو نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے؟ عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تیرے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے گا۔

جوان بولا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا گناہ ان سے بھی بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ عرض کی میرا گناہ۔ آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش الہی؟ عرض کی میرا گناہ۔ آپ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا رب ذوالجلال؟ عرض کی رب ذوالجلال بہت عظیم ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ جرم عظیم کو رب عظیم ہی معاف فرماتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: پھر تم مجھے اپنا گناہ تو بتاؤ۔ عرض کی حضور مجھے آپ کے سامنے عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ نے کہا کوئی بات نہیں تم بتاؤ۔ عرض کی حضور میں سات سال سے کفن چوری کر رہا ہوں انصار کی ایک لڑکی فوت ہوگئی میں اس کا کفن چرانے جا پہنچا، میں نے قبر کھود کر کفن لے لیا اور چل پڑا، کچھ ہی دور گیا تھا کہ مجھے پر شیطان غالب آگیا اور میں اٹنے قدم واپس

پہونچا اور لڑکی سے بدکاری کی، میں گناہ کر کے چند ہی قدم چلا تھا کہ لڑکی کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی اے جوان خدا تجھے غارت کرے تجھے اس نگہبان کا خوف نہیں آیا جو ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاتا ہے۔ تو نے مجھے مُردوں کی جماعت سے برہنہ کر دیا اور دربارِ خداوندی میں ناپاک کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو فرمایا: دور ہو جا اے بد بخت تو نارِ جہنم کا مستحق ہے۔

جوان وہاں سے روتا ہوا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوا نکل گیا، جب اسے اسی حالت میں چالیس دن گزر گئے تو اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کہا اے محمد و ابراہیم (علیہما السلام) کے رب! اگر تو نے میرے گناہ کو بخش دیا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو مطلع فرما ورنہ آسمان سے آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور جہنم کے عذاب سے بچالے۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مخلوق کو تم نے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ مجھے اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اسی نے رزق دیا ہے۔ تب جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جوان کی توبہ قبول کر لی ہے۔ پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوان کو بلا کر اسے توبہ کی قبولیت کا مرثہ سنایا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۴۳، ۱۴۴)

بنی اسرائیل کے ایک نوجوان کی توبہ

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک جوان شخص نے بیس سال متواتر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر بیس سال گناہوں میں بسر کئے۔ ایک مرتبہ آئینہ دیکھا تو اسے داڑھی میں بوڑھا پے کے آثار نظر آئے وہ بہت غمگین ہوا اور بارگاہ رب العزت میں گزارش کی اے رب ذوالجلال! میں نے بیس سال تیری عبادت کی پھر بیس سال گناہوں میں بسر کئے اب اگر میں تیری طرف لوٹ آؤں تو مجھے قبول کرے گا؟ اس نے ہاتھ غیبی کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا تو نے ہم سے محبت کی تو ہم نے تجھے محبوب بنایا۔

تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔ تو نے گناہ کئے ہم نے مہلت دے دی، اب اگر تو ہماری بارگاہ میں لوٹے گا تو ہم تجھے شرف قبولیت بخشیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب ۱۴۱)

سو آدمیوں کا قاتل

رسول کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے نناوے آدمیوں کا قتل کیا، آخر وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر توبہ کی غرض سے نکلا اور ایک زاہد و عابد کے پاس حاضر ہوا، اپنا واقعہ بتا کر توبہ کی قبولیت کا راستہ پوچھا، تو اس نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی، اس نے اس عابد کو بھی قتل کر دیا اور پھر کسی اللہ والے کی تلاش شروع کر دی، چنانچہ ایک شخص نے اسے کہا کہ تو فلاں گاؤں چلا جا کہ وہاں ایک بزرگ عالم ہیں جو تمہیں توبہ کا طریقہ بتائیں گے، وہ شخص اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا، جب آدھی مسافت طے کر لی تو اس کی موت آگئی اور اس نے اپنا سینہ اس گاؤں کی طرف جھکا دیا۔

اس وقت رحمت اور موت کے فرشتے اس کے پاس جمع ہو گئے اور عذاب کے فرشتوں نے اسے قاتل اور مجرم ٹھہرایا لیکن رحمت کے فرشتوں نے اسے تائب بتایا کیونکہ وہ توبہ کے لئے اس گاؤں کی طرف جا رہا تھا، چنانچہ اس کی بستی اور جس بستی کو جا رہا تھا دونوں کا فاصلہ ناپنے کا حکم ہوا اور ساتھ ہی اللہ نے اس عالم کی بستی کو قریب ہونے کا حکم دیا، چنانچہ وہ اس بستی کے بالشت بھر قریب نکلا اس طرح اللہ عز و جل نے اس کی بخشش کے سامان پیدا کر دئے اور اس کی روح رحمت کے فرشتے لے گئے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بیشک اللہ سے بخشش طلب کی جائے تو وہ اپنے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، خواہ اس کے گناہ سے زمین و آسمان کے درمیان کی فضا کیوں نہ بھری ہوئی ہو، اللہ رب العزت کو اپنے بندوں

کو بخشنے میں کوئی عار نہیں اور وہ بخشنے پر آجائے تو خطاؤں کے سمندر بھرے ہوں تو بخش دیتا ہے اور تائب کو پاک کر دیتا ہے، بشرطیکہ توبہ سچے دل سے کی جائے اور محبت الہی میں دل موجزن ہو، اللہ عز و جل کی بڑائی اور عظمت کا دل میں خیال رہے۔

حضرت فضیل بن عیاض کا توبہ

حضرت فضیل بن عیاض بڑے زبردست اور یگانہ روزگار ولی گزرے ہیں، ابتدا میں ڈاکہ زنی کرتے تھے، اللہ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی، توبہ کرتے ہی چودہ طبق روشن ہو گئے، آپ کا حال یہ تھا کہ ایک گھنے جنگل میں نگاہوں سے دور خیمہ زن رہتے، اُون کی ٹوپی، ٹاٹ کے کپڑے، گلے میں تسبیح اور نماز کے اتنے پابند کہ کبھی بلا جماعت نماز نہ پڑھتے اور ساتھیوں میں سے جو نماز نہ پڑھتا اسے اپنے سے علیحدہ کر دیتے، جتنے خدام تھے وہ بھی نمازی تھے۔

آپ کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک روز ایک بڑا قافلہ اُدھر سے گزرا، ڈاکو اس پر حملہ آور ہوئے ایک شخص قافلہ سے الگ ہو کر اپنی نقدی کسی محفوظ جگہ جنگل میں دفن کرنے نکل گیا، اُس نے دیکھا کہ خیمہ میں ایک شخص تسبیح و مصلیٰ سمیت بیٹھا ہے تو اس نے اسے بزرگ سمجھ کر روپیہ اس کے سپرد کر کے قافلے میں آگیا، قافلہ کے لٹ جانے کے بعد جب وہ خیمہ کی طرف روپیہ لینے آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ڈاکو وہاں بیٹھے لوٹ کا مال تقسیم کر رہے ہیں۔

وہ شخص بہت پریشان ہوا کہ میں نے اپنی نقدی اپنے ہاتھوں ڈاکوؤں کے حوالے کر دی، وہ خوف سے پیچھے ہی پھر گیا، حضرت فضیل نے دیکھ کر آواز دی، وہ شخص ڈرتا ڈرتا گیا، پوچھا کیوں آیا ہے؟ آہستہ سے رک رک کر کہا: اپنی امانت لینے آیا تھا، آپ نے اس کی امانت اس کے سپرد کر دی، ڈاکوؤں کے استفسار پر آپ نے وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس نے میرے متعلق نیک گمان کیا تھا اور میں بھی اللہ پر نیک گمان کرتا ہوں، میں نے اس کا گمان سچ کر دیا تا کہ اللہ میرے گمان کو سچ کر دے۔

اس کے بعد دوسرا قافلہ گزرا اور وہ بھی لوٹ لیا گیا، قافلہ ہی کے ایک شخص نے پوچھا تمہارا سردار کہاں ہے؟ جواب ملا کہ دریا کے کنارے نماز پڑھ رہا ہے، کہا نماز کا وقت تو نہیں ہے، بولا نفلی نماز پڑھ رہا ہے، پوچھا وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شامل نہیں؟ جواب ملا روزے سے ہے۔ کہا ماہ رمضان تو نہیں ہے، کہا نفلی روزہ رکھے ہوئے ہے، یہ شخص متعجب ہو کر آپ کے پاس آیا اور پوچھا نماز اور روزہ کی یہ دھوم دھام اور اس پر چوری اور ڈاکہ زنی؟ فرمایا: کیا تو نے قرآن کی وہ آیت نہیں پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے ”جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور نیک و برے دونوں قسم کے اعمال کئے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ انہیں بخش دے۔“

ایک دفعہ شب کے وقت ایک قافلہ ادھر سے گزرا، ایک شخص اونٹ پر بیٹھا ہوا قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا دوران تلاوت یہ آیت آپ کے کانوں سے ٹکرائی ”اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ“، یعنی کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ایمان والوں کے دل اللہ کے خوف سے لرزے لگیں۔ ایک برق تھی جو کوند گئی، ایک تیر تھا جو قلب و جگر میں پیوست ہو گیا، ایک چنگاری تھی جس نے آگ لگادی۔ آگیا، آگیا، کہتے ہوئے بے تابانہ نکل کھڑے ہوئے، زار و قطار روتے تھے اور جنگل میں ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے، گزشتہ تمام گناہوں سے توبہ کی اور جس جس کا مال لوٹا تھا اور اسے آپ جانتے تھے فرداً فرداً آپ اس کے پاس پہنچتے اور قصور معاف کرواتے، انہی میں ایک شقی القلب یہودی بھی تھا وہ کسی طرح معاف کرنے پر راضی نہ ہوتا تھا، پہلے اس نے ریت کے ایک بڑے ٹیلے کو اٹھا کر پھینک دینے کی شرط لگائی جو ایک ہوائے غیبی سے راتوں رات فنا ہو گیا، پھر بولا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک تو میرا مال نہ دے گا معاف نہ کروں گا، میرے سر ہانے روپیوں کی ٹھیلی رکھی ہوئی ہے وہ زمین سے نکال کر مجھے دے دے۔

آپ نے اسی وقت اسے نکال کر دے دی، یہودی یہ دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گیا اور بولا

میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے وہ اگر مٹی پر بھی ہاتھ رکھ دے تو مٹی سونا ہو جاتی ہے۔ (محل اولیاس: ۴۹ تا ۵۷، پیغیر)

حضرت حبیب عجمی کا توبہ

حضرت حبیب عجمی کا شمار بڑے بڑے اولیا میں ہوتا ہے، ابتدا میں نہایت بدنام اور سخت دل تھے، اللہ نے بہت کچھ دے رکھا تھا مگر جتنی دولت بڑھتی جاتی تھی بخل و قساوت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا، سود پر روپیہ دیتے تھے اور بڑی قساوت و سختی سے وصول کرتے تھے، ہر روز صبح اٹھتے اور قرض داروں کے پاس تقاضے اور سود کی وصولی کے لئے پہنچ جاتے اور بغیر لئے واپس نہ ہوتے۔

ایک دفعہ ایک شخص کے یہاں گئے، سود کا تقاضا کیا، گھر والی نے کہا میرا شوہر تو باہر گیا ہے میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے، ایک بکری ذبح کی تھی اب بچوں کے کھانے کے لئے ایک سری رکھی ہوئی ہے اور کچھ نہیں ہے، بولے میں نہیں جانتا، سری مجھے دے دو، سری لا کر بیوی کو دی اور کہا یہ سود میں ایک جگہ ملی ہے آج اسے پکا، سری پک رہی تھی ایک فقیر نے دروازے پر صدا لگائی، بولے جا! ہمارے یہاں تیرے لئے کچھ نہیں ہے جو ہم تجھ کو دیں، اس سے تو کچھ مالدار نہ ہوگا مگر ہم غریب ہو جائیں گے، فقیر مایوس ہو کر چلا گیا، بیوی نے دینگے کھول کر دیکھی تو سری کے بجائے زندہ خون اس میں بھرا ہوا تھا، اس نے شوہر سے ذکر کیا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت متاثر ہوئے، دل میں ایک دھواں اٹھا، قسمت بیدار ہو چکی تھی، بیوی سے بولے ”آج میں نہ صرف سود لینے، سود کھانے بلکہ تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔“

دوسرا دن جمعہ کا تھا، گھر سے اپنا روپیہ واپس لینے کے لئے نکلے، بچے کھیل رہے تھے دیکھتے ہی بولے، ہٹو ایک طرف ہو جاؤ حبیب سود خور آ رہا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے پاؤں کی گرد ہم پر پڑے اور ہم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں، یہ سن کر دل میں اور شعلے بھڑک اٹھے، لوگوں کے پاس جانے کے بجائے سیدھا حضرت خواجہ حسن بصری

کے پاس پہونچے، ان کی چند باتوں نے دل کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی، انہی کے ہاتھ پر صدق دل سے توبہ کی، اب حبیب وہ حبیب نہ تھے بلکہ کچھ سے کچھ ہو چکے تھے، دل میں روشنی پیدا ہو گئی تھی اور جان و روح میں ایک نئی آگ لگی ہوئی تھی۔

واپسی میں ایک قرضدار نے آپ کو دیکھا اور دیکھتے ہی بھارہی مگر آپ نے اس کے چہرے پر نظر نہیں ڈالی، ایک بار آپ نے اس سے کہا اے گ اٹھا، آپ نے پکار کر کہا بھاگنے کا وقت ختم ہو چکا، اتفاق سے پھر راستے میں کھیتے ہوئے بچے ملے، دیکھتے ہی بولے، دور ہٹ جاؤ حبیب آرہے ہیں کہ ہماری گردن پر نہ پڑے کہ یہ توبہ کر کے پاک ہو چکے ہیں، آپ پر اسی وقت رقت طاری ہوئی، بولے بارالہا! تیری شان بندہ نوازی پر قربان! تجھ سے صلح کئے ایک ہی دن گزرا ہے کہ تو نے اس کی خرابی اپنے دوستوں اور بچوں تک پہونچادی اور میرا نام نیکی کے ساتھ مشہور کر دیا، جھومتے تھے اور روتے تھے۔

سچے دل سے توبہ کر لینے کے بعد اللہ نے انہیں ولایت کے عظیم منصب سے نوازا، پر ہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ آپ کے گھر میں ایک کنیز تیس سال تک عورت! ذرا میری کنیز کو بلا دے تو بولی حضور! کنیز میں ہی ہوں، فرمایا: اس مدت میں حق تعالیٰ کے ساتھ اتنا مصروف رہا کہ تیرا چہرہ دیکھنے کا خیال تک نہ آیا۔ (محل اولیاس: ۳۵، ۵۴، ۵۷)

توبہ نہ کرنا شیطانی فعل ہے

بعض کہتے ہیں کہ شیطان اس لئے لعین ہوا کہ اس نے توبہ کو واجب نہیں سمجھا۔ اور نہ ہی اپنی غلطی کا معترف ہوا بلکہ تکبر اختیار کیا اور کافر ہو گیا جب کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ انہوں نے لغزش کا اعتراف کیا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے لگے اور تواضع کی، رحمت سے ناامید نہ ہوئے۔ اور پھر اپنے مقاصد میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ خود خالق کائنات نے توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا دیا۔

(نزہۃ المجالس، ص: ۲۲۸)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں توبہ کرنا فوری طور پر لازم ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ جلد بازی کے باعث گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور پھر جلد ہی توبہ کی طرف آجاتے ہیں تو ان کے گناہ مٹا دئے جاتے ہیں۔ جیسے کہ نجاست کو خشک ہونے سے پہلے ہی صاف کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ بھی جلد کرنے سے گناہ کی نجاست بھی جلد دھل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ بے شک نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے۔ لہذا نیکی کے نور کے سامنے گناہ کی ظلمت کو ٹھہرنے کی طاقت نہیں۔ گناہ تاریکی ہے۔ اس کا چراغ نیکی ہے اور وہ نیکی توبہ کرنا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ص: ۲۲۹)

رسول کریم علیہ افضل الصلوٰات والتسلیم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے کی آواز سے زیادہ کوئی آواز محبوب نہیں ہے۔ جب وہ اللہ کو بلاتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے، میں موجود ہوں جو چاہے مانگ، میری بارگاہ میں تیرا رتبہ میرے بعض فرشتوں کے برابر ہے، میں تیرے دائیں بائیں اوپر ہوں اور تیری دلی دھڑکن سے زیادہ قریب ہوں۔ اے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۴۵)

فضائل و آداب مسجد

عبادات میں نماز ایک اہم عبادت ہے پہلی امتوں میں نماز ایک مخصوص مقام پر ہی ادا کی جاسکتی تھی ہر جگہ اس کی اجازت نہ تھی لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو دیگر امتوں کے مقابلے میں جہاں دیگر اعزاز حاصل ہیں وہاں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے تمام زمین کو مسجد بنایا، لہذا حضور علیہ السلام کا امتی جہاں کہیں نماز ادا کرے جائز ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے اور فطرت معاشرت اور اجتماع کی متقاضی ہے اس لئے اسلام نے اجتماعیت کو ہر جگہ مقدم رکھا، باہمی تعلق کی تعریف کی گئی اور انتشار و افتراق کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا یہی وجہ ہے کہ نماز کے لئے مسجد کا اہتمام کیا گیا جہاں مسلمان دن میں پانچ مرتبہ جمع ہو کر نہ صرف بارگاہِ خداوندی میں اجتماعی حاضری دیتے ہیں اور اپنی معروضات مل کر پیش کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ سے آگہی حاصل کر کے مسائل کے حل کے لئے مشترکہ جدوجہد کر سکتے ہیں۔ یہی وہ اسباب ہیں کہ جن کی بناء پر حضور شاہِ خوباں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں مسجد کی فضیلت کو واضح طور پر بیان فرمادیا ہے۔

بڑا ظالم کون

فرمانِ خداوندی ہے ”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ أَلِيمٌ“ ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ ان

کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے۔ اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۱۴۔ کنز الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کو سب سے بڑا ظالم کہا گیا ہے جو مسجدوں کو ویران کرتے ہیں۔ ویسے تو یہ آیت کریمہ ان نصرانیوں کے تعلق سے نازل ہوئی جنہوں نے بیت المقدس کی سخت بے حرمتی کی تھی، توریت کو جلایا، ناپاک جانور کو ذبح کیا گیا تو خدائے قہار و جبار نے اپنے غضب کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کیا اس سے بھی بڑا ظالم کوئی ہو سکتا ہے جو اللہ کے گھروں کی اس طرح بے حرمتی کرے۔ مگر ساتھ ہی ان تمام لوگوں کے لئے بھی اس میں سخت وعید ہے جو مسجد میں نہ خود جاتے ہیں نہ دوسروں کو جانے دیتے ہیں۔ اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب تم دیکھو کہ شراب خانوں کے دروازے کھلے ہیں اور مساجد کے دروازے بند ہیں تو سمجھ لو کہ قیامت قریب آچکی ہے۔

مسجد ایمان پر گواہ

”وَلَا تَبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ“ اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے۔ (پارہ ۲، آیت ۱۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے جو مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھتے ہیں کہ وہ اب نہ اپنی عورتوں سے جماع کریں نہ دیگر شہوات والے کام اور اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مسجد میں اگر کوئی اعتکاف کرے تو اسے اللہ کے تقرب کی

دولت نصیب ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے مردوں کو اپنے گھر میں اعتکاف کرنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ مسجد میں کوئی صرف خاموش بیٹھ رہے تو بھی مولیٰ تبارک و تعالیٰ اسے نیکیاں عطا فرماتا ہے بلکہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کو تم دیکھو کہ اسے مسجد کی حاضری کی عادت ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دے دو۔

مسجد میں آنے کی بڑی فضیلتیں اور بڑی سعادتیں ہیں مگر افسوس کہ آج کتنے ایسے مسلم نوجوان ہیں جن کے شب و روز گناہوں کے اڈوں پر گزر رہے ہیں چوراہے پر کھڑے ہو کر گھنٹوں گپیاں مارنا ان کی روز کی عادت ہے مگر ایک دن مسجد میں بلاؤ تو طرح طرح کے حیلے بہانے بنانے لگتے ہیں۔

مسجد کے لئے زینت

”يَبْنِيْ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ“ یعنی اے آدم کی اولاد اپنی زینت لوجب مسجد جاؤ، اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

(پارہ ۸، آیت ۳۱ کنزالایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت کریمہ میں مساجد میں جانے کے آداب سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اے لوگو! تم مسجد میں جاؤ تو اچھے کپڑے پہن لو یا یہ کہ جب بھی نماز کے لئے کھڑے ہو تو لباسِ فاخرہ پہن کر مزین ہو جاؤ۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اچھے، پاک اور صاف لباس کے ساتھ نماز پڑھنا بہت زیادہ پسند ہے جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے یہ روایت ملتی ہے کہ آپ نے نماز کے لئے ایک مخصوص لباس تیار کرایا تھا یعنی ایک قمیص، عمامہ شریف، چادر اور شلووار اس زمانہ میں ان کی مجموعی قیمت دیرھ

ہزار درہم تھے اور وہ اسے دن رات نماز کے وقت پہنا کرتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کو عمدہ لباس کے ساتھ ملنا لوگوں کے ملنے سے اولیٰ اور بہتر ہے جب کہ آج کل کچھ لوگ مسجدوں میں جاتے ہی اپنے کرتے کے بٹن کھول دیتے ہیں، آستین اور نیچے سے پاؤں چڑھا لیتے ہیں جیسے کہ وہ کسی سے لڑائی کا ارادہ رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں مسجد میں آنا سخت ناپسند ہے۔ اس لئے کہ جب لوگوں کو وہ ناپسند تو اللہ تعالیٰ کو کیسے پسند ہو سکتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجد تعمیر کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، سرکارِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کی موت کے بعد اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں ہاں جس نے دنیا میں مسجد تعمیر کی ہو تو اس کو قبر میں بھی نیکیاں دی جاتی رہیں گی۔ پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنواتا ہے یا اس میں حصہ لیتا ہے تو مسجد کی ہر انگلی یا ہر ہاتھ کی مقدار کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت میں چالیس لاکھ شہر تیار فرمائے گا۔ ہر شہر میں ایک ایک لاکھ گھر ہوں گے اور ہر گھر میں ایک ایک لاکھ پلنگ بچھے ہوں گے اور ہر پلنگ پر اس کے لئے حوریں بٹھائی جائیں گی اور ان تمام گھروں میں سے ایک گھر میں چالیس ہزار دسترخوان چنے جائیں گے اور ہر دسترخوان پر چالیس ہزار پیالے ہوں گے جن میں مختلف رنگ اور ذائقہ کے طعام ہوں گے اور اس بندے کی ہر قوت جیسے جماع اور خورد و نوش میں اضافہ کیا جائے گا کہ وہ ان کھانوں کو کھا کر ہضم کر سکے گا۔ (روح البیان ج ۵، ص ۱۲۰)

مسجد کو ڈھا دو

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے ”وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَارْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ

قَبْلُ وَ لَيَحْلِفَنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ“ ترجمہ:
 اور جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ
 ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ
 ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے
 ہیں۔

(سورہ توبہ، پارہ ۱۱، آیت ۱۰۷)

اس آیت میں مسجد ضرار کے تعلق سے فرمایا گیا ہے، اس کی قدرے تفصیل یہ
 ہے کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد قبا میں کچھ دن قیام فرمایا اور اس میں
 نمازیں پڑھیں تو اس کی فضیلت بڑھ گئی اب اس کی بہت ہی تعظیم و تکریم کی جانے لگی تو
 اس وقت جو منافقین تھے انہیں یہ دیکھ کر رہا نہ گیا اور حسد کے مارے انہوں نے کہا کہ ہم
 ایک دوسری مسجد تعمیر کریں گے اور اس میں ہم نمازیں پڑھیں گے۔ لہذا انہوں نے جلدی
 جلدی مسجد کی تعمیر شروع کی اور اس میں نماز بھی قائم کر لی۔ مگر یہ سب انہوں نے سرکار صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ہی کیا تھا۔ اور دن بھر اس مسجد میں ان کا کام یہی تھا
 کہ سرکار کے خلاف منصوبہ آرائی کرتے تھے پھر سرکار کی گستاخی میں دن کاٹتے رہتے
 تھے۔ لہذا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی تو سرکار نے
 حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ جا کر اس مسجد کو منہدم کر
 دو لہذا وہاں پہنچ کر انہوں نے اس مسجد کو آگ لگا دی اور اس کی دیواریں منہدم کر کے
 میدان بنا دیا یہاں تک کہ سرکار نے دن میں یہ حکم دیا کہ اس جگہ پر گندگی اور غلاظت
 ڈالا کریں۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو مسجد میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی و
 دشمنی کی بنا پر بنائی گئی ہو اس مسجد کو منہدم کر دیا جائے اس لئے کہ وہ مسجد نہیں۔ لہذا ہم تمام
 خوش عقیدہ مسلمانوں کو ان گھناؤنے عقائد والوں کی مساجد میں جانے سے پرہیز کرنا

چاہئے جو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے برابر سمجھتے ہیں اور مردہ تصور کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ ان کے ایسے گمراہ کن عقیدوں سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور ان کے تسلط میں جو مساجد ہیں ان میں مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمائے۔

مساجد بنانے کا مقصد

رب قدیر نے قرآن پاک میں فرمایا ”وَ اَنَّ الْمَسْجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا“ ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔

(پارہ ۲۹، آیت ۱۸، کنز الایمان)

مذکورہ آیت کریمہ میں رب قدیر مساجد کی حقیقی حیثیت کو واضح فرما رہا ہے کہ مسجدیں تو صرف اللہ ہی کی ہیں لہذا اس میں اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو۔ لہذا مساجد میں غیر دینی کام بھی بالکل جائز نہیں ہیں جیسے آج کل کچھ لوگ سیاست کی بنیاد پر یہود و نصاریٰ کو بھی مساجد میں بلاتے ہیں تاکہ وہ ان سے خوش ہو جائیں ایسے لوگ سخت گنہگار ہوں گے اور یہی لوگ مسجدوں کو ویران کرنے والے ہیں۔ اور اسی آیت کے تحت علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں لہذا اگر مسجد کسی غیر اللہ کے نام پر رکھی جائے اس کے بنانے یا اس کی مدد کرنے کی وجہ سے تو یہ شرک نہیں ہوگا۔ جیسے کہ مسجد نبوی، مسجد قبا، مسجد اقصیٰ۔ درحقیقت مسجدیں اللہ ہی کی ہیں مگر مجازاً کسی کا نام رکھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی سنی، غوثِ اعظم کا بکرا یا غریب نواز کا بکرا کہے تو اسے مشرک نہیں کہنا چاہئے اس لئے کہ حقیقت میں اللہ کے نام پر ہی ذبح کیا جائے گا صرف انتساب ان کے نام سے کیا جاتا ہے۔

فضائل مسجد احادیث کی روشنی میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ وحدہ لا شریک جس کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اس نے بندوں کے عبادت کرنے کی جگہ کو مسجد فرمایا، کرم بالائے کرم یہ کہ بندوں کو رفعت و بلندی کا مقام عطا فرمانے کے لئے پھر ان مسجدوں کو اپنا گھر قرار دیا تاکہ بندہ اللہ کے گھر میں حاضر ہو تو گویا وہ اپنے خالق سے ملاقات کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمین پر سب سے اچھی جگہ مسجد کو قرار دیا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”خَيْرُ الْبَقَاعِ الْمَسَاجِدُ وَ شَرُّ الْبَقَاعِ الْأَسْوَاقُ“ سب سے بہتر جگہ مسجدیں ہیں اور سب سے بدتر جگہ بازار۔ (فتاویٰ رضویہ ۴۳۲/۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے بہتر جگہ مسجد کو فرمایا اور بدتر جگہ بازار کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ نے واضح لفظوں میں بیان فرما دیا ہے کہ ہم نے انسان اور جنات کو اپنی طاعت و فرمانبرداری کے لئے پیدا کیا ہے اس لئے جو جگہیں اس مقصد کو زیادہ پورا کرتی ہیں وہ اللہ عز و جل کے نزدیک محبوب ترین ہیں اور جن جگہوں میں ذکرِ اللہ اور اطاعت و فرمانبرداری کے بجائے معصیت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جگہ ہیں۔

آج ہمیں اپنا احتساب کرنا ہے کہ ہم کس جگہ زیادہ وقت گزارتے ہیں بہتر جگہ پر یا بدتر جگہ پر؟ اے اسلام کے مقدس شہزادو! سکون و اطمینان مسجد میں ہی رکھا

ہے بازاروں میں نہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ تجارت کے لئے بازار نہ جائیں اور وہاں لوگوں سے میل جول نہ رکھیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ اپنا قیمتی وقت بازار میں گزارنے کے بجائے مسجد یا گھر والوں میں گزارنے کی کوشش کریں۔ ایک مسلمان وہ تھے جن کی حالت یہ تھی کہ اگر ایک لوہار ہتھوڑا اوپر اٹھائے ہوئے کسی لوہے پر مارنا چاہتا مگر درمیان میں اذان کی آواز کان میں پڑ گئی تو فوراً ہتھوڑے کو ہاتھ سے رکھ کر خانہ خدا کی طرف چل پڑتے۔ انھیں خوش نصیبوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ”رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ“ کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔

اللہ عز و جل ان نفوس قدسیہ کے نقوش قدم پر ہمیں بھی چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوسری جگہ رسول کریم رُف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ“ جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ عز و جل اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (مسلم شریف ص: ۲۰۲)

اور حضرت ابو قریصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجدیں بناؤ اور ان سے کوڑا کرکٹ صاف کرو کیوں کہ جس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے گھر بنایا اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (شمم العبر)

(۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجد بنانا اور مسجد سے کوڑا کرکٹ صاف کرنا یہ بہت بڑی نیکی ہے اس لئے کہ جب بندہ اللہ عز و جل کے گھر کی صفائی اس کی رضا اور بندوں کی راحت کے لئے کرتا ہے تو رب تعالیٰ بھی اپنی شان کے مطابق اس کو اجر عطا کرتا ہے۔

مسجد میں حاضری کا اجر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین میں مسجدیں اللہ تبارک و تعالیٰ کا گھر ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے کہ اس کو بزرگی عطا فرمائے جو اس کی بارگاہ میں حاضری کے لئے مسجد میں آئے۔ (شائم العبر ۲۰)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عز و جل پر کسی کا کوئی حق نہیں لیکن اللہ عز و جل کا سب پر حق ہے، وہ سب سے برتر و بالا ہے۔ بادشاہ ہو یا گداہر کوئی اس کا محتاج ہے۔ باوجود اس کے اس نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے کہ جو کوئی اس کے گھر آئے گا وہ ضرور اس کو بزرگی عطا کرے گا۔ کہیں ہماری بے عزتی کی وجہ اس کے گھر سے دوری تو نہیں۔ اے عزت کے طلب گارو! اس کے وعدے پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے گھر آ جاؤ۔ ان شاء اللہ ضرور عزت و سر بلندی حاصل ہوگی۔

مسجد نہ آنے پر وعید

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تم لوگ گھر میں نماز پڑھتے جیسے یہ ناخلف اپنے گھر میں پڑھ رہا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے تارک ہوتے اور اگر تم سنت موکدہ کے ترک کو اپنا آشکار بنا لیتے تو گمراہ ہو جاتے۔

(فتاویٰ رضویہ ۳۸۱/۶)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اذان ہو تو ان پانچوں نمازوں کی حفاظت کرو یہ نمازیں ہدایت کی راہیں ہیں بے شک اللہ عز و جل نے اپنے محبوب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے راہیں متعین فرمائی، ہم تو یہ

جانتے تھے کہ ان نمازوں سے غفلت کھلا منافق ہی کرے گا ایک وقت وہ تھا جو ہم نے اپنی نگاہوں سے بعض لوگوں کو دوسروں کے سہارے نماز کے لئے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کیا جاتا دیکھا اور آج تم نے عام طور پر اپنے گھر کو مسجد بنالیا سنو اگر تم اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھتے رہے اور مسجد کو ترک کر دیا تو تم اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے تارک ہو گے اور اگر ایسا ہوا تو تم بڑے ناشکرے کہلاؤ گے۔ (فتاویٰ رضویہ ۳۸۱/۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث پاک نے ہماری حالت ہم پر واضح کر دی کہ ہم کیا ہیں۔ خدا کے بندو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ پاک میں منافق مسجد کی بجائے گھر میں نماز پڑھتا، لیکن آج اللہ رحم و کرم فرمائے کہ بیشتر مسلمان یا تو نماز ہی سے غافل ہیں یا پھر گھر ہی میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ پروردگار ہم سب کے حال پر رحم فرمائے اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل نماز مسجد میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور منافقین کی عادت سے بچائے۔ آمین

نورِ کامل کی بشارت

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ تاریکیوں میں مسجدوں تک کثرت سے پیادہ جانے والوں کو روزِ قیامت نورِ کامل کی بشارت دے دو۔ (ترمذی ص: ۵۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مغرب، عشا اور فجر کی نمازیں تاریکیوں میں ادا کی جاتی ہیں، ایسے میں بندہ مومن تاریکی کا بہانہ بنا کر بیٹھ نہیں جاتا بلکہ مسجدوں میں کثرت سے آتا جاتا ہے تو میرا پروردگار بھی اس پر کرم کی نظر فرماتا ہے اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ نورِ کامل کی بشارت دلاتا ہے۔ یقیناً قیامت کا ہولناک دن اور وہاں کا خوف سب سے زیادہ

خطرناک ہے، لہذا آج ہی عہد کرو کہ ہم مسجد جا کر نماز باجماعت پڑھیں گے۔

جنت کی کیاریاں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”إِذَا مَرَدُّكُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعَوْا“، یعنی جب تم جنت کی کیاریوں پر گزرو تو ان میں چرو، حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ فرمایا: مسجدیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا، وہ چرنا کیا ہے؟ فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ (مشکوٰۃ شریف ص: ۷۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کی کیاریاں کس جگہ کو قرار دیا، مسجد کو۔ اور وہاں کا چرنا کیا ہے۔ فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ کہنا۔ اس حدیث پاک کا واضح مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ جو شخص خانہ خدا میں جا کر اس کی تسبیح و تہلیل اور اوراد و وظائف میں مشغول رہتا ہے اور یہ تسبیح پڑھتا ہے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ وہ مرنے کے بعد جنت میں انواع و اقسام کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوگا۔

مقصود تعمیر مساجد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”إِنَّمَا بُنِيَ الْمَسْجِدَ لِذِكْرِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ“ یہ مسجدیں فقط اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لئے بنائی گئی ہیں۔ (شائم العبر ۲۱)

اور حضرت ابو ضمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسجدیں ذکر الہی کے لئے بنائی گئی ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد میں ہر طرح کی گفتگو فضول ہے مگر قرآن کی تلاوت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اچھی بات پوچھنا یا اس کا جواب دینا۔ (شام العبر ۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف نے واضح کر دیا کہ مسجد میں اللہ کے ذکر اور نماز کے علاوہ اُمور دنیا سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ذکر کے لفظ میں بڑی وسعت ہے، اگر بندہ مومن دین اسلام یا پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک کو مسجد میں کرے تو یہ سب بھی اللہ کا ذکر ہی شمار ہوگا۔ البتہ دنیا کی باتوں سے بچنا ضروری ہے کہ مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہے اور سخت گناہ بھی ہے۔ لہذا مسجد میں صرف اور صرف دینی باتیں ہی ہوں اور نماز، تلاوت، درود و سلام و بیان ہی ہو۔

مسجد میں ممنوع ہے

حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے کنارے ایک کشادہ جگہ بنائی اور اس کا نام بطیحا رکھا پھر فرمایا جو بات کرنے کا ارادہ کرے یا شعر کہنا چاہے یا بلند آواز سے بولنا چاہے تو اس کشادہ جگہ میں آئے۔ (شام العبر ۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجد نبوی کے کنارے اس جگہ کے بنانے کی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں رعایا کے مسائل اور فیصلے سب کچھ مسجد ہی میں ہوتے تھے۔ فود کا آنا اور دیگر ضروری احکام وغیرہ مسجد ہی میں جاری ہوتے، مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی، اور مسائل بھی بڑھتے چلے گئے، لہذا ایک خاص جگہ بات کرنے کے لئے مخصوص کی گئی تاکہ دوسروں کی عبادتوں میں خلل واقع نہ ہو بلکہ بات چیت کے لئے اس خاص مقام پر چلے جائیں تاکہ مسجد کا تقدس باقی رہے۔

ساری زمین مسجد ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں۔

☆ میری مدد اس طرح فرمائی گئی کہ ایک ماہ کی مسافت سے کفار کے قلوب میں میرے لشکر کا رعب ڈال دیا گیا۔

☆ میرے لئے تمام زمین جائے سجدہ اور پاک بنادی گئی لہذا میرا امتی جس جگہ نماز کا وقت پائے اسی جگہ نماز پڑھ لے۔

☆ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔

☆ دوسرے انبیاء کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن مجھے تمام انسانوں کا رسول بنا کر بھیجا گیا۔

☆ منصب شفاعت سے مجھے سرفراز کیا۔ (جامع الاحادیث ص: ۵۱۹، ۵۱۸)

سبحان اللہ! رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانچ اعزازات بیان فرمائے، جن میں ایک بڑا اعزاز یہ ہے کہ ہمارے لئے ساری روئے زمین مسجد بنادی گئی لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی جب جہاں وقت ہو وہاں نماز ادا کر لے یعنی مسجد وغیرہ قریب نہیں ہے اور نماز کا وقت ہوا تو راستے کے کنارے پر بھی نماز ادا کر لے اس کی نماز ہو جائے گی۔ لہذا مسلمانو! نماز پڑھنے میں ٹال مٹول اور بہانہ بازی سے باز آ جاؤ۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ تمام زمین کو مسجد بنادی گئی۔

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صَلَوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هَذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلَوةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ میری اس مسجد میں ایک نماز اس کے علاوہ دوسری مسجدوں کے مقابلے

میں ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے مگر مسجد حرام کے مقابلے میں نہیں۔ (مشکوٰۃ ص: ۶۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار تو ملاحظہ کرو کہ اپنی مسجد کے ثواب کو دوسری مسجدوں کے ثواب کے مقابلہ میں کئی گنا بڑھا دیا۔ رب نے اپنے فضل سے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار دیا ہے کہ جتنا چاہیں ثواب بڑھا دیں۔ سبحان اللہ! اللہ عز و جل ہم سب کو مسجد نبوی شریف اور مسجد حرام اور بیت المقدس میں نماز کی ادائیگی کی توفیق اور موقع عنایت فرمائے۔

بیت المقدس میں نماز کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کی، پہلی دعایہ فرمائی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی ایسی قوت عطا ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو، دوسری دعایہ کہ ایسی حکومت ہو جو بعد میں کسی کو نہ ملے، تیسری دعایہ فرمائی کہ جو اس مسجد بیت المقدس میں فقط نماز کا ارادہ کر کے آئے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لیکن دو چیزیں عطا فرمادی گئیں اور مجھے کامل امید ہے کہ تیسری بھی عطا فرمادی گئی۔ (جد المبتار ۲/۲۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دو چیزیں جو بظاہر عطا ہوئیں وہ واضح تھیں۔ حکومت اور فیصلے کی قوت اور تیسری چیز کے تعلق سے غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امید ظاہر کی کہ وہ بھی عطا فرمادی گئی ہوگی اور وہ ہے بیت المقدس میں نماز ادا کرنے کے ارادے سے آنے والے کا گناہوں سے پاک ہو جانا۔ اللہ ہم سب کو بھی بیت المقدس میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسجد روشن کرنے کی اہمیت

حضرت اسماعیل بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ماہ رمضان المبارک میں مسجدوں کے پاس سے گزرے تو ان میں چراغ روشن تھے یہ دیکھ کر آپ نے یہ دعائیہ کلمات کہے، اے اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر کو اسی طرح روشن فرما دے جس طرح انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ۳/۵۹۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ مسجدوں میں روشنی کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کتنا پسند تھا اور کیوں نہ ہو اللہ عز وجل کا گھر جب منور ہوگا تو لوگ بہ اطمینان و سکون اور حضوری قلب کے ساتھ اس میں عبادت کریں گے، نماز کی ادائیگی کے ساتھ تلاوت قرآن مقدس بھی کریں گے، تاریکی کی وحشت اور خوف بھی دل میں نہ ہوگا۔ لہذا اللہ عز وجل توفیق دے تو ضرور بالضرور مسجدوں میں روشنی کا اہتمام کرو۔ انشاء اللہ مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا کچھ حصہ ضرور مل جائے گا۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے: جو شخص مسجد میں چراغ جلائے جب تک اس چراغ کی روشنی سے مسجد منور ہوتی ہے حالین عرش تمام فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (مکافئۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسلمان آج کے دور میں بلب، جھومر، ٹیوب لائٹ وغیرہ کے ذریعہ مسجد کو روشن کرے تو یقیناً وہ بھی مذکورہ دعا میں حصہ دار ہو سکتا ہے اور دعا بھی معمولی مخلوق کی نہیں بلکہ اللہ عز وجل کے تمام معصوم فرشتے ایسے شخص کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

مساجد کے درجات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نماز گھر میں ایک نماز ہے اور اس کی نماز اس مسجد میں جس میں جمعہ ہوتا ہے پانچ سو نماز کے برابر ہے اور اس کی نماز مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی نماز میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی نماز مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

لیکن محلّہ والوں کے لئے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہ نسبت جامع مسجد کے افضل و اعلیٰ ہے، سلف صالحین صحابہ و تابعین کا عمل اس پر شاہد ہے کہ سب پنچگانہ نمازیں اپنے اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھتے تھے، ان کو چھوڑ کر جامع مسجد میں نہ جاتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کے لئے یہ فضیلت صرف نماز جمعہ کے ساتھ مخصوص ہے، البتہ اہل محلّہ کے لئے پنچگانہ نمازوں میں بھی پانچ سو نماز کا ثواب ہوگا۔ اسی لئے الاشباہ والنظائر میں ہے کہ محلّہ کی مسجد (اہل محلّہ کے لئے) جامع مسجد ہے مگر جب کہ جامع مسجد کا امام سُنی عالم ہو تو پھر جامع مسجد ہی افضل ہے۔ (الاشباہ، ص: ۱۹۵)

مسجد کی صفائی

مشہور صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”عُرِضْتُ عَلَىٰ أَجُورٍ أُمْتِي حَتَّىٰ الْقَدَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَ عُرِضْتُ عَلَىٰ ذُنُوبٍ أُمْتِي فَلَمْ أَرْ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أَوْ تَيْهًا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا“ میرے سامنے میری امت کے اعمال خیر پیش کئے گئے یہاں تک کہ اس کے بارے میں جو کہ کوڑا یا مٹی مسجد سے کوئی نکالتا ہے اور میرے سامنے میرے امتیوں کے گناہ پیش کئے گئے لیکن اس سے بڑا گناہ میں نہیں دیکھا کہ کسی شخص نے ایک سورت یا آیت کو یاد کر کے اس کو بھلا دیا ہو۔ (التزغیب ج ۱، ص: ۱۳۹)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجد سے کوڑا کرکٹ یا مٹی نکالنا یہ عمل بھی بارگاہِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کیا جاتا ہے۔ ذرا سوچو کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عمل کو اعمالِ خیر میں شمار فرمایا۔ لہذا اگر مسجد میں کبھی کوڑا کرکٹ یا مٹی دیکھو تو اسے اٹھا کر باہر پھینک دو یہ نہ سوچو کہ یہ تو صرف مسجد کے خادم کا کام ہے بلکہ اللہ عز و جل کی رضا کے لئے اس کے گھر کو صاف کرو۔ انشاء اللہ اجرِ عظیم کے حقدار بن جاؤ گے۔

آدابِ مسجد

حضرت ابوقداحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكُعْ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد) ادا کر لے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ ص: ۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی اگر وقت مکروہ نہ ہو تو ضرور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کر لیں کہ اس کے بے شمار فائدے اور فضائل موجود ہیں۔ خود رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ زمین کا ہر وہ ٹکڑا جس پر نماز ادا کی جاتی ہے یا ذکر خدا کیا جاتا ہے وہ ارد گرد کے تمام قطعات پر فخر کرتا ہے اور اوپر سے نیچے ساتویں زمین تک وہ مسرت و شادمانی محسوس کرتا ہے اور جب بندہ کسی زمین پر نماز پڑھتا ہے وہ زمین اس پر فخر کرتی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۵۳۴)

جنت میں لے جانے والا عمل

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسجد میں جھاڑو دینا مسجد کو پاک صاف رکھنا مسجد کا کوڑا کرکٹ باہر پھینکنا مسجد میں خوشبو سلگانا بالخصوص جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو میں بسانا جنت میں لے جانے والے کام ہیں۔ (ابن ماجہ)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا کے پیارے دیوانو! ہمیں ضرور ضرور مذکورہ کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خاص طور پر جمعہ کے روز مسجد کو عطر اور مصلیوں کو بھی معطر کرنے کی کوشش کریں اور وقت نکال کر مسجد کی صفائی بھی کریں۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ حق ہے۔ ان شاء اللہ جنت کے حقدار بن جاؤ گے۔

اور نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا حسین آنکھوں والی حور کا مہر ہے۔ (طبرانی)

اور ایک روایت میں ہے کہ جو مسجد سے اذیت کی چیزیں نکالے اللہ عز و جل اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد نبوی شریف کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی اور ستون کھجور کے تنے کے تھے۔ پھر سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ نہیں فرمایا لیکن امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کی تعمیر اس طرح کرائی کہ دیواریں کچی اینٹوں کی، چھت کھجور کی شاخوں کی اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔ یعنی یہ تعمیر بھی حسب سابق تھی پھر امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے اس میں کافی تبدیلی کی، دیواریں منقش پتھر اور ان پر گچکاری اور ستون منقش پتھروں کے اور چھت شاخوں کی بنوائی۔ (جامع الاحادیث ص ۵۲۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ ضرورت کے مطابق مسجد کی توسیع اور استطاعت کے مطابق نقش و نگار جائز ہے کہ خلفائے راشدین نے یہ کام انجام دئے۔ ربِ قدر ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کو محبوب

ہم سب کے آقا و مولیٰ کا فرمان ہے: جب تم میں سے کوئی مسجد سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر ہم اور آپ چاہتے ہیں کہ بارگاہِ خداوندی کے محبوب و مقرب ہو جائیں تو آج ہی سے مساجد سے محبت کرنے لگ جائیں۔ اللہ عز و جل اپنے قرب کی دولت سے نواز دے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مغفرت کی دعا

حضور تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی فرد جب تک جائے نماز پر رہتا ہے فرشتے اس کے لئے مغفرت و بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے اللہ! اس پر سلامتی نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما اور اے اللہ! اسے بخش دے، یہ دعائیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک کہ وہ کسی سے بات نہ کرے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ، کتنی بڑی سعادت کی بات ہے کہ اگر آپ مسجد میں داخل ہو کر اعتکاف کی نیت کر کے با وضو بیٹھ رہیں تو چاہے آپ نماز اور دیگر عبادتیں کریں یا نہ کریں مولیٰ تعالیٰ ہر لمحہ ثواب عطا

فرماتا رہے گا۔

اللہ کے زائر

مکی مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بعض الہامی کتابوں میں موجود ہے کہ زمین پر مسجدیں میرا گھر ہیں اور ان کی تعمیر و آبادی میں حصہ لینے والے میرے زائر ہیں۔ بس خوش خبری میرے اس بندے کے لئے جو اپنے گھر میں طہارت حاصل کر کے میرے گھر میں میری زیارت کو آتا ہے۔ لہذا مجھ پر حق ہے کہ میں آنے والے زائر کو عزت و وقار عطا کروں۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جس نے گھر میں اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کو آیا وہ اللہ کا زائر ہے اور جس کی زیارت کی جائے اس پر حق ہے کہ زائر کا اکرام کرے۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مسجد اللہ عز و جل کے دیدار کی جگہ ہے۔ گھر سے اللہ عز و جل کے دیدار کی نیت سے جو شخص مسجد جاتا ہے اللہ عز و جل پر حق ہے کہ وہ اس کو عزت و وقار عطا فرمائے۔ اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان ”الْصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ“ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بندہ مؤمن نماز میں اللہ عز و جل سے ہم کلام ہوتا ہے اور نگاہ والے بسا اوقات دیدار تجلیات الہی سے شاد کام بھی ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت ہماری آنکھوں میں بھی وہ وصف پیدا فرمادے۔

مسجد میں آنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح کو اول دن میں یا آخر دن میں مسجد کو گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں کرے گا (صبح کے وقت یا آخر دن میں جس وقت بھی وہ مسجد میں گیا ہو)۔

(بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عام طور پر یہ دونوں وقت آرام کے ہوتے ہیں ایسے میں بندہ اپنی پیاری نیند قربان کر کے اپنے گھر کے بجائے مولیٰ عزوجل کے گھر کو ترجیح دیتا ہے تو وہ کریم بھی اپنی شان کے مطابق اجر عطا فرماتا ہے۔ یعنی جنت میں مہمانی کا وعدہ فرماتا ہے۔ سبحان اللہ! میرا کریم جب مہمانی فرمائے گا تو کیا شان ہوگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو مسجد میں آنے کا عادی ہو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ (مشکوٰۃ: ص ۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آؤ آج سے نیت کریں کہ ان شاء اللہ مسجد میں جانے میں کوتاہی نہیں کریں گے اور خود بھی مسجد جانے کے پابند بنیں گے اور اپنی اولاد کو دوست و احباب کو بھی مسجد جانے کا پابند بنائیں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ زائد ہے اور یہ یوں ہی ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لئے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ برابر اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ اپنے مصلیٰ پر ہے اور ہمیشہ نماز میں ہے اور جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔ (رواہ البخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (رواہ النسائی)

ہر قدم پر دس نیکیاں

ایک روایت میں ہے کہ ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب سے گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنا گھر سے وضو کر کے پیدل نکلنا اللہ عز و جل کی بارگاہ سے بے حساب نیکیوں کو حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یقیناً یہ نیکیاں کل بروز قیامت خوب کام آئیں گی۔ لہذا ضرور تھوڑی سی قربانی دے کر نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مسجد نبوی کے گرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں، بنو سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں یہ خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی، فرمایا: مجھے خبر پہونچی ہے کہ تم مسجد کے قریب آنا چاہتے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہاں ارادہ تو ہے۔ فرمایا: اے بنو سلمہ اپنے گھروں ہی میں رہو تمہارے قدم لکھے جائیں گے۔ دوبارہ اس کو فرمایا، بنی سلمہ کہتے ہیں لہذا ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔ (رواہ مسلم وغیرہ) مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مسجد کی طرف جتنے قدم چلیں گے اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا اور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی یہ پسند ہے کہ ہم مسجد کی طرف پیدل چلیں۔

ہر قدم پر ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں انصار کے گھر مسجد سے دور تھے انہوں نے قریب آنا چاہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ“ جو انہوں نے نیک کام آگے بھیجے وہ اور ان کے نشان قدم ہم لکھتے ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سب سے بڑھ کر

نماز میں اس کا ثواب ہے جو زیادہ دور سے چل کر آئے۔ (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا اور کوئی نماز ان کی خطا نہ ہوتی، ان سے کہا گیا کاش تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر آؤ۔ تو انہوں نے جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر کو واپس آنا لکھا جائے اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تجھے یہ سب جمع کر کے دے دیا۔ (رواہ مسلم وغیرہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ثواب کی کتنی حرص تھی کہ ہر راحت کو قربان کر دیتے اور تکلیف اٹھا کر ثواب جمع کرنے کی فکر کرتے۔ لیکن آج ہمارا حال خوب ظاہر ہے۔ اے کاش! ہم چند قدم کے فاصلے پر موجود مسجد میں پیدل جا کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے۔

گناہِ مٹانے کا نسخہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تکلیف میں پورا وضو کرنا اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔ (رواہ البیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کوشش کریں کہ مسجد کی طرف نماز کے لئے گھر سے وضو کر کے اور جماعت سے پہلے جا کر جماعت کا انتظار بھی کریں۔ جماعت کا انتظار بھی ثواب اور نماز کا انتظار بھی ثواب اور ساتھ ہی ساتھ گناہوں سے نجات کا بھی ذریعہ ہے۔

اللہ کی ضمانت میں

حضور رحمتِ عالم، نورِ مجسم، فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد

فرماتے ہیں: تین اشخاص اللہ عزوجل کی ضمان میں ہیں اگر زندہ رہیں تو کفایت کرے، مرجائیں تو جنت میں داخل کرے۔ جو شخص گھر میں داخل ہو اور گھر والوں پر سلام کرے وہ اللہ کی ضمان میں ہے اور جو مسجد کو جائے اللہ کی ضمان میں ہے اور جو اللہ کی راہ میں نکلا وہ اللہ کی ضمان میں ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ تینوں عمل کے عادی بنو اور اللہ عزوجل کی ضمانت حاصل کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ کے ذمہ کرم سے بہتر کسی کا ذمہ نہیں ہو سکتا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے اندر اللہ کی ضمان حاصل کرنے کا جذبہ ہے۔

ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو گھر سے نماز کو جائے اور یہ دعا پڑھے ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَ بِحَقِّ مَمْسَیْ هَذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اِشْرًا وَّ لَا بَطْرًا وَّ لَا رِیَاءً وَّ لَا سُمْعَةً وَّ خَرَجْتُ اِلَیْکَ سَخِطَکَ وَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ فَاسْأَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ“ یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیرے سائلین اور میرے اس چلنے کے صدقے میں سوال کرتا ہوں۔ نہ میں تکبر کے ساتھ نکلا ہوں نہ ہی بے کار اور نہ ہی دکھاوے کے لئے اور نہ ہی شہرت کے لئے۔ میں تو تیرے غضب سے نجات حاصل کرنے اور تیری رضا جوئی کے لئے نکلا ہوں۔ لہذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے جہنم سے نجات عطا فرما اور میرے گناہوں کو معاف فرما، بے شک تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے۔ آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

مسجد میں آنے ، جانے کی دعا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسجد میں جائے تو کہے ”اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“ اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، جب نکلے تو کہے ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ“ اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔ (رواہ مسلم)

سات قسم کے لوگ سایہ خداوندی میں

باعث وجہ تخلیق، صاحبِ قابِ تو سین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات شخص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اس دن سایہ فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

- (۱) امام عادل۔
- (۲) اور وہ جس کی نشوونما اللہ عز وجل کی عبادت میں ہوئی۔
- (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد کو لگا ہوا ہے۔
- (۴) وہ دو شخص جو باہم اللہ عز وجل کے لئے دوستی رکھتے ہیں اس پر جمع ہوئے اسی

پر

متفرق ہو گئے۔

- (۵) وہ شخص جسے کسی صاحبِ حسن و جمال عورت نے بلایا، اس نے کہہ دیا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔
- (۶) وہ شخص جس نے کچھ صدقہ کیا اور اس کو اتنا چھپایا کہ بائیں کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے نے کیا خرچ کیا۔
- (۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ عز وجل کو یاد کیا اور آنسو بہائے۔ (مشکوٰۃ ص: ۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث مبارکہ میں جن سات خوش نصیبوں کا ذکر ہے ان میں مسجد سے دل لگانے والے کا بھی ذکر ہے۔ لہذا ہم کو چاہئے کہ ہم مسجد سے اپنا دل لگائے رکھیں اور ایک وقت کی نماز ادا کر لینے کے بعد دوسری نماز کی نیت کر کے مذکورہ خوبیوں کو بھی اپنے اندر پیدا کریں قیامت کے ہولناک دن اللہ ہم سب کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔

گھروں میں مسجد

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھروں میں نماز کی مخصوص جگہ بنانے کا حکم فرمایا اور اس جگہ کو پاک صاف رکھنے کا بھی حکم دیا۔ (مشکوٰۃ ص: ۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سنت ہے کہ اپنے گھر میں کوئی جگہ نماز کے لئے مخصوص کر لی جائے اور اس کو پاک و صاف رکھا جائے اور اس میں خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔ عورتیں اگر اعتکاف کرنا چاہیں تو اسی گھر کی مسجد میں کر سکتی ہیں۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سنت و نفل نماز اور عورتوں کے لئے نماز کی مخصوص جگہ کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس کی صفائی کا بھی بھرپور اہتمام رکھنا چاہئے۔ تاکہ اس جگہ کی برکتوں سے نیز وہاں کی جانے والی عبادتوں سے اللہ عز و جل کی رحمت کا حصول ممکن ہو۔ اللہ عز و جل اگر کشادہ مکان عطا فرمائے تو ضرور نماز کے لئے مخصوص جگہ کا اہتمام کر کے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کریں۔ اور اگر کشادہ مکان نہ بھی ہو تب بھی نماز کے لئے کسی جگہ کو مخصوص رکھیں کہ جب نماز کا وقت ہو اسی جگہ پر نماز ادا کریں۔

مجاہد فی سبیل اللہ

حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ لِيَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى أَوْ يَذْكُرَ بِهِ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“ جو شخص مسجد میں اللہ کا ذکر کرنے کیلئے یا اس کی نصیحت کرنے کے لئے جائے تو وہ شخص مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صبح و شام مسجد کو جانا از قسم جہادی سبیل اللہ ہے۔ (رواہ الطبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جہادی سبیل اللہ کتنا بڑا کام ہے کہ مجاہد گھر، رشتہ دار، کاروبار اور اپنی جان تک کو اللہ کے لئے قربان کرنے کا جذبہ صادق لئے میدانِ کارزار میں قدم رکھتا ہے اور دشمنوں کے زرعے میں جا کر کبھی اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دیتا ہے تو اسے مجاہد و شہید ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے لیکن معبودِ حقیقی کے نبی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبح و شام مسجد کو آنا جہادی سبیل اللہ کی قسم میں شامل فرمایا۔ لہذا چاہئے کہ صبح و شام مسجد میں آتے جاتے رہیں تاکہ جہادی سبیل اللہ کے مثل ثواب کے حقدار ہو سکیں۔

سجدہ کی جگہ گواہی دے گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ نمازی کی موت پر چالیس دن تک زمین روتی رہتی ہے، حضرت عطا الخراسانی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بندہ جب زمین کے کسی ٹکڑے پر سجدہ کرتا ہے تو وہ ٹکڑا قیامت میں اس کے عمل کی گواہی دیگا اور اس کی موت کے دن وہ ٹکڑا روتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۵۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زمین کو اس

سجدہ گزار کی جدائی اور اس کے عمل سے ملنے والے سکون سے محرومی پر افسوس ہوتا ہے لہذا اس سجدہ گزار کے فراق میں گریہ وزاری کرتی ہے۔ لہذا ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ زمین کے چپہ چپہ پر ہم سجدوں کے نشان چھوڑیں۔ یہ نشان کل بروز قیامت اللہ عز وجل کی رضا کے حصول کا ذریعہ ثابت ہوں گے۔

انعام پائے گا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں بکثرت آتا جاتا ہے اللہ تعالیٰ سات انعامات میں سے ایک انعام سے ضرور نوازتا ہے۔
☆ اسے کوئی ایسا بھائی ملتا ہے جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے بارے میں استفادہ ہو۔

☆ رحمت حق نازل ہوتی ہے۔

☆ علم عجیب میسر آتا ہے۔

☆ راہ راست بتانے والا کلمہ ملتا ہے۔

☆ اس سے اللہ تعالیٰ کوئی نکمی بات چھڑا دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے گناہوں کا چھوڑنا نصیب ہوتا ہے۔

☆ شرم کی وجہ سے گناہوں کا چھوڑنا نصیب ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم: ج ۴، ص ۶۸۸)

احکام مسجد

گمشدہ چیز کی تلاش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ“

فَلْيُقَلِّ لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَاذَ“ جو کسی شخص کو مسجد میں گمشدہ چیز تلاش کرتے سنے تو کہے اللہ تجھے تیری چیز واپس نہ دلائے کہ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئیں۔ (مشکوٰۃ ص: ۶۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف مسجد کے ادب سے متعلق ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت دل کو بانٹنے والی چیزوں کو باہر ہی محفوظ مقام پر رکھ دینی چاہئے تاکہ مسجد میں صرف اللہ عز و جل کی عبادت ہی میں دل لگا رہے۔

خرید و فروخت کرنا کیسا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مسجد میں کسی شخص کو خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ (مشکوٰۃ ص: ۷۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ لوگ تجارت کی باتیں اللہ کے گھر میں کریں گے اور آج یہ بات بالکل common (عام) ہو گئی ہے لوگ اس کو معیوب بھی نہیں سمجھتے۔ خدا را اللہ کے گھر کے آداب کو ملحوظ رکھو اور خرید و فروخت کی باتیں مسجد میں کرنے سے پرہیز کرو۔

پیاز اور لہسن کھا کر آنے کا حکم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس گندے پیڑ یعنی کچی پیاز یا کچے لہسن سے کچھ کھایا تو وہ مسجد میں ہمارے پاس نہ آئے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۶/۳۸۱)

چوں کہ کچی پیاز اور لہسن کھانے سے منہ سے بد بو آتی ہے اور رسول اعظم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی بوبالکل پسند نہ تھی اور نمازیوں کو بھی ناپسندیدہ ہے لہذا کچی پیاز اور لہسن نیز سگریٹ بیڑی وغیرہ کے استعمال کے فوراً بعد مسجد میں نہ جائیں، اگر جانا ہو تو مسواک کر لیں یا کم از کم اچھی طرح کلی کر لیں تاکہ بوباقی نہ رہے۔

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کچی پیاز، لہسن یا گندنا (ایک سبزی جو لہسن کے مشابہ ہوتی ہے) کھایا وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کہ ملائک علیہم السلام بھی اس سے ایذا پاتے ہیں جس سے انسان تکلیف پاتے ہیں۔ (جامع الاحادیث ص ۵۰۸)

اور حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دو سبزیوں کے کھانے سے منع فرمایا یعنی پیاز اور لہسن سے اور فرمایا کہ انہیں کھا کر کوئی شخص ہماری مسجدوں کے قریب ہرگز نہ آئے اور فرمایا کہ اگر کھانا ہی چاہے تو پکا کر ان کی بُدور کر لیا کرو۔ (ابوداؤد شریف)

ان احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ منہ کی بو سے فرشتوں کو بھی اذیت پہونچتی ہے اور ظاہری بات ہے کہ مسجد میں لوگ نماز کے لئے آتے ہیں تو ان کو بھی اذیت پہونچتی ہے اور عبادت سے دل ہٹ جاتا ہے۔ لہذا ایسی چیز کے استعمال سے پرہیز کرو جن سے فرشتوں اور انسانوں کو تکلیف ہو۔

کچا گوشت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد میں کچا گوشت لے کر کوئی نہ گزرے۔ (جامع الاحادیث ص ۵۰۸)

دنیا کی باتیں کرنا کیسا؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے اللہ عز و جل کو ان لوگوں سے کچھ کام نہیں۔ (جامع الاحادیث ص: ۵۰۹، ۵۰۸)

اور حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی مسجدوں کو بچاؤ اپنے ناسمجھ بچوں اور مجنونوں کے جانے اور خرید و فروخت اور جھگڑوں اور آواز بلند کرنے سے۔ (فتاویٰ رضویہ ۶/۴۰۴)

اور حضرت عبید اللہ بن حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ عز و جل کے داعی کی آواز پر لبیک کہا اور اللہ تعالیٰ کی مسجدیں اچھے طور پر تعمیر کیں تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ کے یہاں جنت ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مسجدوں کی اچھی طرح تعمیر کیا ہے؟ فرمایا: اس میں آواز بلند نہ کرنا اور کوئی بیہودہ بات زبان سے نہ نکالنا۔ (شائم العنبر ۱۹)

بلند آواز سے باتیں کرنا کیسا؟

حضرت سعید بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کی بلند آواز مسجد میں سنی تو ارشاد فرمایا تو جانتا ہے کہ کہاں ہے؟ تو جانتا ہے کہ کہاں ہے؟ یعنی بلند آواز کو ناپسند فرمایا۔ (شائم العنبر ۱۹)

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا مجھے ایک شخص نے کنکری ماری میں نے دیکھا کہ وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہا جاؤ ان دو شخصوں کو میرے پاس لاؤ میں ان دونوں کو لایا پس کہا تم کن لوگوں میں سے ہو یا فرمایا تم دونوں کہاں کے ہو؟ ان دونوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا

اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مسجد میں دنیوی باتیں اور وہ بھی بلند آواز سے کرنا آدابِ مسجد کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو جملہ مساجد کے احترام کی توفیق عطا فرمائے۔

علامت منافی

خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو مسجد ہی میں اذان ہوگئی اور وہ بغیر ضرورت مسجد سے نکلا یا مسجد آنے کا ارادہ نہیں تو وہ منافق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۷۷۳/۷۷۴) اور حضرت ابوالشعثاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی سے اس وقت نکلا جب عصر کی اذان ہو چکی تھی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے حضور ابوالقاسم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (فتاویٰ رضویہ ۷۷۳/۷۷۴) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مسجد کو بو سے بچانا واجب ہے، لہذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام، مسجد میں دیا سلائی جلانا حرام، مسجد میں کچا گوشت لے جانا جائز نہیں، حالانکہ کچے گوشت کی بو بہت خفیف ہوتی ہے تو جہاں سے مسجد میں پہنچے وہاں تک ممانعت کی جائے گی، مسجد عام جماعت کے لئے بنائی جاتی ہے پھر یہ خیال نہ کرو کہ اگر مسجد خالی ہے تو اس میں کسی بو کا داخل کرنا اس وقت جائز ہو کہ کوئی آدمی نہیں جو اس سے ایذا پائے گا۔ ایسا نہیں بلکہ ملائکہ بھی اس چیز سے ایذا پاتے ہیں جس سے انسان ایذا پاتا ہے۔ مسجد کو نجاست سے بچانا فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ

(۳۸۱/۶)

سرکار اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور تحقیق ملاحظہ فرمائیں تاکہ احترامِ مسجد کے جذبہ میں اور اضافہ ہو جائے۔

مسجد میں دنیا کی مباح باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ فتح القدیر میں ہے: ”الْكَلَامُ الْمُبَاحُ فِيهِ مَكْرُوهٌ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ“ اِشْبَاهِ میں ہے: ”اِنَّهُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ“ مدارک میں حدیث نقل کی ”الْحَدِيثُ فِي الْمَسْجِدِ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ الْبَهِيمَةُ الْحَشِيشُ“ مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔ غمر العیون میں خزائنہ الفقہ سے ہے: مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْمَسَاجِدِ بِكَلَامِ الدُّنْيَا أَحْبَطَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَمَلَ أَرْبَعِينَ سَنَةً جو مسجد میں دنیا کی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرمادے۔

حدیقہ ندیہ میں ہے کہ دنیا کی بات جب کہ فی نفسہ مباح اور سچی ہو بلا ضرورت کرنی مکروہ تحریمی ہے۔ ضرورت ایسی جیسے معتکف اپنی حوائج ضروریہ کے لئے بات کرے پھر حدیث مذکور ذکر کر کے فرمایا: معنی حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہ کرے گا اور وہ نامراد و محروم ہیں۔

سبحان اللہ! جب مباح و جائز بات بلا ضرورت شرعیہ کرنے کو مسجد میں بیٹھنے پر یہ آفتیں ہیں۔ تو حرام و ناجائز کام کرنے کا کیا حال ہوگا۔ مسجد میں کسی چیز کا مول لینا، بیچنا، خرید و فروخت کی گفتگو کرنا ناجائز ہے۔ مگر معتکف کو اپنی ضرورت کی چیز مول لینا وہ بھی جب کہ بیع (فروخت کی جانے والی چیز) مسجد سے باہر ہی رہے مگر ایسی خفیف و نظیف و قلیل شے جس کے سبب نہ مسجد میں جگہ رکے نہ اس کے ادب کے خلاف ہو اور اسی وقت اسے اپنے افطار و سحری کے لئے درکار ہو تجارت کے لئے بیع و شرا کی معتکف کو بھی اجازت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۶/۳۰۳)

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ دفن کر دینا ہے۔ (بخاری شریف)

اور آپ کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوارِ قبلہ پر بیٹھ دیکھی تو یہ بات آپ کو ناگوار معلوم ہوئی جس کا اثر چہرہ مبارک سے ظاہر ہوا، آپ اٹھے اور اس کو اپنے دست مبارک سے صاف کر کے فرمایا: جس وقت تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اس حال سے خالی نہیں کہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور بلا شک اس کا رب اس کے اور سمت قبلہ کے درمیان ہوتا ہے لہذا تم میں سے کوئی سمت قبلہ کو نہ تھو کے اور یہ عمل بائیں جانب یا پیروں کے نیچے کرے اس کے بعد آپ نے اپنی چادر میں تھوکا اور اس کو ل کر فرمایا یا اس طرح کرے۔ (بخاری شریف)

آداب مسجد ایک نظر میں

مسئلہ: فرمان نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔ (مشکوٰۃ ص: ۶۸)

مسئلہ: قبلہ کی طرف قصد پاؤں پھیلا نا مکروہ ہے۔ سوتے میں ہو یا بیداری کی حالت میں۔
مسئلہ: مسجد کی چھت پر وطی و بول و براز حرام ہے۔ یوں ہی جب اور حیض و نفاس والی عورت کو اس پر جانا حرام ہے کہ وہ بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔ (در المختار، رد المحتار)

مسئلہ: مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر گزرنا ناجائز ہے۔ اگر اس کی عادت کر لے تو فاسق ہے۔

مسئلہ: بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ۔ جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں ان کو اس کا خیال کرنا چاہئے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کر لیں۔ اور جوتا پہننے مسجد میں چلے جانا سوائے ادب ہے۔ (رد المحتار)
مسئلہ: مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ: کپڑے پاؤں سنا ہوا ہے اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پوچھنا ممنوع

ہے۔ یوں ہی پھیلے ہوئے غبار سے پونچھنا بھی ناجائز ہے۔ اور کوڑا جمع ہے تو اس سے پونچھ سکتے ہیں۔ یوں ہی مسجد میں کوئی لکڑی پڑی ہوئی ہے کہ عمارت مسجد میں داخل نہیں اس سے بھی پونچھ سکتے ہیں۔ چٹائی کے بے کار ٹکڑے سے جس پر نماز نہ پڑھتے ہو پونچھ سکتے ہیں۔ مگر بچنا افضل ہے۔ (عائگیری، صغیری)

مسئلہ: مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالے جہاں بے ادبی ہو۔ (در المختار)

مسئلہ: بلا ضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مسجد میں انگلیاں چٹکانا منع ہے۔

مسئلہ: مسجد محلّہ میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع سے افضل ہے۔ اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو بلکہ اگر مسجد محلّہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے۔ اور اذان و اقامت کہے۔ نماز پڑھے وہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔

مسئلہ: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر منافق لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لئے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے۔ یعنی قبل قیام جماعت یوں ہی جو شخص دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو تو اسے چلا جانا چاہئے۔ (عامۃ کتب فقہ، بہار شریعت جلد اول)

اللہ عز و جل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جو کچھ ہم نے آداب مسجد کے متعلق پڑھا اور سنا اس پر ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب ہو اور مسجد سے برکتیں حاصل کرنے کا جذبہ بھی ہمارے دل میں پیدا ہو۔ (آمین)